

Novel Ek Chai, Do cigarette



Novel Nigar
Aleem Tahir

ایک چائے دو سگریٹ



ناول نگار

علیم طاہر



علیم طاہر اور گھریلو ورثہ

کتاب :	ایک چائے دو سگریٹ
ناول نگار :	علیم طاہر
ترتیب و تدوین :	علیم طاہر / فہیم علیم
سن اشاعت :	(08 August) 2025 (پہلی اشاعت)
صفحات :	600
قیمت :	600 روپے۔
کمپوزنگ :	علیم طاہر
زیر اہتمام :	اے ایم این پروڈکشن انٹرنیشنل۔
مطبع :	ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس (دہلی)
سرورق :	فہیم علیم
ترتیب و تدوین :	مقیم میناگری / ایڈوکیٹ ندیم ارشد
ناشر :	علیم طاہر

ملنے کے پتے:

- 1: مومن پورا، سروے نمبر 19، گھر نمبر 51، مالیگاؤں۔ ضلع (ناسک)۔ مہاراشٹر (انڈیا)
- 2: علیم طاہر پلاٹ نمبر 28، سنجری چوک، اشرف نگر، دیانہ مالیگاؤں، 423203، ضلع ناسک مہاراشٹر (انڈیا)

انتساب:

تحسین آراء (شریک حیات)،

فہیم علیم (بیٹا)،

عین الارم (بیٹی)،

عالیہ (بیٹی)،

ابا (ارشد مینا نگری)،

اماں (حلیمہ بی)،

برادران / چھوٹی بھابھیاں،

ہمشیرگان،

بھتیجے،

بھتیجیاں،

اور -----

نئی نسل

کے نام

نیند لٹکی ہوئی رہتی ہے کلینڈر پہ مری

روز بستر پہ مرا خواب پڑا رہتا ہے

علیم طاہر

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر
10 to 56	باب نمبر: 01 تا 20	01
58 to 112	باب نمبر: 21 تا 40	02
115 to 187	باب نمبر: 41 تا 60	03
191 to 281	باب نمبر: 61 تا 80	04
286 to 379	باب نمبر: 81 تا 100	05
385 to 485	باب نمبر: 101 تا 120	06
490 to 578	باب نمبر: 121 تا 140	07

ناول

"ایک چائے دو سگریٹ"

ناول نگار: علیم طاہر

تمہید (نوٹ از مصنف: علیم طاہر)

فلمی دنیا کے بیک اسٹیج میں، جہاں روشنی نہیں پہنچتی، وہاں اصل کردار زندہ ہوتے ہیں۔ وہ جو روز آڈیشن ہال کے دروازے سے لوٹ آتے ہیں، لیکن اگلی صبح پھر سے خود کو نئے خواب کے ساتھ جگاتے ہیں۔ یہی ان کہے کردار، میرے اس ناول کی روح ہیں۔

"ایک چائے دو سگریٹ" صرف ایک عنوان نہیں، یہ ایک کیفیت ہے، ایک منظر ہے، اور ایک ایسا وقت ہے جس میں نہ کامیابی کی گونج ہوتی ہے، نہ ہی ناکامی کا شور۔ بس دھواں سا ہوتا ہے، اور ایک سادہ چائے کا کپ، جو اکثر ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

یہ کہانی ہے ان فنکاروں کی جنہوں نے کبھی شہرت کی سیڑھیاں چڑھنے کے لیے جوتے نہیں پہنے۔ وہ ننگے پاؤں چلتے رہے، درد کے کانٹوں پر۔ اور تب بھی مسکراتے رہے۔

یہ ناول کوئی فلمی ہیرو یا بلاک بسٹر کی پروموشن نہیں، بلکہ ان سٹرگلرز کا اصل چہرہ ہے، جو آپ کو صرف ایک فریم میں، شاید دو سیکنڈ کے لیے نظر آتے ہیں۔ مگر جن کی زندگی ایک مکمل فلم ہے۔

میں نے یہ ناول اس لیے نہیں لکھا کہ آپ اس سے متاثر ہوں۔
میں نے یہ اس لیے لکھا کہ کہانی خود مجھ سے لکھی جانا چاہتی تھی۔

چائے اور سگریٹ کے درمیان کے لمحے بولنے لگے۔ اور قلم نے صرف سنا۔

یہ ناول، آکاش کا ہے، لیکن صرف آکاش کا نہیں۔

یہ ہر اس فنکار کا ہے جس کا رول آج تک کاٹا گیا، یا کبھی دیا ہی نہیں گیا۔

بس یاد رکھیے:

پردے پر جتنا دکھتا ہے، پردے کے پیچھے اتنا ہی چھپایا جاتا ہے۔

یہ ناول انہی چھپے ہوئے لمحوں کا پردہ اٹھاتا ہے۔

علیم طاہر

(مصنف)

پیش لفظ

از قلم: علیم طاہر

"ایک چائے دو سگریٹ" ایک ناول نہیں، ایک لمحاتی حقیقت ہے۔ ایسی حقیقت جو ہم سب کے آس پاس خاموشی سے سانس لیتی ہے، مگر کبھی بولتی نہیں۔ یہ ناول اُن آوازوں کی زبان ہے جو اکثر کاسٹنگ ڈائریکٹرز کے دفتر کے باہر خاموش رہ جاتی ہیں، اُن خوابوں کا بیانیہ ہے جو فلمی پردے تک پہنچنے سے پہلے ہی ایڈٹ ہو جاتے ہیں۔

اس ناول کی بنیاد ایک سادہ منظر پر رکھی گئی: ایک چائے کا کپ، دو سگریٹیں، اور درمیان میں بیٹھا ایک فنکار۔ جو بظاہر کچھ نہیں کر رہا، مگر اس کے اندر کئی کہانیاں شور کر رہی ہیں۔ ناول کے کردار چاہے آکاش ہو، شلیپا، وشال، یا وجے چوہان (جو بھائی)، ہر ایک کردار اصل زندگی سے جڑا ہوا ہے، کوئی بناوٹ، کوئی تصنع، کوئی جھوٹ نہیں۔ یہاں ہر جملہ دھواں دیتا ہے، ہر منظر آپ کو تھوڑی دیر کے لیے روک لیتا ہے۔

مجھے یہ ناول لکھنے کی تحریک اُس وقت ملی جب میں خود ممبئی کے شانتی نگر جیسے علاقوں سے گزرا، جب ایک دن میں نے دیکھا کہ سڑک کنارے بیٹھا ایک نوجوان پاؤں ننگے، کاندھے پر بوسیدہ بیگ، اور آنکھوں میں کیمرے کا خواب لیے چائے کی چسکیاں لے رہا ہے۔ میں اس کے قریب بیٹھا، اور اسی لمحے میرے ذہن میں یہ ناول لکھنے کی چنگاری بھڑک اٹھی۔

یہ ناول سٹرگلنگ آرٹسٹوں کا نوحہ ہے، ان کے خوابوں کا میوزک ہے، اور اس معاشرے پر ایک طنز بھی ہے، جو صرف کامیاب لوگوں کی کہانی سننا چاہتا ہے، اور نا کاموں کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیتا۔ اس ناول میں خواب بھی ہیں، شکست بھی، امید بھی ہے، فریب بھی۔ یہاں فلمی دنیا کی روشنیوں کے پیچھے چھپے سائے ہیں، اور ان سائے میں وہ کردار ہیں جو شاید کبھی سپاٹ لائٹ میں نہ آئیں، مگر ان کے بغیر فلم مکمل نہیں ہوتی۔

میں اس ناول کو اُن سب نوجوانوں کے نام کرتا ہوں جو کسی خواب کے تعاقب میں شہر آتے ہیں، اور ہر دن اپنے آپ کو تھوڑا تھوڑا کھوتے

ہیں، مگر پھر بھی ہار نہیں مانتے۔

آخر میں بس اتنا کہنا چاہوں گا:
یہ کہانی آپ کی ہو سکتی ہے — اگر آپ نے کبھی خواب دیکھا ہو۔
علیم طاہر

مصنف

(3 جون 2025، مالیگاؤں)

ناول نگار: علیم طاہر

باب نمبر 01: ہوٹل و شنو جی کا کاؤنٹر

بارش کے قطرے ابھی ٹپکنے شروع ہی ہوئے تھے جب ہوٹل و شنو جی کی چھت پر پرانا پنکھا چر چرایا۔ ہوٹل کی دیواریں پرانی تھیں، لیکن خواب نئے نئے دیواروں سے سرنگرا رہے تھے۔ کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھائے نرائن، جو اپنی مونچھوں کو اکثر فلمی ڈائلاگ کے بعد سہلاتا تھا، آج کچھ زیادہ ہی خاموش تھا۔ جیسے وہ جانتا ہو، آج کچھ ہونے والا ہے۔

کاؤنٹر پر دھیرے سے آکر ایک نوجوان کھڑا ہوا۔ گلیا کرتا، بیگ لٹکتا ہوا، اور جوتوں سے کچھ ٹپکتا۔ وہ گویا ممبئی کے ہزاروں خوابوں میں سے ایک تھا، جو فلمی پوسٹرز کی چمک دیکھ کر یہاں کھنچا چلا آیا تھا۔

"ایک چائے... دو سگریٹ..."

اس نے دھیمی آواز میں کہا، جیسے زندگی کی تھکن کو دو لفظوں میں سمیٹ دیا ہو۔

نرائن نے اسے سر سے پاؤں تک دیکھا اور بولا،

"چائے تو مل جائے گی بابو، پر سگریٹ اپنی اپنی ہے۔"

نوجوان مسکرایا۔ ایک تھکی ہوئی، مگر باوقار مسکراہٹ۔

"نام...؟" نرائن نے پوچھا۔

"فرہاد۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"نام کا مطلب ہی بتا دیتا ہے: جو منزل سے پیار کرے، راستے سے نہیں ڈرے۔"

نرائن نے ہنستے ہوئے چائے کا آرڈر کچن میں دیا۔

اسی لمحے ہوٹل کی گیلری میں ایک اور چہرہ ابھرا۔ ایک لڑکی — آدھے بھیکے بال، کندھے پر ایک اسکرپٹ، اور آنکھوں میں جلا ہوا خواب۔

نرائن نے سرگوشی کی:

"یہ ہے جیہ۔ یہاں کی سب سے پرانی نئی آنے والی۔ پانچ سال سے اسٹروگل کر رہی ہے۔ پانچ سال سے کہہ رہی ہے، اب کی بار تو بس کام ملنے ہی والا ہے..."

فرہاد نے جیہ کو دیکھا، اور جیسے کوئی فلم شروع ہو گئی ہو۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

چائے آچکی تھی، دو سگریٹ جل چکی تھیں، اور ہوٹل وشنو جی کی دیوار پر لٹکا کیلنڈر پھر ایک دن آگے بڑھ چکا تھا۔

باب نمبر: 02

آڈیشن نمبر 113

فرہاد کے جوتے کچھڑ سے بھرے تھے، لیکن اس کی آنکھوں میں خواب کی چمک دھندلا نہیں ہوئی تھی۔ ہوٹل وشنو جی سے نکل کر وہ سیدھا اندھیری کے ایک اسٹوڈیو کی جانب بڑھا۔ بیگ میں رکھا ایک پرانا فوٹو، ایک ہاتھ سے لکھا ہوا بایوڈیٹا، اور جیب کی آنکھوں کا عکس، جیسے اب اس کی ہمت میں شامل ہو گیا ہو۔

آڈیشن کا کمرہ ایک گندے فرش اور شور مچاتے پنکھے کے بیچ موجود تھا۔ سامنے تین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے لوگ، جنہوں نے کئی چہروں کو صرف ایک ہی سوال میں ناپ دیا تھا:

"تم میں ایسا کیا ہے جو باقیوں میں نہیں؟"

فرہاد خاموشی سے کھڑا ہوا۔

ایک ہلکی سی لرزش کے ساتھ اس نے اپنی آواز کو سنوارا:

"سر، میں وہ اداکار نہیں جو صرف لائسنس یاد رکھتا ہے۔ میں وہ ہوں جو ہر لائن کے پیچھے سانس لیتا ہے۔"

"یہ لائن اپنی لکھی ہے یا کسی فلم سے چرائی ہے؟"

سائڈ میں بیٹھا شخص ہنسا۔

"زندگی سے لی ہے، سر۔"

فرہاد نے جواب دیا۔

ایک لمحہ کو سب خاموش ہو گئے۔

پھر ایک آواز آئی:

"ٹھیک ہے، یہ سین کرو: تم ایک عاشق ہو، جو برسوں بعد اپنی محبوبہ سے ملتا ہے۔ وہ بدل چکی ہے، تم نہیں۔"

فرہاد نے آنکھیں بند کیں، اور جیسے جیہ اس کے سامنے آ گئی۔

"تم اب بھی اتنی ہی خوبصورت ہو، جیہ..."

بس تمہاری خاموشی میں کچھ دنوں کی مسافت بڑھ گئی ہے۔

میں وہی ہوں، جس نے تمہارے لیے ایک چائے اور دو سگریٹ بچا کے رکھی تھی۔"

آڈیٹرز کے چہروں پر خاموشی چھا گئی۔

"نام؟"

"فرہاد۔"

"ٹھیک ہے۔" We'll call you.

لیکن وہ سب جانتے تھے،

یہ "We'll call you" صرف دل بہلانے کا جھوٹ ہوتا ہے۔

فرہاد باہر نکلا۔

موسم نے پھر بادل اوڑھ لیے تھے۔

اس کے فون پر کوئی کال نہ تھی،

پر جیہ کا میسج آیا تھا:

"نئی چائے... نئے خواب؟"

فرہاد مسکرایا۔

"ایک چائے، دو سگریٹ... اور شاید ایک ساتھ۔"

باب نمبر: 03

دھویں کا دائرہ

و شنو جی کے ہوٹل کے کونے میں، وہی پرانا ٹیبل۔ جس پر جیہ اکثر اپنی چائے کو گھنٹوں تھامے رکھتی، اور سگریٹ کا دھواں لفظوں کی جگہ بھرتا — آج فرہاد کی خاموشی سے گرم ہو رہا تھا۔ دونوں آمنے سامنے تھے، مگر درمیان میں صرف دھواں نہیں تھا، ان کے جملوں کا طویل صحرا بھی تھا۔

"تمہیں کیسا لگا آج کا آڈیشن؟"

جیہ نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے پوچھا۔

فرہاد نے شانے اچکائے۔

"وہی پرانا سا 'We'll call you' پر آج پہلی بار لگا جیسے... واقعی کال آسکتی ہے۔"

جیہ نے ہنستے ہوئے سگریٹ جلائی، پھر اس کی طرف ایک نظر ڈالی:

"تم خوش نصیب ہو فرہاد۔ تمہارے خواب اب بھی تازہ ہیں۔ میرے تو تھک چکے ہیں۔ ہر آڈیشن سے پہلے انہیں جگانا پڑتا ہے۔"

"تم نے آج آڈیشن نہیں دیا؟"

"نہیں۔ بس دل نہیں تھا۔"

فرہاد نے پہلی بار غور سے جیہ کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں وہی چمک تھی جو سورج غروب ہوتے وقت سمندر پر پڑتی ہے — خوبصورت، مگر ڈوبنے کے قریب۔

”کبھی کبھی دل تھکتا نہیں، ہار مان لیتا ہے۔“
فرہاد نے کہا۔

جیہ نے دھوئیں میں ایک دائرہ بنایا، پھر ٹوٹنے سے پہلے اُسے دیکھتی رہی۔
”تمہیں پتہ ہے؟ یہاں ہر اسٹرگلر، ہر شام، کوئی نہ کوئی دائرہ بناتا ہے۔ کچھ بننے کے بعد بھی وہ دائرہ مکمل نہیں ہوتا۔ کچھ دائرے دھوئیں سے بنتے ہیں، کچھ آنکھوں سے، اور کچھ یادوں سے۔“

فرہاد خاموش رہا۔ اس نے اپنی چائے ختم کی اور سگریٹ جیہ کی طرف بڑھا دیا۔

”ایک چائے، دو سگریٹ۔۔۔ پر تم اب تنہا نہیں ہو، جیہ۔“
اس نے نرمی سے کہا۔

جیہ نے سگریٹ تھامی، پھر دھیرے سے پوچھا:
”اور تم، فرہاد؟
کیا تمہیں بھی کوئی دائرہ پورا کرنا ہے؟“

فرہاد کی خاموشی میں کوئی جواب نہیں تھا، مگر اس کی آنکھوں میں ایک فلم چل رہی تھی۔

اور باہر بارش اب رُک چکی تھی۔

باب نمبر: 04

سائبان کے نیچے

مہمبی کی رات نے بادلوں کی اوڑھنی اتار دی تھی۔ ہوٹل وشنوجی کی چھت پر، ایک بلب کی مدھم روشنی میں، کچھ میزیں خالی تھیں، کچھ مصروف۔ مگر ایک میز، چھت کے کونے میں، چھتری نما سائبان کے نیچے، اب مکمل ہو چکی تھی۔ فرہاد اور جیہ اب وہاں اکٹرا کر تے۔

فرہاد نے آسمان کی طرف دیکھا، ستارے آج کم تھے۔

"جیہ، تم نے کبھی سوچا ہے کہ ستارے بھی اسٹرگل کرتے ہیں؟"

جیہ نے سگریٹ کا سلگتا سرا دیکھا، پھر دھواں چھوڑتے ہوئے بولی،

"کچھ تو بس چمکتے ہیں، کچھ جل کے ختم ہو جاتے ہیں۔"

وہ خاموشی جسے فلمی زبان میں "ڈرامائی خاموشی" کہتے ہیں، کچھ لمحے ان کے بیچ ٹھہری رہی۔

پھر جیہ نے کہا:

"فرہاد، مجھے لگتا ہے ہم صرف ایک دوسرے کے شانے نہیں، خواب بھی بانٹ سکتے ہیں۔"

فرہاد نے مسکرا کر چائے کا گھونٹ لیا،

"تو کیا آج کے بعد چائے میں شکر برابر کی ہوگی؟"

جیہ ہنسی۔

"نہیں ... نمکین ہوگی۔ جیسے زندگی ہے۔"

نیچے آڈیٹوریم سے کچھ ہنسی مذاق کی آوازیں آرہی تھیں۔ شاید آج کوئی ورکشاپ چل رہی تھی۔ نیچے سے وشال کی آواز آئی،
 "اوپر آ جاؤ دونوں، ایک نیا سین ریہرسل ہو رہا ہے۔"

فرہاد اور جیہ نے ایک دوسرے کو دیکھا، جیسے یہ دعوت کسی فلم کا پہلا سین ہو۔

"چلو؟"

"چلو۔"

زینے اترتے ہوئے، جیہ نے پوچھا،
 "اگر ہمیں ایک ہی رول آفر ہوا، تو کیا تم مجھے موقع دو گے؟"

فرہاد نے لمحہ بھر رُک کر جواب دیا،
 "اگر رول تمہاری روح کو چھوٹا ہے، تو تم ہی کرو گی۔"

"اور اگر تمہیں چھوٹا ہو؟"

"تو پھر میں جیہ کے لئے لکھوں گا، کیونکہ وہ ہی تو میری فلم ہے۔"

نیچے آڈیٹوریم کے اندر رنگین لائٹس روشن تھیں، پردے کے پیچھے کوئی آنے کو تھا۔

اور اسٹریٹ لکڑاڑے کے اوپر، چھت کے اس سائبان کے نیچے، ایک نئی فلم کی شروعات ہو چکی تھی۔

باب نمبر: 05

ریہرسل

آڈیٹوریم کی روشنی نیم مدھم تھی۔ اسٹیج پر بلیک آؤٹ کے بعد اچانک فوکس آیا—جیہ نے اسٹیج پر قدم رکھا، اور فرہاد نے پچھلی قطار سے اسے دیکھا۔ اُس کی آنکھوں میں وہی چمک تھی جو کسی مصروف سڑک پر اچانک ملنے والی خاموشی میں ہوتی ہے—ایک بے آواز اطمینان۔

وشال نے ہدایت دی، "یہ سین ہے جدائی کا۔ تم دونوں کا آخری مکالمہ ہے۔ خود کو ایک دوسرے کے بغیر تصور کرو، اور بولنے کی کوشش کرو۔"

فرہاد اسٹیج پر آیا۔ روشنی ان دونوں پر مرکوز ہو چکی تھی۔

"کیا ہم واقعی بچھڑ رہے ہیں؟" جیہ کی آواز میں نرمی تھی۔

"ہم کبھی ساتھ بھی کہاں تھے؟" فرہاد نے کہا، جیسے خود سے مخاطب ہو۔

آڈیٹوریم میں موجود دوسرے اسٹروگلرز—میناکشی، رضوان، پریت، سیمی—سب سنجیدہ تھے، جیسے اسٹیج پر کوئی فلمی منظر نہیں بلکہ خود ان کی اپنی زندگی کا ٹوٹا ہوا لمحہ چل رہا ہو۔

جیہ نے آہستہ کہا،

"میں نے تمہیں اپنا خواب بنایا تھا۔"

فرہاد کا مکالمہ رُک گیا۔ لمحہ بھر خاموشی چھائی رہی۔ وشال نے چیخ کر کہا، "فرہاد! لائن؟"

فرہاد نے آہستگی سے کہا،

"اور میں نے تمہیں اپنے خوابوں کی حد سمجھ لیا تھا۔"

اسٹیج پر ایک سناٹا پھیل گیا۔ ریہرسل ختم ہو چکی تھی، مگر جذبات اب بھی جاری تھے۔

پھر اچانک پیچھے سے ایک تالی کی آواز آئی۔ وہ راگھو تھا— ہمیشہ تنقید کرنے والا، خود کو فلم کا اگلانول کھلنی سمجھنے والا۔

"زبردست سین تھا۔ لیکن... ریئل لائف میں تم دونوں کیا ہو؟"

جیہ نے پلٹ کر دیکھا، فرہاد خاموش رہا۔

میناشی نے کہا،

"ریئل لائف میں؟ شاید صرف 'دو سگریٹ' اور 'ایک چائے' کا حساب!"

سب ہنس پڑے۔ مگر فرہاد اور جیہ کی آنکھوں میں مسکراہٹ کے پیچھے چھپا ایک سوال اب بھی زندہ تھا۔

کیا ایک خواب بانٹنے والے کبھی ایک جیسی نیند سو سکتے ہیں؟

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 06

سفر جو کبھی رکتا نہیں

رات کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ ہوٹل "اسٹرگلرس اڈا" کے درودیوار تھکن کی چادر اوڑھے، خاموشی کے ایک الگ ہی منظر نامے میں تھے۔ شلیپا کے ہاتھ میں وہی آدھی پی چائے تھی، اور فرہاد ایک کنارے بیٹھا، جیہ کی غیر موجودگی کو محسوس کر رہا تھا۔ جیسے کمرے میں ہوا نہ ہو، یا چائے میں ذائقہ کم ہو۔

جیہ آج نہیں آئی تھی۔

نہ اس کا فون آیا، نہ کوئی میسج۔
کبھی کبھی کسی کی غیر موجودگی، اس کی موجودگی سے کہیں زیادہ بولتی ہے۔

وشنو جی کاؤنٹر کے پیچھے اخبار کی پرانی سرخیاں الٹ پلٹ رہے تھے۔ جیسے ماضی کے کسی کردار کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوشش ہو۔

شلیپا نے سگریٹ سلگایا اور فرہاد کو گھورتے ہوئے پوچھا،
"کیا تم اسے چاہتے ہو؟"

فرہاد چونک گیا۔

"کسے؟"

"جیہ کو۔ اور مت کہنا کہ صرف دوست ہو۔ تمہارے چائے پینے کا انداز بدل جاتا ہے جب وہ ساتھ ہوتی ہے۔"

فرہاد نے آہستگی سے جواب دیا،

"چاہنے کے لیے ہمت چاہیے۔ اور جیہ خود ایک جدوجہد ہے، ایک ایسی فلم، جو ابھی لکھی جا رہی ہے۔"

ثلپا نے لمبا کش لیا۔

"تم دونوں ایک ساتھ ہو یا الگ، یہ اس شہر کی اسٹریٹ لائٹس طے کریں گی۔ یہاں تعلقات بھی آڈیشن کی طرح ہوتے ہیں۔ کبھی سلیکٹ، کبھی ریجیکٹ، کبھی پینڈنگ۔"

فرہاد نے میز پر انگلی سے ایک دائرہ بنایا۔

"مگر کبھی کبھی وہ پینڈنگ بھی دعا بن جاتی ہے۔"

اسی لمحے، گیٹ کی گھنٹی بجی۔

دروازہ کھلا۔

جیہ داخل ہوئی، بھیگی ہوئی، تھکی ہوئی، مگر آنکھوں میں ایک نئی چمک تھی۔

اس نے نظریں اٹھا کر فرہاد کو دیکھا،

"آج ایک بڑا آڈیشن دیا، فرہاد... پر ہر ڈائلاگ میں تمہاری پرچھائیں تھیں۔"

فرہاد خاموش رہا۔ ثلپا نے سگریٹ بجھایا، اور چائے کے آخری گھونٹ میں ہونٹ ترکیے۔

جیہ قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"پتہ ہے، مجھے ایک لائن ملی تھی۔"

'وہ جو تمہیں مکمل نہ کرے، وہ جدائی نہیں، آئینہ ہے'

اور میں نے تمہیں دیکھا، اور مکالمہ بول دیا۔"

فرہاد نے کہا:

"آئینہ تو ہر روز صاف کیا جاتا ہے۔"

پر کچھ عکس ہوتے ہیں جو دھند میں بھی نہیں مٹتے۔"

ان کے بیچ خاموشی تھی، مگر یہ خاموشی ٹوٹنے کے لیے نہیں، سمجھنے کے لیے تھی۔

شاید زندگی، صرف ایک چائے اور دو سگریٹ کی مہلت ہے...

اور باقی سب...

ایک فلم کی ریہرسل۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 07

دل، چائے اور فلمی مکالمے

صبح کی روشنی جب کمرے کے کونے سے سرک کر فرہاد کے چہرے پر گری، تو اس کی آنکھ کھلی۔ اسٹرگلرز اڈا کی چھت پر وہ تنہا لیٹا تھا، جیہ کا چہرہ، رات کی باتیں، اور وہ آخری جملہ بار بار ذہن میں گونج رہا تھا:

"وہ جو تمہیں مکمل نہ کرے، وہ جدائی نہیں، آئینہ ہے۔"

نیچے کچن سے وشنو چاچا کی آواز آرہی تھی،
 "شلیپا! چائے رکھ دے، آج فرہاد کو کچھ دیر میں فلم والا لڑکا ملنے آئے گا۔"

فلم والا؟

فرہاد چونک گیا۔

جیہ نے رات بتایا تھا کہ کسی ہدایت کار نے اسے کال بیک دیا ہے۔ اور ساتھ ہی فرہاد کی اسکرپٹ کی بھی بات چلی تھی۔
 کیا قسمت کی اسکرپٹ بدلنے والی تھی؟

کچھ دیر بعد، میز پر تین کپ رکھے گئے:

ایک جیہ کے لیے، ایک فرہاد، اور ایک مہمان کے لیے۔

وہ مہمان آیا۔

ایک چھوٹے قد کا، مگر پُر جوش نوجوان، نام تھا "ارون سہگل" — ویب سیریز بناتا تھا، یوٹیوب پر لاکھوں فالوورز۔

"میں نے تمہاری لکھی کہانی پڑھی ہے، فرہاد۔ اُس میں جو سگریٹ کے دھوئیں کے بیچ محبت کا ابہام ہے، وہ مجھے پکچرائز کرنا ہے۔ جیہ کو میں نے لیڈ رول کے لیے سوچا ہے۔ اگر وہ ہاں کہے تو..."

جیہ نے بات کاٹی، "اگر میں ہاں کہوں تو؟"

ارون مسکرایا،

"تو کہانی تم دونوں کی ہوگی۔ زندگی جیسی۔ بیزر تیب، مگر سچی۔"

فرہاد چپ رہا۔

پھر آہستہ سے بولا،

"زندگی کے سین کبھی سلوموشن میں نہیں ہوتے، مگر دل ہمیشہ سلوموشن میں محسوس کرتا ہے۔"

جیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا،

"تو پھر یہ فلم ہمارے دل کی رفتار پر ہوگی؟"

"نہیں جیہ..."

فرہاد نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا،

"یہ فلم چائے کی بھاپ، سگریٹ کے دھوئیں، اور ان دونوں کے بیچ موجود خاموشیوں پر ہوگی۔"

ارون اٹھ گیا، معاہدہ ہاتھ میں تھا۔

"سوچ لو، میں کل دوبارہ آؤں گا۔"

دن ڈھلا، شام ہوئی، اور جیہ نے فرہاد سے کہا:

"ہم فلم بنائیں یا نہ بنائیں، مگر جو سین ہم نے ایک چائے اور دو سگریٹ کے بیچ جیا ہے، وہ کبھی ڈیلیٹ نہیں ہو سکتا۔"

فرہاد نے دھیرے سے سر ہلایا۔

"میں ہمیشہ یہی چاہتا تھا۔"

ایک فلمی زندگی، جس کا ہیرو، ہیروئن کے آنے سے پہلے، خود سے مل چکا ہو۔"

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 08

منصوبے، سائے اور ایک پرانا نوٹ بک

صبح کی پہلی کرن نے جب اسٹرگلرز اڈا کے زینوں کو چھوا، تو وہاں ایک عجیب سی خاموشی تھی — نہ شلپا کے سگریٹ کی بو، نہ وشنو چاچا کے ریڈیو کی آواز، نہ کسی نئے اسٹرگلر کا شور۔ بس میز پر ایک پرانا نوٹ بک رکھا تھا، اور اس کے کونے پر جیب کی لکھائی:

"فلم اگر خواب ہے، تو میں اس کی جاگی ہوئی نیند ہوں۔"

فرہاد نے نوٹ بک اٹھایا۔ صفحے پلٹتے گئے۔

کئی پرانی لائنیں، نامکمل مکالمے، اور ایک باب... "سین نمبر 27" — جس میں کردار خود کا سٹنگ ڈائریکٹر سے سوال کرتا ہے:

"کیا خواب بیچنے کے لیے ہوتے ہیں؟ یا کسی کی نیند چرا کر خود کی نیند پوری کرنے کے لیے؟"

اسی لمحے شلپا اندر آئی، بغیر سلام کیے۔

"کل جیہ کہاں گئی تھی؟ میں نے بہت ڈھونڈا، فون بند، انسٹا غائب..."

فرہاد نے نوٹ بک آگے بڑھایا۔

"یہ چھوڑ گئی ہے۔ شاید کوئی فیصلہ لے کر گئی ہے۔"

شلیا نے سگریٹ جلایا،

"ارے، فلم شروع ہونے سے پہلے ہی ہیروئن غائب؟ واہ بھائی، زندگی واقعی ایڈیٹر کے بغیر فلم ہے، جو جہاں چاہے سین کاٹ دے!"

اسی وقت وشنوجی نے اعلان کیا:

"ارون سہگل پھر آیا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بارلش پروڈیوسر بھی ہے۔"

فرہاد چونک کر کھڑا ہوا۔

چائے میز پر چھوٹ گئی۔

نیچے آڈیٹوریم کے کونے میں ارون کھڑا تھا۔

"فرہاد! اس فلم کا نام بدل دیا ہے ہم نے۔"

فرہاد نے پوچھا:

"کیا نام رکھا ہے؟"

"ایک چائے، دو سگریٹ — اور ایک ادھوری نیند"

کیونکہ جیہ چلی گئی ہے۔ اس نے کال کیا، بولی کہ وہ ابھی یہ فلم نہیں کرنا چاہتی۔"

فرہاد کا چہرہ سفید ہو گیا۔

"کیوں؟"

ارون نے شانے اچکا دیے،

"بس یہ کہہ کر کہ وہ اپنی کہانی خود بنانا چاہتی ہے، کسی اسکرپٹ کا کردار نہیں بننا۔"

وشنوجی نے ایک پرانی چائے کی کیتلی اٹھائی، اور دھیرے سے کہا:
"کچھ لوگ فلم نہیں بنتے، وہ پوری زندگی ہوتے ہیں۔ صرف سمجھنے کے لیے۔"

اس رات، اسٹرگلرز اڈا کی چھت پر فرباد تنہا بیٹھا تھا۔
شہر کے بلبوں کی روشنی نیچے جھک کر اُس کے دل کی تاریکی میں جھانک رہی تھی۔

نوٹ بک کا آخری صفحہ کھلا:
"جب میں لوٹوں گی... تو ایک کردار نہیں، ایک کہانی بن کر لوٹوں گی۔ تب تک مجھے ڈھونڈنا مت... مجھے جینے دو... بغیر اسکرپٹ کے۔"
—جیہ

---ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 09

"اسکرپٹ کا آخری ورق"

دسمبر کی سرد شام، اسٹرگلرز اڈا پر وہی کمزور پہلی بقی، جس کے نیچے بیٹھ کر جانے کتنے خواب جھلسے تھے، اور کچھ دھیرے دھیرے پک کر روشن ہوئے تھے۔

فرہاد اسکرپٹ کے آخری سین میں الجھا تھا۔

"ہیروئن کی واپسی کب ہوگی؟ یا اس کے بغیر فلم کا اختتام لکھا جائے؟"

اس کے قلم نے ایک جملہ لکھا، پھر کاٹ دیا۔

پھر ایک اور، پھر دوبارہ مٹایا۔

کاغذ پر لفظوں کے چھالے پڑ چکے تھے۔

اس لمحے وشنو چاچا اندر آئے، کان پر ریڈیو لگائے، اور سرگوشی میں بولے:

"آج جیہ کا انٹرویو آ رہا ہے۔ کہیں کسی نیٹ فلیکس ڈاکیومنٹری میں... وہی، ڈر سے آگے کی عورتیں!۔"

فرہاد نے چونک کر ریڈیو چھین لیا۔

جیہ کی آواز تھی:

"جب ایک کردار مجھے نگلنے لگا، میں نے اپنا اصل بچا لیا۔ اور بھاگ آئی، اسکرپٹ سے، سیٹ سے، اپنے محبوب سے بھی۔ شاید یہ خود غرضی

تھی، لیکن... خودی بچ گئی۔"

شلپا وہیں کھڑی تھی۔

"یہی ہے اصل سین، فرہاد۔ اس فلم کا سچ۔"

فرہاد نے آہستہ کہا:

"مگر یہ تو فلم میں نہیں ہے۔"

شلپا نے ہنستے ہوئے سگریٹ جلایا،

"تبھی تو فلم اصل بنے گی۔ کیونکہ یہ اسکرپٹ اب جیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوگی۔"

اسی رات، فرہاد نے اسکرپٹ کے آخری صفحے پر لکھا:

>"ہیر وِن لوٹتی ہے ... مگر کردار کے طور پر نہیں۔ وہ اب ایک فلم ساز ہے۔ اور یہ فلم ... اُس کی بنائی ہوئی زندگی ہے۔"

صبح جب وشنو چا چائے کے کپ لیے اندر داخل ہوئے، تو دیکھا:

نوٹ بک بند تھی، اور فرہاد پہلی بار بغیر تمباکو کے بیٹھا تھا۔

"ایک چائے، کوئی سگریٹ نہیں؟"

وشتنوں نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

فرہاد نے مسکرا کر جواب دیا:

"کہانی مکمل ہوگئی ہے، چاچا۔ اب کہانی لکھنے والا خود بدل چکا ہے۔"

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 10

"واپسی کے راستے بند نہیں ہوتے"

ممبئی کی بارش نے آج جیسے سارا شہر دھو دیا تھا۔ سڑکیں بھیگی ہوئی، چہروں پر نمی، اور اسٹرگلرز اڈا کی چھت پر نم مٹی کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ نیچے چائے کے بھاپ اور سگریٹ کے دھوئیں میں لپٹا ماحول ہر روز کی طرح اجنبی سا بھی تھا، اور اپنا بھی۔

فرہاد خاموشی سے آڈیٹوریم کی خالی کرسیوں پر بیٹھا ہوا تھا۔
اسٹیج خالی تھا۔

پردہ بند تھا۔
لیکن اُس کے اندر کہانی اب کھلنے لگی تھی۔

جیہ کی عدم موجودگی میں وہ اسکرپٹ ختم کر چکا تھا۔
لیکن اب فلم بنانے کی بات تھی۔
پیسہ، لوگ، اور سب سے بڑھ کر اعتماد۔

اسی لمحے وشنو چاچا آئے، ان کے ساتھ وہی اولڈ مین... و بے چوہان... جواب ان کے لیے صرف "و جو بھائی" نہیں بلکہ فلم کا پروڈیوسر بن چکا تھا۔

"فرہاد،"

و بے نے کرسی کھینچ کر کہا،

"ماریا نے اسکرپٹ پڑھ لیا ہے۔ ہم نے اسے کچھ کاغذی ترامیم کے بعد فائنل مان لیا ہے۔ بس اب تمہیں ایک کام کرنا ہے۔"

فرہاد چونک پڑا، "کیا؟"

"تمہیں ہیر و بننا ہے۔"

وہ ہنس دیا،

"میں؟ ہیر و؟"

"ہاں۔ جو اپنی زندگی میں ہار مان کر بھی، کسی فلم کا آغاز بنے... وہی تو ہیر و ہوتا ہے، فرہاد۔"

کچھ دیر بعد، شلیپا آڈیٹوریم میں داخل ہوئی۔

ہاتھ میں اس کا پرانا خاکہ نوٹ بک تھا۔

"یاد ہے؟ یہ جیب کا چھوڑا ہوا نوٹ بک۔ میں نے آخری صفحہ تب پڑھا جب تم بیمار تھے... اس میں ایک لائن ہے:

'فرہاد جب اپنا درد ادا کرے گا، تب وہ کردار نہیں، زندگی ہوگا۔'"

فرہاد نے دھیرے سے کہا:

"تو کیا میں زندگی بن چکا ہوں؟"

شلیپا نے جواب دیا:

"نہیں، ابھی نہیں۔"

مگر تم نے واپسی کا دروازہ کھول دیا ہے۔

اور یاد رکھو، فرہاد... واپسی کے راستے کبھی بند نہیں ہوتے... وہ بس انتظار کرتے ہیں کہ تم خود کو پہچان لو۔"

اس شام، آڈیٹوریم کے پردے اٹھے۔
 فرہاد نے پہلی بار اسٹیج پر قدم رکھا۔
 ایک اسکرپٹ رائٹر، ایک ڈائریکٹر، اور اب ایک اداکار کے طور پر۔

اور نچی قطار میں،
 آخری کرسی پر،
 کسی نے سلوموشن میں تالیاں بجائیں...
 چہرہ دھند میں چھپا تھا...
 مگر وہ جیتھی۔ شاید!

یا پھر...
 محض ایک خواب،
 جس نے واپسی کا راستہ دیکھ لیا ہو۔

باب نمبر: 11

"روشنی اور دھند کے درمیان"

صبح کی نرم دھوپ اسٹرگلرز اڈا کی کھڑکی سے اندر چپ چاپ داخل ہو رہی تھی۔ چائے کی دکان کے سامنے، وشنو چا چائے لکڑی کی کرسی پر بیٹھے بیٹھے سر جھکا کر آنکھیں موند لی تھیں۔ جیسے کوئی پرانا راز ان کے اندر خاموش ہو رہا ہو۔

فرہاد کھڑکی کے پاس کھڑا دھند میں ڈھکی سڑک کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ بھی صاف نہیں تھا، صرف اڑتی ہوئی تصویریں، کچھ بھولے ہوئے مکالمے، اور جیب کی ہنسی کی بازگشت۔

ماریا اندر داخل ہوئی۔ ہاتھ میں لیپ ٹاپ تھا، اور چہرے پر رات بھر جاگی آنکھیں۔

"آج اسکرین ٹیسٹ ہے تمہارا، فرہاد۔"

فرہاد چونک گیا،

"میرا؟ مگر... میں..."

ماریا نے ہاتھ اٹھا کر روکا،

"تم ہی وہ ہو جس کی زندگی سے یہ کہانی نکلی ہے۔ اور اسکرین پر وہی سچ چمکتا ہے جو اندر سے پھوٹتا ہے، باہر سے چپکایا نہیں جاتا۔"

آڈیٹوریم کا پردہ جزوی طور پر کھلا تھا۔

اندر نیم تاریکی۔

روشنی اور دھند کے درمیان ایک اسپاٹ لائٹ،

اور اس کے عین نیچے کھڑا تھا فرہاد — سادہ سفید قمیص، بے چینی سے لرزتے ہاتھ، اور آنکھوں میں ایک نامکمل جملہ۔

"کیمرہ رولنگ..."

ماریا کی آواز آئی۔

فرہاد نے گہری سانس لی...

اور کہا:

"یہ وہ شہر ہے... جہاں ہر چائے کا گھونٹ ایک خواب نکلتا ہے،

اور ہر سگریٹ کا کش ایک کردار جلا دیتا ہے۔

میں وہ ہوں جو اب تک دونوں میں زندہ ہوں — نہ پی کر جلا، نہ جلا کر پی گیا۔

میں ابھی باقی ہوں... شاید آخری سین تک۔"

کیمرہ بند ہوا۔

خامشی پھیل گئی۔

پھرتالیاں بجیں — آڈیٹوریم کی خالی کرسیوں سے... یا شاید ماضی کے سائے سے؟

شلپا عقب سے آکر بولی،

"یہی تمہارا اصل شوٹ تھا... روشنی اور دھند کے بیچ... تم نے خود کو کیمرے میں قید نہیں کیا، آزاد کر لیا۔"

فرہاد نے دھیرے سے کہا:
"تو کیا اب فلم شروع ہو سکتی ہے؟"

ماریا نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا:
"نہیں، فرہاد... فلم تو تم نے ابھی زندہ کی ہے۔
اب ہم سب اس میں کردار بنیں گے — اور سچ کی روشنی میں ایک ایک سین ادا کریں گے۔"

اس دن، اسٹرگلرز اڈا کی چھت پر جیہ کا ایک پرانا نوٹ اڑا کر آیا۔
کسی کو نے میں پڑا ہوا، ہوا کے ساتھ بہتا ہوا:
"میں لوٹوں گی... مگر جب تم سچ ادا کرو گے، ادا کاری نہیں۔"

فرہاد نے وہ نوٹ سینے سے لگا لیا۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر 12

"ہیرو وہی جو خود سے لڑے"

اسٹرگلرز اڈا کی چھت پر آج خاموشی گہری تھی۔ پلاسٹر اکھڑا ہوا، دیواروں پر پوسٹرز کے نشان، اور ایک کونے میں رکھا وہی پرانا کیتلی والا چولہا، جس پر کبھی کبھی وشنو چاچا خاموشی سے چائے چڑھا دیا کرتے تھے۔ بغیر کسی آرڈر کے، بغیر کسی پوچھے۔

فرہاد آج پہلی بار آئینے کے سامنے بیٹھا تھا، مگر کسی کاسٹیوم کے لیے نہیں، کسی ڈائلاگ کی ریہرسل کے لیے نہیں۔ بلکہ صرف خود کو دیکھنے کے لیے۔

آئینے میں ایک چہرہ تھا۔ شکست خوردہ نہیں، تھکا ہوا بھی نہیں... بلکہ وہ چہرہ تھا جس نے آخر کار اپنے اندر کی جنگ کو تسلیم کرنا شروع کیا تھا۔

"ہیرو وہ نہیں ہوتا جو سب کچھ جیت جائے،"

اس نے آہستگی سے کہا،

"ہیرو وہ ہوتا ہے جو اپنی شکست کو آنکھ میں آنکھ ڈال کر دیکھے... اور اس سے ڈرے نہیں۔"

ماریا اندر آئی۔

ہاتھ میں اسکرپٹ تھا، چہرے پر وہی بیرحم پرفیشنل سنجیدگی۔ جو محبت کے اندر چھپنے کی کبھی اجازت نہیں دیتی۔

"فرہاد... کل کی فوٹوشوٹ تمہارے لیے نہیں، تمہارے کردار کے لیے ہے۔ یاد رکھنا... تم حقیقت ہو، کیمرہ فسانہ مانگتا ہے۔"

فرہاد نے سکون سے کہا:

"ماریا... اب مجھے فرق نہیں پڑتا کون سچ ہے اور کون اداکار۔
کیونکہ جو اندر کی لڑائی جیت گیا ہو، اسے دنیا کی فلمیں ڈر نہیں سکتیں۔"

شلیپاس آئی۔ اس کی آواز میں نمی تھی، جیسے برسوں کی تھکن کو اب لفظوں کا سہارا ملا ہو۔

"تم بدل گئے ہو، فرہاد۔ تم اب وہ نہیں رہے جو صرف 'بریک' چاہتا تھا۔ تم وہ ہو گئے ہو، جو زندگی کو جیتنا سیکھ رہا ہے۔"

فرہاد نے نظریں چائے کے کپ پر جمائیں،

"کیونکہ میں نے خود سے لڑنا سیکھ لیا ہے... اور اب میرا ہر سین، میرے اندر لکھا جا رہا ہے۔"

رات کو اسٹرگلرز اڈا کے پیچھے وشنو چاچا نے ایک کاغذ اٹھا کر پڑھا۔

کسی نے لکھا تھا:

"ہیرو وہی ہوتا ہے، جو جب کیمرہ بند ہو، تب بھی زندہ ہو — اپنی سچائی میں۔"

چاچا نے سگریٹ سلگائی، دھواں ہوا میں چھوڑا...

اور کہا:

"اب کی بار فلم بنے گی... لیکن اس بار فرہاد فلم نہیں کرے گا — وہ خود فلم ہوگا۔"

باب نمبر: 13

"فلم شروع ہوتی ہے جب کیمرہ بند ہو"

رات دیر سے ہو چکی تھی، لیکن اسٹرگلرز اڈا کے آڈیٹوریم کی لائٹس بند نہیں ہو رہی تھیں۔ فرہاد، شلپا، ماریا، وشنو چاچا اور کچھ نئے چہرے ... سب اس خاموش روشنی میں موجود تھے جیسے کوئی ان کی دعا مانگ رہے ہوں۔

آکاش ایک خالی کرسی پر بیٹھا تھا، سامنے اسکرین تھی۔ لیکن اسکرین پر کچھ نہیں چل رہا تھا۔ سفید پردہ — جیسے کسی نے خواب دکھانے سے انکار کر دیا ہو۔ یا شاید اب خواب حقیقت میں دیکھنے کا وقت آ گیا تھا۔

ماریا نے کیمرہ بند کیا۔

فرہاد اسٹیج پر چڑھا اور بولنے لگا — نہ ڈائلاگ، نہ ریہرسل — صرف دل۔

"ہم سب کی زندگیوں میں ایک ایسا لمحہ آتا ہے جب کیمرہ بند ہو جاتا ہے۔

اور تب ہمیں سمجھ آتا ہے کہ اصل فلم تو اب شروع ہوئی ہے۔

روشنیوں کے بغیر، تالیاں بغیر، کوئی بیک گراؤنڈ میوزک نہیں،

بس ہم ہوتے ہیں... اور ہمارا سچ۔"

باہر بارش رک چکی تھی، لیکن زمین پر پانی کا عکس اب بھی چمک رہا تھا۔

وشنو چاچا نے پرانی کیتلی میں چائے چڑھائی۔
آہستہ آہستہ وہی مہک... جو برسوں سے ان تمام چہروں کی امید بنی ہوئی تھی۔

"یہ فلم صرف ایک فلم نہیں ہوگی،"
چاچا نے کہا،
"یہ ان سب کی سوانح ہوگی... جو کمرے کے پیچھے جیتے رہے، مگر کبھی فریم میں نہیں آئے۔"

فرہاد نے جیب کی نوٹ بک دوبارہ کھولی۔ آخری صفحے پر کچھ نیا لکھا تھا:

"فلم وہاں سے شروع ہوتی ہے... جہاں روشنی ختم ہو جائے، اور آنکھیں بند ہونے لگیں... کیونکہ جو ہم آنکھ بند کر کے دیکھتے ہیں، وہی ہمارا اصلی سین ہوتا ہے۔"

فرہاد نے سر اٹھایا—
اسٹینچ پر اندھیرا تھا...
لیکن اس کی آنکھوں میں پہلی بار روشنی آئی۔

پہلی بار، سب نے محسوس کیا—
یہ فلم بننے جا رہی ہے۔
مگر اس بار، ہر کردار، خود اپنے سچ کا پروڈیوسر ہوگا۔

باب نمبر: 14

"آنکھ بند تو کہانی شروع"

فرہاد نے جیب کی نوٹ بک کو بند نہیں کیا۔
وہ اسے کھولے بیٹھا رہا، جیسے ہر صفحہ کوئی فلمی سین ہو، جو ابھی شوٹ نہیں ہوا، صرف محسوس ہوا ہو۔

اس دن، ساری دنیا کا شور پس منظر میں چلا گیا۔
آڈیٹوریم کے درودیوار خاموش تھے، لیکن ذہن کے اندر ایک مکمل فلم چل رہی تھی۔
جس کا کوئی کیمرہ نہیں، کوئی ساؤنڈ ریکارڈ نہیں،
صرف آنکھیں بند کرنے کی دیر ہے... اور کہانی خود چلنے لگتی ہے۔

ماریا نے اپنے خوابوں کی فہرست سنبھالی۔
کاغذ کے ایک ایک لفظ پر وقت کی گرد تھی۔
وہ خواب جو کبھی والدہ کے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے، لپ اسٹک چراتے ہوئے بنے تھے،
اور اب... اسکرین پر سانس لینے کو بے چین تھے۔

”کبھی کبھی خواب کو دیکھنے سے زیادہ... اس پر یقین کرنا ضروری ہوتا ہے،“

ماریا بولی۔

فرہاد نے سر ہلایا۔

”اور یقین کے لیے... آنکھیں بند کرنا پڑتی ہیں۔“

آکاش نے کہا:

”ہمیں اب آڈیٹوریم کے باہر جانا ہوگا۔“

یہ فلم صرف اسٹرگلرز اڈا تک محدود نہیں رہ سکتی۔

یہ ہراسٹیشن، ہر سیڑھی، ہر رکشا، ہر پھیری والے تک پہنچنی چاہیے... جہاں ایک 'فرہاد' یا 'ماریا' اپنے حصے کا سین جی رہا ہے۔“

وشنو چاچا نے ہنستے ہوئے کہا:

”چلو... چائے تیار ہے۔“

فلم کے پہلے شو سے پہلے ایک چائے اور دو سگریٹ تو بنتی ہے!“

سب نے چائے کا کپ تھاما۔

فرہاد اور ماریا نے سگریٹ سلگائے—

دھواں نہیں... جذبہ اٹھا!

اور اب کہانی شروع ہوئی—

آنکھ بند کی...

اور پہلی بار...

پردے کے پیچھے کی زندگی، فلم کی روشنی بن گئی۔

باب نمبر: 15

"کریکٹر کا آڈیشن نہیں، خود کی پہچان کا سین"

وشنو چا چا کی چائے جیسے کوئی ماضی کی مہک تھی، جو ہر گھونٹ میں وقت کو پیچھے کھینچ لاتی تھی۔
فرہاد نے چائے کے کپ سے آخری گھونٹ لیا، پھر خالی کپ کو کچھ لمحے تک تکتا رہا، جیسے اس کی تہہ میں کچھ لکھا ہو۔ "پہچان کہاں سے شروع ہوتی ہے؟"

ماریا قریب آ کر بیٹھ گئی۔
"فرہاد، اگر فلم میں تمہیں وہ کردار مل جائے جو تم نے خود کبھی سوچا ہی نہیں ہو... تو کیا کرو گے؟"

فرہاد مسکرایا،
"تب شاید میں خود کو ایکٹنگ نہیں، زندگی کرنا سیکھوں گا۔"

آکاش اسکرپٹ کے صفحے پھاڑ کر پھینک رہا تھا۔
شلیپا حیران ہو کر پاس آئی:
"یہ کیا کر رہے ہو؟"

آکاش کی آواز میں اضطراب تھا۔
"یہ سب جعلی ہیں، سب پیسٹ کیے گئے خواب۔"

ہم خود کو بار بار رول کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے رہے...
لیکن کبھی یہ نہیں پوچھا کہ ہم ہیں کون؟”

اسٹرگلرز اڈا کے سامنے آج پہلی بار ایک بورڈ لگا تھا:
”آج کوئی آڈیشن نہیں... آج صرف ایک سوال —
’تم اپنے آپ کو کب سنو گے؟“

کچھ سٹرگلرز نے آکر وہ بورڈ پڑھا،
پھر خود کو آئینے میں دیکھا —
پہلی بار صرف کردار نہیں... چہرہ دکھا۔

وشنو چاچا نے کہا:
”یہ آڈیشن کا زمانہ ختم ہو گیا...
اب وقت ہے کہ ہر شخص خود کو کاسٹ کرے...
اپنی ہی فلم میں۔“

ماریا نے لیپ ٹاپ کھولا،
اور لکھا:

"فلم تب بنتی ہے جب کردار اپنے سچ کے ساتھ کیمرے کے سامنے کھڑا ہو، اور ڈائلاگ نہ بھی بولے... تب بھی ناظرین کو کچھ محسوس ہو۔"

فرہاد نے خاموشی سے سر ہلایا۔

وہ اب آڈیشن دینے نہیں جا رہا تھا—

وہ خود بننے جا رہا تھا۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 16

"چہرہ مت دیکھو، خواب دیکھو"

دشنو چا چانے آج چائے کا پہلا کپ کسی خاص کے لیے نہیں، سب کے لیے اکٹھا بنایا۔
برتن پرانی تھیں، مگر خوشبو تازہ۔

سڑک کے کنارے صبح کی دھوپ جب آدھے پنج پر پڑی، تو ایسا لگا جیسے چہرے روشنی میں پگھل کر خواب بن رہے ہوں۔

فرہاد نے خاموشی سے سگریٹ سلگائی، لیکن اس بار وہ اسے خود کے گرد دائرہ بنانے کی بجائے ہوا میں اڑنے دے رہا تھا۔
جیسے کوئی بوجھ جواب دھواں بن کر ختم ہو رہا ہو۔

ماریا نے آکر کہا:

”فرہاد، تمہارا چہرہ بدل گیا ہے۔“

وہ مسکرایا،

”چہرے تو ہر رول کے ساتھ بدلتے ہیں...“

لیکن اب میں خواب میں جینے لگا ہوں۔“

شلپا کا سٹنگ ایجنسی کے باہر کھڑی تھی،

ایک نوجوان لڑکا ہچکچاتا ہوا اس کے پاس آیا۔

”میم... آپ میرا چہرہ دیکھ لیں... شاید رول دے دیں...“

شلیپا نے اس کے ہاتھوں پر نظریں جمائیں، پھر کہا:
”چہرہ بعد میں، پہلے بتاؤ کہ تم نے کیا خواب دیکھا ہے؟“

لڑکا حیران ہوا:

”پہلی بار کسی نے خواب مانگا ہے، چہرہ نہیں!“

اسٹرگلرز اڈا اب کسی آڈیشن ہال سے زیادہ "اسکول آف خواب" بن چکا تھا۔
وشنو چاچا نے دیوار پر نیا جملہ لکھا:

"یہاں خواب پکتے نہیں... اگائے جاتے ہیں!"

فرہاد نے خود سے وعدہ کیا—

"میں اپنا خواب ادا کاری سے نہیں... زندگی سے ادا کروں گا۔"

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 17

"کہانی ختم نہیں، کردار بدل گئے ہیں"

شہر ویسا ہی تھا—

دیواروں پر پرانی فلموں کے پوسٹر،

چوراہوں پر خواب بیچتے دلال،

اور بارش کے بعد بھیگی سیڑھیاں...

جن پر کبھی نہ کبھی ہر فنکار بیٹھا تھا۔

مگر اب بدل گیا تھا کچھ۔

فرہاد وہ نہیں رہا جو کل تھا،

اور وشوے چا چا اب صرف چائے نہیں، کچھ خاموش سچ بھی بانٹتے تھے۔

اسٹرگلرز اڈا کی کرسیوں پر نئے چہرے آگئے تھے۔

پرانے لوگ اب بھی آتے،

لیکن صرف قصے سنانے،

نئے لوگوں کے خواب پر خاک ڈالنے یا دعا دینے۔

ماریا آج بہت خاموش تھی۔

اس نے ایک ڈائری نکالی،

اور اس میں لکھا:

”ہم سب کو لگتا ہے ہم ہی کہانی ہیں،
مگر اصل میں ہم کسی اور کہانی کا بدلتا کردار ہوتے ہیں...“

فرہاد نے ماریا کی طرف دیکھا۔
”تو تم اب کیا بننے جا رہی ہو؟“

ماریا نے سگریٹ کا ایک کش لیا اور کہا:
”بس... ایک ایسا کردار،
جس کا مکالمہ کوئی نہیں لکھتا—
جو اپنی لائن خود کہتا ہے،
اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔“

دور کسی کا سٹنگ آفس میں،
ایک ڈائریکٹر دوسرے سے بولا:

”پرانے لوگوں میں کچھ عجیب سا جادو ہوتا ہے...
شاید وہ سچ بولتے ہیں!“

”نہیں... وہ بس
سچ جیتے ہیں...“

باب نمبر: 18

"بند دروازے کا ہینڈل"

بند دروازے اکثر خوف نہیں، فیصلہ ہوتے ہیں۔

اسٹرگلرز اڈا کے پچھلے حصے میں ایک پرانا لکڑی کا دروازہ تھا۔
 نہ کوئی اس کی طرف جاتا، نہ کوئی کھولنے کی کوشش کرتا۔
 بس گزرتے ہوئے سب نظر بچا لیتے۔
 جیسے ماضی کا کوئی راز ہو،
 یا وہ فلم جس کا پہلا شو کسی نے نہ دیکھا ہو۔

فرہاد آج پہلی بار اس دروازے کے سامنے رکا۔
 ماریا نے پیچھے سے آواز دی:
 "کیا وہاں کچھ ہے؟"

وہ بولا:

"ہاں... شاید وہ سب کچھ،
 جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں...
 اور جس کے بغیر ہم مکمل نہیں ہوتے۔"

دروازہ کھلا نہیں،
 بس ہاتھ ہینڈل پر رکھا...
 تو دروازے کے پار آواز آئی—
 جیسے کسی نے آہستہ سے کہا ہو:
 "آج تم نے پہچان لی، دروازے بند نہیں ہوتے... صرف دیر سے کھلتے ہیں۔"

ثلثاً، جو آج کل کم آتی تھی، چپ چاپ قریب آئی۔
 "فرہاد، تم اب وہ نہیں رہے جو اسٹرگلرز اڈا میں پہلی بار آیا تھا..."

فرہاد نے پلٹ کر کہا:
 "ہاں... کیونکہ میں اب دروازوں سے نہیں ڈرتا،
 میں اب ان کے ہینڈل کو پہچاننے لگا ہوں..."

وشنو چا چا مسکرائے۔
 چائے کی کیتلی نے ایک بار پھر سیٹی دی۔

اور اس بار...
 سیٹی خوابوں کی تھی،
 خوف کی نہیں۔

باب نمبر: 19

"رول جو زندگی نے دیا"

آکاش کے موبائل پر ایک میسج آیا:
 "کریکٹر کنفرم ہے، شوٹنگ کل سے، سیٹ ممبئی سے باہر ہے، تیار رہو۔"
 اس نے اسکرین کو تھوڑی دیر تک دیکھا، جیسے یقین نہ آ رہا ہو —
 پھر ماریا کو دکھایا،
 "دیکھو، رول مل گیا... لیکن جو میں چاہتا تھا، وہ نہیں..."

ماریا نے آہستہ کہا:
 "تو مت کرو..."
 آکاش نے چونک کر پوچھا،
 "مت کروں؟ کیا تم جانتی ہو یہ موقع کتنے لوگوں کو نہیں ملتا؟"

ماریا نے مسکرا کر جواب دیا،
 "پتا ہے..."
 لیکن کیا تم جانتے ہو تم وہ ہو جو زندگی سے بڑا رول کر رہے ہو؟"

و شنو چا چانے ایک کا غذ سب کو تھمایا،
جس پر لکھا تھا:

> ”تمہیں وہ رول مل گیا جو کسی آڈیشن میں نہیں،
تمہاری تکلیفوں میں، تمہارے انتظار میں،
اور تمہارے ہر خالی دن میں چھپا تھا—
یہ رول تمہارے جینے کا نام ہے۔“

فرہاد نے آج شوٹ پر نہیں جانا چاہا۔
وہ ایک اسٹینڈ اپ کامیڈین کے شو پر بیٹھا،
اور وہاں بیٹھے ہوئے ایک جملہ سنا:

”لوگ کامیابی کے رول مانگتے ہیں...
لیکن اصل سین تب بنتا ہے جب تم فیل ہو کر بھی اسٹیج پر کھڑے رہو۔“

اس رات، آکاش نے اس میسج کا جواب دیا:
”شکریہ، یہ رول کسی اور کو دے دیجیے۔“

زندگی نے مجھے کاسٹ کر لیا ہے،
میں خود کی کہانی لکھنے جا رہا ہوں۔”

ماریا نے سگریٹ سلگائی، چائے تھامی، اور کہا:
”اور یہ ہے فلم کا پہلا سین!“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 20

"فلم جب خواب سے بڑی ہو جائے"

بارش اب دھیرے دھیرے اسٹرگرزاڈا کی چھت پر بجنے لگی تھی۔
کسی پس منظر موسیقی کی طرح،
جو منظر کو نہ بدلتی ہے نہ چھپاتی — بس گہرائی دیتی ہے۔

فرہاد، آکاش، شلپا، ماریا، جابر، وشال ...
سب ایک ہی چھتری کے نیچے بیٹھے تھے —
چائے، سگریٹ، بھگی ہوا اور خاموشی کے درمیان۔

وشنو چاچا نے سب کی طرف دیکھ کر کہا:
"تم سب جانتے ہو فلم کیا ہوتی ہے؟"
فرہاد بولا:

"ایک خواب ... جو کبھی سچ ہو جاتا ہے، کبھی بس دھند بن جاتا ہے۔"

وشنو نے چائے کا گھونٹ لیا،
پھر دھیرے سے کہا:
"فلم جب خواب سے بڑی ہو جائے،
تو وہ انقلاب بن جاتی ہے۔
تم میں سے ہر ایک ...
اب محض فنکار نہیں، ایک کہانی ہے۔"

تم خود کو جتنا سمجھو گے،
یہ فلم اتنی ہی آگے بڑھے گی۔”

--

ماریا نے آکاش سے کہا:
”تم نے زندگی کا رول چٹا...
اب یہ فلم صرف تمہاری نہیں،
سب کی ہے۔
یہ ان سب کی کہانی ہے جو کاسٹ نہیں ہوئے،
لیکن کبھی کیمرے کے سامنے جینے سے باز بھی نہیں آئے۔“

اسی وقت،
ایک نوجوان آرٹسٹ اندر داخل ہوا،
بھیگا ہوا، بکھرے بال، تھکا چہرہ۔
آکاش نے اس کو بلا کر پاس بٹھایا،
اور کہا:
”دو چائے لانا، چا چا...
ایک نئی فلم کا پہلا سین شروع ہو رہا ہے۔“

وشتو چا چانے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ کہا:
”اور اب،
دروازہ بند نہیں ہوگا...
جب تک آخری خواب سننے والا آنے جائے۔“

باب نمبر: 21

"ادا کاری، جو آئینے کے بغیر بھی ہو"

”تم نے خود کو آخری بار کب دیکھا تھا؟“

ماریا نے اچانک آکاش سے سوال کیا۔

آکاش چونکا،

”روز صبح... آئینے میں۔“

ماریا نے آہستہ سر ہلایا:

”نہیں آکاش، میں آئینے کی بات نہیں کر رہی...“

میں اُس لمحے کی بات کر رہی ہوں،

جب تم نے خود کو بغیر عکس کے پہچانا ہو۔“

اسٹر گلز اڈا کی دیوار پر نئی سطر لکھی گئی تھی:

> ”ادا کاری وہ ہے،

جو آئینے کے بغیر بھی تمہاری اصلیت دکھا دے۔“

و شال آج پھر ٹرنج کوٹ میں آیا تھا،
جیسے کوئی رول ادا کرنے جا رہا ہو—
مگر یہ اس کی ماں کے اسپتال جانے کی تیاری تھی۔

اس نے آکاش کے قریب آ کر کہا:
”یار، کیمرہ نہیں ہے، سکرپٹ نہیں ہے، مگر رول وہی ہے...
بیٹا بننے کا۔“

شلپا آج خاموش تھی،
اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی نہیں ہوئی۔
اس نے بالوں کی کنگھی نہیں کی،
میک اپ نہیں کیا،
بس چائے لی،
اور وشنو چاچا سے پوچھا:

”کیا ایسا بھی دن ہوتا ہے،
جب چہرے کو سجانے کی نہیں،
سہنے کی اداکاری درکار ہو؟“

و شنو چاچا نے جواب دیا:
”اصل اداکاری وہ ہے جو آنکھوں میں بولے،
چہرہ خاموش رہے،

اور کوئی کلاپ بورڈ نہ بجے۔

”بس دل دھڑکے۔“

اس دن فرہاد نے کسی آڈیشن میں شرکت نہیں کی۔

اس نے رکشا میں بیٹھ کر ایک اسکول کے باہر بچوں کو اداکاری کرتے دیکھا:

ایک بچہ رو رہا تھا،

دوسرا ہنسا رہا تھا،

تیسرا بنا کسی ڈائیلاگ کے صرف موجود تھا۔

فرہاد نے موبائل نکالا،

اپنے آپ کو سامنے کیمرے میں دیکھا،

پھر موبائل بند کر دیا...

اور مسکرا کر بولا:

”اب اداکاری آئینے سے نہیں،

دل سے کروں گا...“

باب نمبر: 22

"چائے ٹھنڈی ہو جائے تو خواب پکنے لگتے ہیں"

و شنو چا چا کے ہاتھ کی چائے کچھ دیر میز پر رکھی رہی —
نہ کسی نے اٹھائی، نہ کسی نے یاد دلایا۔
وہ ٹھنڈی ہو گئی،
اور خوشبو بدل گئی۔

مگر کمرے میں اب بھی وہی خواب،
وہی کہانیاں،
اور وہی امید کی بھاپ موجود تھی۔

ماریا نے کپ اٹھایا، ایک گھونٹ لیا اور کہا:
"یہ چائے اب پی جانے والی نہیں،
لیکن شاید لکھنے کے لیے بہت کچھ دے جائے..."

آکاش نے قلم گھمایا اور بولا:
"زندگی بھی کچھ ایسی ہی ہے —
جب ہم بھاگ رہے ہوتے ہیں،
تو خواب ابل رہے ہوتے ہیں۔۔۔
اور جب ہم رک جاتے ہیں،
تب وہ خواب دم پر آ کر پکنے لگتے ہیں۔"

فرہاد نے آج پورے دن کچھ نہیں کھایا،
 بس خواب چبائے۔
 پرانے آڈیشن کی ناکامیاں یاد آئیں،
 تو نئی کہانی نے خود کو سنا شروع کیا۔
 اس نے نوٹ بک کھولی،
 اور لکھ دیا:

> ”ناکام چائے کا کپ،
 اور خاموش سگریٹ...
 کبھی کبھی دونوں ساتھ جلتے ہیں،
 اور اس دھوئیں سے ایک نئی فلم جنم لیتی ہے۔“

باہر بارش اب تھم چکی تھی۔
 اسٹرگلرز اڈا کے بورڈ سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھیں—
 ہر بوند جیسے ایک خواب کا ’ٹپک‘ ہو،
 جو بار بار ری ٹپک ہو رہا ہو۔

و شنو چا چائے مسکرا کر کہا:
 ”بیٹا، چائے ٹھنڈی ہونے دو...
 کبھی کبھی خواب گرم چائے میں نہیں،
 اسی ٹھنڈے پن میں پکتے ہیں...
 جہاں وقت رکتا نہیں، بس غور سے دیکھتا ہے۔“

اسی لمحے
 دروازہ کھلا—
 اور ایک نیا چہرہ اندر آیا،
 بھیگا ہوا، مگر آنکھوں میں چمک لیے ہوئے۔
 اس کے ہاتھ میں کوئی رزومے یا پورٹ فولیو نہیں تھا—
 صرف ایک چائے کی پرانی پیالی...
 جس پر لکھا تھا:
 ”ڈائریکٹر؟ یا شاید صرف خواب کا مالک؟“

سب نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا،
 پھر ماریا آہستہ سے بولی:
 ”لگتا ہے فلم آگے بڑھنے والی ہے...“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر 23

"منظر جو کبھی شوٹ ہی نہیں ہوا"

شہر میں ایسی کئی کہانیاں بہتی ہیں،
 جنہیں کبھی لکھا نہیں جاتا،
 اور لکھ دی جائیں تو فلمایا نہیں جاتا...
 اور اگر فلمایا بھی جائے—
 تو ایڈیٹنگ ٹیبل پر وہ 'کٹ' ہو جاتی ہیں۔

یہ باب...
 ایسی ہی ایک "کٹ سین" کی کہانی ہے—
 جو کبھی شوٹ ہی نہیں ہوا،
 مگر سب کے دلوں میں بار بار دہرا ہوا۔

رات کے تین بجے، اسٹوڈیو کی خالی راہداریوں میں
 آکاش کی آواز گونج رہی تھی:

> "کیا ہم صرف ان کہانیوں کو شوٹ کرتے ہیں
 جن میں تالیاں ملتی ہیں؟"

یا وہ بھی جو بس دھڑکن بن کر رہ جاتی ہیں؟"

ماریا، کیمرہ اکندھے پر رکھے،
خاموشی سے روشنیوں کا زاویہ بدل رہی تھی۔

”یہ سین کسی اسکرپٹ میں نہیں ہے،“
ماریا نے دھیرے سے کہا۔
”یہ تمہارے اندر لکھا ہوا منظر ہے —
جو کیمرہ کبھی نہیں پکڑ پائے گا۔“

فرہاد نے سگریٹ جلا کر آسمان کی طرف دیکھا۔
کہیں کوئی تارا نہیں تھا۔
شاید بادلوں نے بھی فلم کی فائنل کٹ پر اتفاق کر لیا تھا۔

"میں چاہتا تھا کہ وہ منظر آجائے،"

فرہاد بولا،

”جہاں ایک سٹرگلنگ ایکٹر، آئینے کے سامنے رو رہا ہو —
مگر وہ آنسو صرف اسے دکھائی دے رہے ہوں —
کیمرہ نہیں دیکھ سکتا۔“

و شنو چا چائے دور سے سنا،

اور اپنی مخصوص چائے کی آواز میں بولا:

”بیٹا، کچھ سین بس یاد کے کیمرے میں شوٹ ہوتے ہیں۔

اسکرین پر وہ صرف بلیک فریم بن کر رہ جاتے ہیں۔“

اسی رات

آکاش نے اپنا فون نکالا،

اور وائس ریکارڈر آن کر کے بولنے لگا:

> ”یہ وہ منظر ہے

جو کبھی لائٹس، کیمرہ، ایکشن کا حصہ نہیں بن سکا۔

مگر دل میں کئی بار شوٹ ہوا،

بار بار کٹ ہوا...

اور اب اسکرپٹ کے باہر جینے لگا ہے۔“

صبح جب سورج نکلا،

تو فرہاد کی آنکھوں میں وہی منظر جھلک رہا تھا۔

ماریا نے خاموشی سے اسے دیکھا،
اور کیمر آف کر دیا۔

یہ پہلا منظر تھا
جسے سب نے دیکھا، مگر کوئی نہ دیکھ پایا۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر 24

"اسکرپٹ کی آخری لائن"

اس دن آکاش دیر تک لکھتا رہا۔
 کمرے کی کھڑکی آدھی کھلی تھی،
 اور باہر سے جو روشنی آرہی تھی وہ مکمل روشنی نہ تھی—
 بس اتنی کہ لفظ سائے میں جھلکنے لگیں۔

ماریا نے قلم کی حرکت کو دیکھا،
 پھر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔
 "لگتا ہے تم اسکرپٹ کی آخری لائن لکھ رہے ہو؟"

آکاش نے سر اٹھایا،
 ہونٹوں پر ایک مبہم مسکراہٹ تھی۔
 "نہیں، ماریا..."

شاید یہ آخری لائن نہیں—
 بلکہ وہ سوال ہے،
 جو ہر اسکرپٹ سے پہلے پیدا ہوتا ہے،
 اور ہر فلم کے بعد ادھورا رہ جاتا ہے۔"

اسٹرگلرز اڈا میں آج ہجوم کم تھا،
مگر ہوا میں کچھ نیا تھا—
جیسے کوئی سین مکمل ہونے جا رہا ہو،
یا شاید...
کسی فلم کا پہلا سین۔

وشنو چاچا نے سب کو جمع کر کے کہا:
"بیٹا، میں نے بہت کہانیاں سنی ہیں یہاں...
کچھ کہانیاں ختم ہوئیں،
کچھ چلتی رہیں...
مگر کچھ کہانیاں، صرف ایک لائن پر آ کر ٹھہر گئیں۔"

وہ رکا، پھر میز پر رکھے چائے کے کپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا:

"جیسے یہ چائے—
یہ کب شروع ہوئی، کب ختم ہوئی،
پتہ نہیں...
مگر اس کی خوشبو کی نہیں۔"

فرہاد نے پوچھا:
"آکاش، اگر اس فلم کا کوئی انجام نہ ہو..."

تو کیا ہوگا؟"

آکاش نے جواب دیا:

"انجام؟"

فلموں کے انجام صرف اسکرین پر ہوتے ہیں۔
اصل زندگی میں اسکرپٹ کی آخری لائن کبھی لکھی نہیں جاتی۔
بس وہ خاموشی سے سنبھالی جاتی ہے...
جیسے ایک ادھورا خط،
جو وقت کو پوسٹ نہیں کیا گیا۔"

ماریا نے اپنی ڈائری بند کی،

اور آہستہ کہا:

>"اگر آخری لائن لکھی بھی جائے،
تو وہ ہمیشہ پڑھنے والے کی مرضی سے مکمل ہوتی ہے...
کبھی سوال بن کر،
کبھی ایک امید...
اور کبھی صرف ایک دھواں۔"

کسی نے پوچھا:

"کیا لکھاتم نے آخر میں؟"

آکاش نے سرگوشی میں کہا:

> "یہ فلم ختم نہیں ہوئی...
یہ فلم بس تمہارے دل میں منتقل ہوگئی ہے۔"

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر 25

"پردہ گرتا نہیں، بس بدلتا ہے"

بند پردے کے پیچھے جو دکھائی نہیں دیتا،
وہ اکثر اصل ہوتا ہے۔

آڈیٹوریم میں روشنی مدھم تھی۔
اسٹیج پر پرانی لکڑیوں کی مہک،
پردے کی سلوٹوں سے جھانکتا دھندلا سا عکس،
اور پہلی صف کی خالی کرسیوں پر رکھے کچھ خواب۔۔۔
جو آج کی پرفارمنس کے لیے بھی ویٹنگ لسٹ میں تھے۔

ماریا نے کیمرہ آن کیا،
اور آکاش سے کہا:
"ریڈی؟"

آکاش نے مانک تھاما،
مگر کچھ کہا نہیں —
بس خاموشی سے پردے کی طرف دیکھا۔
پھر آہستہ سے بولا:

> "ہم سب اسٹرگلرز،

کوئی ایک سین کے لیے نہیں جیتے۔
ہم ان سینز کے لیے بھی جیتے ہیں
جو شاید کبھی شوٹ ہی نہ ہوں۔”

اسی وقت وشال داخل ہوا۔
چہرے پر اداسی، آنکھوں میں نیند،
اور ہاتھ میں اپنی ماں کی دوا کا بل۔

”آکاش... مجھے ایک رول چاہیے... کوئی بھی۔“

آکاش نے پردے کی طرف اشارہ کیا:
”یہ رول تمہارا ہے۔“
لیکن یاد رکھنا...

یہ وہ فلم ہے جس میں تم خود کو جیتے ہو۔
نقش بناتے ہو، اور مٹاتے بھی خود ہی ہو۔“

وشال رک گیا۔

اس نے ماریا سے کہا:

”بس کیمرہ آن رہنا چاہیے۔“

کیونکہ میں اب بولنے والا ہوں...

کچھ ایسا جو شاید میری آخری پرفارمنس ہو۔“

ماریا نے پلکیں جھپکائے بغیر فوکس کیا۔
وئشال نے پردے کے سامنے کھڑے ہو کر کہا:

>"میری ماں مرتی جا رہی ہے..."

اور میں جیتا جا رہا ہوں—

ہردن اس کی موت سے ایک نئی لائن لکھتا ہوں۔
اگر یہ فلم بنی،

تو میری ماں ہمیشہ زندہ رہے گی۔

اور اگر نہ بنی...

تو شاید وہ کہانی بن جائے گی

جو کبھی ریکارڈ ہی نہ ہوئی۔"

پردہ نیچے نہیں آیا۔

صرف منظر بدل گیا۔

کیمرہ اب ان سب پر تھا

جو آج تک کیمرے سے باہر تھے۔

چائے کے کپ سے بھاپ اڑ چکی تھی،

سگریٹ کی راکھ میز پر لکیر کھینچ چکی تھی۔

اور آکاش نے اسکرپٹ کے کنارے لکھا:

>"یہ فلم مکمل ہے،"

کیونکہ یہ مکمل نہیں۔"

باب نمبر: 26

"خاموش چہرے، بولتی آنکھیں"

اسٹرگلرس اڈا کے باہر ایک غیر معمولی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ممبئی کی بارش شاید اس دن کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گئی تھی۔ گلی کے کنارے جمع پانی میں ادھ جلی سگریٹیں تیر رہی تھیں، اور ہوٹل کے کاؤنٹر پر رکھا چائے کا کیتلی دان خاموش بھاپ چھوڑ رہا تھا۔

آکاش آج کچھ گم سم سا تھا۔ اس نے صبح سے کوئی مکالمہ نہیں بولا۔ وہ اپنی ڈائری کے خالی صفحے کو تکے جا رہا تھا، جیسے کوئی ان دیکھے منظر کو صفحے پر اتارنے کی جستجو میں ہو۔ لیکن الفاظ آج شاید کہیں کھو گئے تھے۔

ثلپا اُس کے قریب آئی، اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا، اور بغیر کچھ کہے، پنج پر بیٹھ گئی۔ دونوں کے درمیان خاموشی کا وہ رشتہ تھا جو شاید صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو دنوں تک ایک ہی خواب کا پیچھا کرتے رہیں۔

"کبھی کبھی لگتا ہے ہم سب اسٹریچر پر پڑے مریض ہیں، بس زندہ ہیں، چل پھر رہے ہیں، مگر اندر سے کچھ نہیں بچا۔"
آکاش نے یکا یک کہا۔

ثلپا نے سگریٹ جلائی، ایک گہرا کش لیا اور آکاش کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی:
"ہم سب زندہ لاشیں نہیں ہیں آکاش، ہم وہ بیچ ہیں جو سخت زمین میں پڑے انتظار کر رہے ہیں۔ بارش کے ایک سچے قطرے کا۔"

اسی وقت وجو بھائی آہستہ آہستہ اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر ایک نئی روشنی تھی، شاید کچھ نیا پڑھ کر یا سوچ کر آئے تھے۔ ان کے ساتھ ماریا بھی تھی، جس کے ہاتھ میں اس بار صرف لیپ ٹاپ نہیں، ایک نئی فائل بھی تھی۔

"آکاش، ثلپا، ایک بات ہے۔ ہم سب کی فلم کے لیے ایک نیا ٹائٹل سوچا ہے..."

"کیا؟" شلیپا چونکی۔

"خاموش چہرے، بولتی آنکھیں۔۔۔ کیونکہ یہی تو ہماری اصل شناخت ہے، نا؟"

چند لمحے سب چپ رہے، جیسے سب نے اپنے اپنے چہرے کو چھوا ہوا، اور اپنی آنکھوں کی نمی کو محسوس کیا ہو۔

آکاش نے سر ہلایا، اور پہلی بار اس دن مسکرایا۔

"یہ فلم صرف فلم نہیں ہوگی وجوہائی۔۔۔ یہ ہم سب کا بیان ہوگا۔"

ماریانے آہستہ سے فائل آکاش کے سامنے رکھ دی۔

"یہ سکرپٹ کا پہلا سین ہے۔ شروعات تمہارے ڈائلاگ سے ہوگی۔"

آکاش نے سر جھکا کر فائل کھولی، اور خاموشی سے پڑھنے لگا۔

باہر بارش کی رم جھم تیز ہو گئی تھی، جیسے آسمان بھی ان کی فلم کے لیے پس منظر موسیقی دے رہا ہو۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 27

"پہلا سین ... پہلا خواب"

آکاش نے فائل کے پہلے صفحے پر نگاہ دوڑائی تو آنکھوں کے گرد پھیلے تناؤ کی لکیریں کسی نرم جذباتی لہر میں تحلیل ہونے لگیں۔ اسکرپٹ کی ابتدائی سطر تھی:

>"پردہ نہیں ہٹتا، کہانی خود دھند سے نکلتی ہے۔"

ایک سادہ سا ون بی ایچ کے کمرے کا منظر ... دیوار پر پڑی نم زدہ نمی، کھڑکی سے آتی بارش کی ہلکی تھپکیاں، اور بیڈ کے کنارے بیٹھا وہ نوجوان جو آئینے میں اپنا عکس تلاش کر رہا ہے۔

شلپا، ماریا، جابر اور تو صیف سب نے فائل میں جھانکنا شروع کر دیا۔ وہ سب ایک لمحے کو خاموش تھے، گویا اسکرپٹ میں لکھے لفظ ان کی اپنی زندگی کے کچھ بول تھے — جو وہ برسوں سے اپنے اندر دوہرا رہے تھے، مگر کبھی کاغذ پر نہ اترے تھے۔

آکاش نے کہا:

"یہ پہلا سین میں خود ڈائریکٹ کرنا چاہتا ہوں۔ سچ میں ... اس میں میری روح ہے۔"

و جو بھائی مسکرائے۔

"ڈائریکٹ ہی نہیں، پروڈیوس بھی تم سب ہی کرو گے۔ یہ فلم ہماری سانچہ ہے۔"

شلیپا نے چپکے سے اسکرپٹ کا صفحہ پلٹا۔ اگلی سطر نے جیسے اس کا سینہ بھینچ لیا۔

> "کیمرہ جب کبھی چہرہ نہیں دیکھ پاتا، تو آنکھوں کی نمی سے اسٹوری شروع ہوتی ہے۔"

جابر شیخ جو ہمیشہ ہنستا کھلتا رہتا تھا، اچانک سنجیدہ ہو گیا۔

"میرے پاپا نے کہا تھا، 'بیٹا، اگر ناکامی میں بھی تیرا دل فنکار ہو، تو تُو کبھی ہارا نہیں۔' لیکن کبھی کبھی خود پر شک سا ہونے لگتا ہے..."

ماریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "یہ فلم تمہیں اپنا یقین واپس دلانے کے لیے ہے جابر۔ تمہارے جیسا چہرہ، اور تمہاری جیسی آنکھیں — صرف اداکار نہیں، یاد بن سکتی ہیں۔"

تو صیف خاموشی سے کچھ لکھ رہا تھا۔ وہ ہر منظر کو نظم کی طرح محسوس کرتا تھا۔ اس نے آکاش کو اپنا نوٹ پیڈ دکھایا:

> "کیمرہ ر کے نہ ر کے، خوابوں کی فلم تو چلتی رہتی ہے۔"

و جو بھائی نے گہری سانس لی:

"یہ فلم جب بنے گی، تو شاید سب کو سمجھ آئے گا — کہ فلم بین کو کہانی نہیں، سچائی ہلا دیتی ہے۔"

بارش رک چکی تھی۔ ہوٹل کے باہر ہلکی دھوپ جھانکنے لگی تھی۔ اسٹرگلرس اڈا کا بورڈ بارش کے قطروں سے چمک رہا تھا — جیسے آج پہلی بار اس نے بھی ایک خواب پورا ہوتے دیکھا ہو۔

باب نمبر: 28

"کاسٹنگ کی میز پر رکھے خواب"

ماریا نے فلم کے لیے ایک عارضی دفتر کی تجویز دی — ایک چھوٹا سا اسٹوڈیو اسپیس جو ویشال کے دوست کے توسط سے کرایے پر ملا۔ اس جگہ کو "کمرہ؟ امکان" کہا گیا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں خواب سکرپٹ میں ڈھلنے والے تھے، اور چہرے، کرداروں میں۔

آکاش، شلپا، وجو بھائی، ماریا، توصیف، جابر، اور کچھ نئے چہرے بھی وہاں پہنچنے لگے۔ ایک میز کے گرد سب بیٹھے، ہاتھوں میں چائے، اور ہر طرف خاموشی — جیسے سب اپنے اندر کوئی مکالمہ بولنے کی ریہرسل کر رہے ہوں۔

ماریا نے میز پر اپنی نوٹ بک رکھی:

"سب سے پہلے کاسٹنگ ڈسکشن — اس فلم میں کوئی بڑا نام نہیں ہوگا۔ جو یہاں ہے، وہی اداکار ہے، وہی اسٹار۔"

شلپا نے فائل کھولی۔

"یہ پانچ مرکزی کردار ہیں — ان کے لیے سب کو آڈیشن دینا ہوگا، یہاں، ہمارے سامنے۔ کوئی رعایت نہیں۔"

توصیف نے چونک کر کہا:

"آڈیشن؟ ہمیں؟ لیکن ہم سب تو۔۔۔"

آکاش نے نرم لہجے میں کہا:

"ہاں، آڈیشن — کیونکہ یہ فلم منصفی کی پہلی علامت ہے۔ اگر ہم اپنوں کو بغیر پرکھے چنیں، تو ہم بھی اُسی نظام کے حصے دار ہو جائیں گے جس کے خلاف یہ فلم کھڑی ہے۔"

خاموشی چھا گئی۔

تبھی ایک نیا چہرہ کمرے میں داخل ہوا—دُبلّا، الجھا ہوا، گم سم۔

"سر... میرا نام نبیل ہے، میں ناندریٹ سے آیا ہوں۔ آپ کی فلم کے بارے میں سن کر آڈیشن دینا چاہتا ہوں۔"

شلیپا نے مسکرا کر کہا:

"یہی تو ہم چاہتے ہیں نبیل—دروازہ سب کے لیے کھلا ہو۔"

نبیل نے آڈیشن دیا۔ وہ کمزور اداکار تھا، لیکن آنکھوں میں ایک ایسی آگ تھی جو چھوٹی نہیں تھی۔ وجوہائی نے سر ہلایا:

"اس کا کردار نہیں، لیکن جذبہ ہماری فلم میں ضرور جگہ پائے گا۔"

اسی دن آکاش نے کمرے کی دیوار پر مار کر سے ایک جملہ لکھ دیا:

>"یہ فلم کسی کی نہیں، سب کی ہے—اور اگر تم سچ بول سکتے ہو، تو تم اس فلم میں ہو۔"

دھیرے دھیرے "کمرہ؟ امکان" ایک ورکشاپ میں تبدیل ہونے لگا۔

روز نئے لوگ آتے، آڈیشن دیتے، کچھ منتخب ہوتے، کچھ مایوس ہو کر جاتے—مگر سب کو عزت ملتی، سنا جاتا، اور چائے پلائی جاتی۔

دو سگریٹ کا دھواں اب صرف تھکن نہیں، امید کا حصہ بن گیا تھا۔

کہانی اب آگے بڑھنے کو تیار تھی—فلم کی ٹیم، اسکرپٹ، اور اب کردار... سب اکٹھے ہو رہے تھے۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 29

"پردے کے پیچھے کاسچ"

کمرہ؟ امکان کی دیوار پر ایک نیا نوٹس چسپاں تھا:
"اس ہفتے ورکشاپ — کردار، جذبات، اور سچ کی تلاش"

ماریانے آکاش سے کہا،
"ہمیں اداکاری نہیں، احساس کی تربیت دینی ہے... وہ احساس جو عام لوگ کیمرے کے سامنے جھیل نہیں پاتے، مگر جیتے رہتے ہیں۔"

ورکشاپ کا پہلا دن تھا۔ چھوٹے سے اسٹیج پر دائرہ بنائے تمام آرٹسٹس بیٹھے تھے۔ سامنے ایک چھوٹا آئینہ رکھا گیا۔
آکاش نے سب کو خاموشی سے دیکھا اور کہا:

"سب اپنی آنکھوں میں جھانکیں۔۔۔ اور خود سے صرف ایک سوال پوچھیں — 'میں یہاں کیوں ہوں؟'"

ایک لمبی خاموشی۔

جابر شیخ نے سب سے پہلے ہاتھ اٹھایا، "میں اس لیے یہاں ہوں کیونکہ میرے والد نے مجھے کبھی خود کو جھوٹ بولنے نہیں دیا... مگر میں اب
تک اپنی زندگی کو سچ نہیں بنایا۔"

توصیف نے دھیرے سے کہا:

"میں اس لیے یہاں ہوں کہ ہر بار جب لکھنے بیٹھتا ہوں، اندر کا خوف میرے لفظ چرا لیتا ہے۔"

نبیل نے رندھی آواز میں کہا:

"مجھے صرف اتنا کہنا ہے ... میں بھی انسان ہوں۔ مجھے ایک موقع چاہیے — تاکہ میرے گاؤں میں بچے یہ جان سکیں کہ خواب شہر کے ہوٹلوں تک محدود نہیں ہوتے۔"

شلیا کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر سگریٹ بجھا کر بولی:

"میں یہاں اس لیے ہوں کہ مجھے کبھی لگتا تھا میں صرف جسم ہوں — جب تک میری آنکھوں سے کردار نہ بولا۔ اب میں چاہتی ہوں، کردار مجھ سے میری کہانی لکھوائے۔"

وجو بھائی کی آنکھیں نم تھیں۔

"تم سب کے جواب ہمارے اسکرپٹ کے سین بن چکے ہیں۔۔۔ تم لوگ فنکار نہیں رہے، تم ہماری فلم کے 'اصل' ہو۔"

تبھی ماریا نے ایک پرانا پروجیکٹر آن کیا — اس پر چلنے لگا آکاش کا لکھا ایک سین، جو اس کے بچپن پر مبنی تھا۔ اسکرین پر آکاش کے والد کی تصویر تھی، جو ہمیشہ اسے کچھ نہ کچھ بننے کو کہتا تھا۔

آکاش خاموشی سے اسکرین کو دیکھتا رہا، اور پھر خود سے سرگوشی کی:

"میں اس لیے یہاں ہوں ... کیونکہ میں اپنے باپ کی امیدوں کی فلم بنانا چاہتا ہوں — اور اس بار، آخری سین ادھورا نہیں ہوگا۔"

اس دن سب کی کہانیاں، آنکھوں سے نکل کر اسکرپٹ میں تبدیل ہو گئیں۔

اور شاید ... فلم کی اصل شوٹنگ اسی دن شروع ہو گئی تھی — جب انہوں نے خود سے سچ بولنا سیکھا۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 30

"جب کیمرہ نہیں، پھر بھی شوٹ ہوتا ہے"

ماریا نے آج سب کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا تھا:

> "آج ہم کیمرہ آن نہیں کریں گے۔"

کیونکہ کچھ سین ایسے ہوتے ہیں جو صرف دل کے کیمرے میں ریکارڈ ہوتے ہیں۔"

ورکشاپ کی لائٹس بجھائی گئیں،

زمین پر گول دائرہ بنایا گیا،

اور سب سے کہا گیا کہ وہ بیچ میں جا کر اپنی زندگی کا سب سے سچا لمحہ دوبارہ جنیں، مگر کوئی مکالمہ نہیں، صرف آنکھیں اور سانسیں۔

نبیل سب سے پہلے دائرے میں گیا۔

اس نے ہاتھ جوڑے، نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

چہرہ پر سکون، مگر آنکھوں سے دوا نسو بہتے چلے گئے۔

کوئی لفظ نہیں تھا...

مگر سب کو اس کی ماں یاد آ گئی، جس نے شاید اسے پہلی بار شہر بھیجتے ہوئے کہا ہوگا:

"جیت کے آنا... ہار کر واپس مت آنا۔"

جابر شیخ بھی دائرے میں گیا۔

ہونٹوں پر رونی مسکراہٹ، جیسے مزاح کے پیچھے چھپی ہوئی تھکن اب چلا رہی ہو۔

وہ صرف کھڑا رہا اور سانس پھول جانے تک ہنستا رہا۔

پھر اچانک بیٹھ کر رونے لگا۔

کوئی پوچھے بناسب جان گئے کہ... کامیڈی کے پیچھے سب سے بڑا غم چھپا ہوتا ہے۔

تو صیف نے کچھ نہیں کیا۔

صرف کاغذ لے کر بیٹھا اور تیزی سے کچھ لکھتا رہا۔

پھر سارے کاغذ پھاڑ دیے۔

وہ خاموش رہا...

لیکن سب کو پتا تھا کہ وہ اپنے ”پھٹے ہوئے خوابوں“ کے سین شوٹ کر رہا ہے۔

آخری میں آکاش اندر گیا۔

سب کی سانسیں تھم گئیں۔

اس نے آنکھیں بند کیں...

دونوں ہاتھ خالی جیبوں میں ڈالے...

پھر دھیرے سے کہا:

> ”میں اس لئے زندہ ہوں

کیونکہ میرا خواب ابھی مرا نہیں ہے۔

اور جب تک میرا خواب زندہ ہے...

یہ فلم بھی زندہ رہے گی۔“

ماریا نے اپنی نوٹ بک بند کی،
وجو بھائی نے دھیرے سے چائے رکھی اور کہا:

”شاید یہ دنیا کبھی نہ جانے کہ آج ہم نے کیا شوٹ کیا ہے...
لیکن سچ یہ ہے کہ فلم شروع ہو چکی ہے!“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 31

"فلم کی وہ میوزک جو بنا ساز کے بھتی ہے"

اسٹرگلرز اڈا کے آڈیو ریم میں پہلی بار کسی ساز کی آواز بج رہی تھی — پچھلے کسی ناکام ڈرامے کی ٹوٹی بانسری، جسے تو صیف نے مرمت کر کے بجانا شروع کیا تھا۔ وہ نہ مکمل سر میں تھی، نہ صحیح راگ میں... لیکن اُس کی ٹوٹی پھوٹی آواز میں ایک عجیب سی روح تھی، جو دیواروں کو ہلاتی تھی۔

آکاش نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے آنکھیں بند کیں۔
 بانسری کی بے سُر دُھن اسے اُس دن تک لے گئی جب وہ پہلی بار ممبئی آیا تھا...
 اس کے پاس صرف ایک بیگ، ماں کی تصویر، اور جیب میں چند سو روپے تھے —
 اور تب ہی کسی ہوٹل کی تپتی دوپہر میں اس نے چائے کا پہلا کپ اور سگریٹ کا پہلا کش لیا تھا۔

ماریا نے دور سے وہ حالت دیکھی،
 وہ جان گئی — یہ سین بھی لکھا جانا چاہیے!
 وہ جلدی سے نوٹ بک لے آئی، اور ایک لائن درج کی:

> "یہ فلم وہاں سے شروع ہوتی ہے جہاں سازوں کی تربیت ختم ہو جاتی ہے، اور دل کے کمرے میں پیسے خیال بچتے ہیں..."

وہ جو بھائی نے بانسری کی دُھن کے درمیان ہی اعلان کیا:
 "کل سے اصل شوٹنگ شروع..."
 سب تیار، کیونکہ اب فلم ہماری نہیں، ہم ہی فلم ہیں!"

جابر شیخ نے ہنستے ہنستے کہا:

”بہت دنوں بعد لگ رہا ہے ہم اب اسکرین پر آنے نہیں، بلکہ اسکرین کو اپنے اندر لے جا رہے ہیں۔“

شلیپا نے سگریٹ سلگائی، اور دھن کے بیچ دھوئیں کا دائرہ بناتے ہوئے مسکرا کر بولی:

”شاید پہلی بار میں کسی فلم کے لیے میک اپ نہیں لگاؤں گی۔۔۔

صرف آنکھوں کا بیج کافی ہو گا نا، ڈائریکٹر صاحب؟“

آکاش نے چائے کا گھونٹ لیا، اور اتنا ہی بولا:

”ہاں۔۔۔ بنا ساز کے بجتی ہوئی موسیقی میں ہی سب سے خالص سین چھپے ہوتے ہیں۔۔۔

اور اب ہمیں صرف سچ بجانا ہے، اداکاری نہیں۔“

رات گہری ہو رہی تھی،

بانسری بجتی رہی،

اور سب نے پہلی بار محسوس کیا۔۔۔

کہ شوٹنگ شروع ہونے والی فلم سے کہیں زیادہ خوبصورت وہ لمحات ہوتے ہیں

جب فلم شروع ہونے سے پہلے دل میں بنتی رہتی ہے۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 32

"پہلا شٹ... بغیر ایکشن کے"

شوٹنگ کا پہلا دن۔

لیکن سب کے اندر بجنے والی گھبراہٹ کسی فلمی سیٹ جیسی نہیں تھی۔
یہ وہ کپکپاہٹ تھی جو کسی نئے سفر کے آغاز پر ہوتی ہے، جب انسان اندر سے کانپتا ضرور ہے مگر پیچھے نہیں ہٹتا۔

ماریا نے پوری ٹیم کو ایک نیم اندھیرے کمرے میں جمع کیا۔
کوئی بڑی لائٹ، کوئی ماحول نہیں۔
صرف ایک پرانا کیمرہ، تین اسٹینڈ، اور روشنیو چا کی چائے۔

"آج ہم پہلا شٹ shoot کریں گے، مگر یاد رکھو..."
ماریا نے کیمرہ آن کرتے ہوئے کہا،
"میں 'ایکشن' نہیں بولوں گی — کیونکہ زندگی میں کوئی ہمیں ایکشن نہیں کہتا، ہمیں خود چلنا ہوتا ہے۔"

آکاش، شلیپا، توصیف، نیل اور جابر سب چکر میں تھے کہ کس سین سے ابتدا ہوگی۔

ماریا نے آکاش کو کیمرے کے سامنے کھڑا کیا،
اور صرف اتنا کہا:

”چائے لو... اور اتنا سوچو کہ اس چائے میں تم نے کیا کھویا تھا؟“

آکاش نے کپ ہاتھ میں لیا اور اسی لمحے اُس کے اندر فلم چلنے لگی:

ممبئی کا پہلا دن، ریلوے پلیٹ فارم، ٹوٹا ہوا خود اعتماد، والد کے خط، ماں کے آنسو—
وہ سب کچھ جو آج تک کہیں نہیں بولا تھا۔

کیمرہ چل رہا تھا...

آکاش نے کچھ بولنے کی کوشش کی، پر آواز نہیں نکلی۔

صرف آنکھ بھرائی۔

لب ہلکے سے کانپے، مگر کوئی مکالمہ ادا نہیں ہوا۔

ماریا نے شاٹ روکا نہیں۔

کیمرہ ریکارڈ کرتا رہا...

اور آکاش کی خاموشی، پوری فلم کا پہلا ”مکمل سین“ بن گئی۔

وہ جو بھائی نے دھیرے سے کہا،

”یہی ہے ہمارا سچ..."

جب ہم بول نہیں سکتے، تب کہانی سب سے زیادہ گہری ہوتی ہے۔“

شلیپا کی آنکھوں میں نمی تھی،

اور اس نے مڑ کر کہا:

”اگر فلم ایسے ہی چلے گی تو شاید ہم سب بدل جائیں گے..."

ماریا نے مسکرا کر جواب دیا:

”اسی لیے تو بنا ایکشن کے شاٹ لیا ہے،

تاکہ فلم پہلے اندر چلے... پھر اسکرین پر۔“

شوٹنگ ختم نہیں ہوئی—

ہوا بھی نہیں...

کیونکہ شاید اب فلم بند آنکھوں سے بننا شروع ہو گئی تھی۔

باب نمبر: 33

"جب خاموشی ایڈیٹر بن جائے"

رات گہری ہو چکی تھی، مگر ”کمرہ؟ امکان“ میں لائٹس بند نہیں ہوئیں۔
وجو بھائی نے جاتے جاتے کہا تھا،

> "فلم بنانے سے زیادہ مشکل ہے اپنی ہی فلم کو کاٹنا... یاد رکھنا!"

ماریا ایک طرف بیٹھی سائٹس کو لپ ٹاپ میں کلب کر رہی تھی۔
ہر سین کو دیکھتے ہوئے وہ کچھ لمحوں بعد رک جاتی،
آنکھیں بند کرتی اور پھر ایک جملہ لکھتی:
"اسے رہنے دو۔ یہ خاموشی اپنی زبان میں بول رہی ہے۔"

آکاش، شلیپا اور جابر سامنے والے بچوں پر نیم دراز بیٹھے تھے۔
سگریٹ کے دھوئیں، ٹھنڈی چائے اور خاموشی کے درمیان وہ سب جان گئے تھے۔
اب فلم ان کے ہاتھ میں نہیں رہی،
فلم نے خود اپنا راستہ چٹالیا ہے۔

شلیپا نے فرش پر نظریں جمائے ہوئے کہا:

"ماریا... ہم اداکار ہیں۔"

مگر اس فلم میں تو ہمیں خاموشی ادا کرنی پڑ رہی ہے۔"

ماریا نے مسکرا کر جواب دیا:
 ’’کیونکہ یہ فلم الفاظ سے نہیں،
 ’ادھورے پن‘ سے بنتی ہے۔
 اور ادھورا پن کبھی ڈائلاگ نہیں مانگتا... صرف احساس چاہتا ہے۔‘‘

تو صیف ایک جانب بیٹھا کافی دیر سے چائے کا کپ تھامے تھا۔
 چائے پوری ٹھنڈی ہو چکی تھی،
 لیکن وہ اسے پی نہیں رہا تھا۔
 بس کپ پر نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔
 جیسے وہ سمجھ چکا ہو کہ یہی فلم کا اگلا سین ہے:

> ’’چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے... مگر خواب اب بھی گرم ہیں۔‘‘

وجو بھائی واپس اندر آئے۔
 ہاتھ میں فلمی کلپنگز کا ایک بنڈل تھا۔
 پچھلے بیس برسوں کے ناکام اداکاروں کی تصویریں۔

انہوں نے وہ سارے کاغذ فرش پر بکھیر دیے۔
 اور بولا:

’’ان سب کو اسکرین پر کوئی یاد نہیں رکھتا...
 لیکن آج سے، ان کے ادھورے پل ہماری فلم کا حصہ ہوں گے۔
 ہم خاموشی میں وہ سب چیزیں ایڈٹ ان کریں گے جو دنیا ہمیشہ ایڈٹ آؤٹ کرتی آئی ہے!‘‘

اور یوں...

رات کے آخری پہر، جب پورا شہر سو رہا تھا،
اس چھوٹے سے کمرے میں خاموشی نے فلم کا پہلا کٹ لگا دیا۔

اور کمال یہ تھا کہ اُس کٹ میں کوئی ڈائلاگ نہیں، کوئی ایکشن نہیں، صرف سچ تھا۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 34

"پیاز کے چھلکے جیسی اداکاری"

شوٹنگ آج پھر جاری تھی،
لیکن اس بار ماریا نے سب کے ہاتھ میں کوئی مکالمہ نہیں تھمایا—
اس نے سب کو ایک پیاز دی... اور کہا:

> "جلدی جلدی نہیں،
ایک ایک پرت اُتارو...
اور بتاؤ کہ تم سب کے اندر کون سا اصل چہرہ چھپا ہوا ہے۔"

سب چونک گئے۔
پیاز؟
اداکاری کے لیے؟

ماریا نے سنجیدگی سے کہا:
"ہم سب کے اندر کئی پرتیں ہیں—
کسی کو نظر آنے والی،
کسی کو چھپا دینے والی۔
یہ فلم تب ہی اصلی ہوگی جب پرتیں اتارنے کی ہمت کرو گے..."

نبیل نے سب سے پہلے پیاز کو آہستہ سے پھیلنا شروع کیا۔
 پہلی پرت اُتری — تو وہ مسکرایا۔
 دوسری اتری — تو مسکراہٹ مدھم ہونے لگی۔
 تیسری پر آنکھیں نم ہونے لگیں۔
 چوتھی پرت اتری —
 اور نبیل کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

وہ بولا:

"پہلی پرت... میرا کانفیڈنس تھا۔
 دوسری پرت... میرے فیشن کا شوق۔
 تیسری... میرے خوابوں کی نمائش۔
 مگر... یہ آخری پرت... میری کمزوری ہے...
 جو میں کبھی کسی کو دکھانا نہیں چاہتا تھا۔"

وہ جو بھائی نے تالیاں نہیں بجانیں —

صرف سر کو خم کیا،

جیسے کہ رہا ہو: اب تو تُو اداکار بن گیا... سچا اداکار!

شلیپا نے بھی پیاز کے چھلکے اُتارے —
 ہر پرت کے نیچے کچھ نہ کچھ غصہ، تکلیف، لڑا کا پن نکلتا گیا۔
 آخر میں اس نے آہستہ سے کہا:
 ”لوگ سمجھتے ہیں میں بہت مضبوط ہوں۔
 اصل میں سب سے زیادہ ٹوٹنے والی چیز میں ہی ہوں...
 پردکھاتی نہیں... کیونکہ ڈر ہے کہ سٹیج چھن نہ جائے!“

آکاش نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا،
 اور آہستہ کہا:

”اب یہ ڈر نہیں رہے گا...
 ہم اس اسکرین پر سچ کو ہیر و بنا رہے ہیں —
 ڈرامہ کو نہیں۔“

جب سب پیاز چھیل چکے،
 توفرش پر پرتوں کا ڈھیر لگ گیا —
 ایک عجیب سی خوشبو اور آنکھوں میں جلن پھیل گئی۔

ماریا نے مسکرا کر کہا:

> ”یہ جلن ہی ہے جو بتاتی ہے کہ
 اس بار ہماری فلم میں اداکاری نہیں، سچ نکل رہا ہے!“

سب خاموش رہے۔

اور پہلی بار محسوس کیا

کہ اصل فنکاری، اندر کے درد کو قبول کرنا ہے... چھپانا نہیں۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 35

"اسکرین پر پہلی بار اپنا آپ دیکھنا"

شوٹنگ کے بعد کی شام تھی۔

کمرہ؟ امکان کی دیوار پر سفید کپڑا تانا گیا۔

ایک پرانا پروجیکٹر لگایا گیا۔

آج سب کو پہلی بار وہ rushes (رامیٹرل) دکھائے جانے والے تھے،

جو گزشتہ دنوں خاموشی میں شوٹ ہوئے تھے۔

سب کی نظریں اسکرین پر گڑی تھیں—

دل دھڑک رہا تھا،

جیسے ہر کسی کا اپنا راز ابھی ابھی پرد؟ سمیں پر آنے والا ہو۔

پروجیکٹر چلا—

پہلا شاٹ آکاش کا،

چائے کا کپ ہاتھ میں، نم آنکھوں کے ساتھ خاموش بیٹھا...

کوئی مکالمہ نہیں، مگر درد دیکھ کر کمرے میں سانسیں رک گئیں۔

توصیف کی آواز ٹوٹ کر نکلی،

”بھائی... یہ میں نے آج تک خود کو بھی ایسے نہیں دیکھا تھا..."

اگلا شاٹ شلیا کا—

بلیو جینز، سگریٹ کے دھوئیں میں کہیں چھپا چہرہ،
آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں سے ایک ایسی ٹوٹ پھوٹ جھلک رہی تھی
جو اس نے آج تک کسی کو محسوس نہیں ہونے دی تھی۔

ثلپا نے نظریں جھکا لیں:
”کیمرے نے وہ دیکھ لیا،
جو میں نے خود سے بھی چھپا رکھا تھا...“

نبیل کے شاٹ میں وہ صرف کھڑا تھا—
سپاٹ، سادہ، خاموش—
لیکن اس کے اندر کے خواب جیسے آہستہ آہستہ اسکرین پر تیر رہے تھے۔

ماریا نے عقب سے دھیرے سے کہا:
”اسی کوچ کی اداکاری کہتے ہیں...“
جب تم کچھ نہیں کرتے اور پھر بھی سب تمہارے اندر کا سچ دیکھ لیتے ہیں۔“

پروجیکشن بند ہوا—
کمرے میں عجیب سی خاموشی تھی...

و جو بھائی نے چائے کے کپ سب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا:

> ”اب یہ فلم ہماری نہیں رہی...
یہ وہ آئینہ بن گئی ہے
جس میں ہم میں سے ہر ایک نے پہلی بار اپنے اصل چہرے کو دیکھا ہے۔
اور جب انسان خود کو دیکھ لے—

تو وہ ادا کار سے، کہانی بن جاتا ہے۔”

آکاش نے کپ ہاتھ میں لیا،
مسکرا کر بولا:

”اس دن کا انتظار تھا۔۔۔

جب ہم پہلی بار اسکرین پر اپنا آپ دیکھیں،
کسی رول میں نہیں،

کسی بنانے والے کے لکھے مکالموں میں نہیں۔۔۔
بلکہ اس سچ میں جو ہم نے کبھی بولا ہی نہیں تھا۔”

سب نے ایک ساتھ چائے کے سپ لیے۔
سگریٹیں سلکیں۔

اور ”ایک چائے دو سگریٹ“
اب صرف فلم کا نام نہیں،
ایک ان کہی سچائی بن چکا تھا۔۔۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 36

"کہانی جب کیمرہ چھوڑ دے"

رات کے سوا بارہ بج چکے تھے۔

پروجیکٹر بند ہو چکا تھا مگر کمرہ؟ امکان ابھی تک جاگ رہا تھا—
جیسے اس دیوار نے، جس پر ابھی تھوڑی دیر پہلے سب کی زندگیاں چل رہی تھیں،
اب خاموشی سے اُن سب کی سانسیں اپنے اندر سمیٹ لی ہوں۔

آکاش نے پروجیکٹر کا پلگ نکالتے ہوئے آہستہ کہا:
"کیا فلمیں واقعی صرف کیمرے سے بنتی ہیں؟"

توصیف نے مسکرا کر جواب دیا:
"نہیں بھائی... اصل فلم تب بنتی ہے
جب کیمرہ بند ہو جاتا ہے اور کہانی قلب میں چلتی رہتی ہے۔"

ماریا نے سب کی طرف دیکھ کر کہا:
"کل سے کیمرہ نہیں چلے گا—
ہم سب صرف زندہ رہیں گے۔
جیسے رہتے تھے..."

لیکن اب سچائی کے ساتھ۔
اور یہی ہوگا فلم کا نیا حصہ۔"

سلگتی سگریٹ سے شلپا نے دائرہ بنایا۔
 "تو مطلب اب ہم کیمرہ کے لئے نہیں،
 خود کے لیے جنیں گے؟"

وجو بھائی نے چائے کا گھونٹ لیا۔
 اور عجیب سی روشنی ان کی آنکھوں میں آ گئی۔

>"یہی اصل Cinema ہے۔۔۔
 جب کردار اپنی کہانی خود لکھنے لگیں،
 اور فلم بس اتفاق سے ریکارڈ ہو جائے۔"

نبیل نے دھیرے سے کہا:
 "پھر ہم شوٹنگ کے بہانے زندگی جنیں گے؟"

آکاش بولا:
 "نہیں...
 ہم زندگی جنیں گے اور اگر کسی نے دیکھا،
 تو وہ چیز فلم کہلائے گی۔"

چائے ختم ہو گئی۔
 اندھیرے میں دھوئیں کے چھوٹے چھوٹے دائروں نے اوپر اٹھ کر دیواروں پہ نیم روشن نشان چھوڑ دیے۔

اور سب نے محسوس کیا۔

اب یہ فلم کسی ایک کی نہیں،
نہ ہی ہٹ یا فلاپ ہونے کی محتاج ہے —

یہ فلم اب، ”زندگی“ کہلانے لگی ہے...

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 37

"سورج نکلتا ہے تو فلم شروع نہیں ہوتی"

صبح کی پہلی روشنی ہوٹل ”اسٹرگلرز اڈا“ کی ٹیالی چھت پر پھیل چکی تھی، لیکن اندر بیٹھے فنکاروں کی فلم ابھی بھی ”رات“ میں چل رہی تھی — وہ رات جس کے بغیر کوئی خواب سچا نہیں ہوتا۔

آکاش چھت کے کونے میں بیٹھا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔
سورج نکل آیا تھا،

مگر اسے لگ رہا تھا کہ زندگی اب بھی وقفے میں ہے۔
شاید فلموں میں صبح ہوتے ہی نئی کہانی شروع ہو جاتی ہے،
مگر اصل زندگی...

اکثر اجالے میں بھی اندھیرے کا سین جیتی ہے۔

تو صیف، چائے کے کپ میں چچ ہلاتے ہوئے بولا:
”دن نکل آیا ہے،“

لیکن ہمارے اندر جو فلم چل رہی ہے وہ تو اب شروع ہوئی ہے —
اور وہ راتوں والی ہی ہے۔“

شلیپا نے سنجیدگی سے سگریٹ بجھایا:
”دن کی روشنی میں سچ چھپ جاتا ہے،
رات ہی اصل اداکاری کرواتی ہے۔۔۔“

اسی لیے ہم نے شاید فلم رات میں شروع کی۔”

وجو بھائی نے سب کو خاموشی سے دیکھا اور چائے تھماتے ہوئے کہا:

>“سورج جب نکلتا ہے تو دُنیا جاگتی ہے...

لیکن فلم تب جاگتی ہے

جب دل کی نیند ٹوٹتی ہے۔

اب دن نہیں، ہمت دیکھو!“

ماریا نیچے سے کیمرہ اٹھا کر آئی۔

”آج کوئی سین پلان نہیں—

جو بھی جیسا جیے گا،

میں خاموشی سے ریکارڈ کروں گی...

ہم دن کے سین بھی رات کے درد سے جوڑیں گے—

تا کہ دنیا دیکھے کہ روشنی بھی تھکن میں چھتی ہے!“

نبیل نے آہستہ کہا:

”تب تو ہم سب کا اندر فلم بننے والا ہے، دی۔۔۔“

آکاش نے پہلی بار صبح میں مسکرا کر جواب دیا:

”ہاں...“

یہ زندگی دن میں بھی سفید پردے پر چلتی ہے،

بس زیادہ لوگ اسے دیکھتے نہیں۔

ہم صرف اُنہیں دکھانے والے بن گئے ہیں۔”

ہوٹل وشنو جی کے بورڈ پر چمکتی سورج کی کرن سے ایک سایہ بن رہا تھا۔
وہ سایہ سب کی پاؤں تلے آتا،
پھر آگے بڑھ جاتا—
جیسے زندگی خود اس فلم میں ایک بے آواز کیریٹر کی طرح چلنے لگا ہے۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 38

"اصل ہیر وہ جو فانوس کی نہیں، بلب کی روشنی میں ہے"

اسٹرگلرز اڈا کے آڈیٹوریم کی چھت سے لٹکا پرانا فانوس آج بھی گرد میں ڈوبا ہوا تھا،
لمبے عرصے سے کسی نے اسے صاف تک نہ کیا تھا۔
کبھی جب لائٹ آن ہوتی،

تو فانوس اپنی گرد آلود شیشیوں سے روشنی کے بجائے سیاہی کے چھینٹے بکھیرتا تھا۔

ماریا نے چھت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:
"ہم روایتی شان و شوکت کے فانوس جیسے ہیر و زہیں بن رہے۔
ہم اُن بلبوں جیسے لوگ ہیں جو کم روشنی دیتے ہیں —
لیکن سچی روشنی دیتے ہیں۔"

و جو بھائی دھیرے سے مسکرائے:
"اصل ہیر تو وہ ہے
جو اپنی روشنی خود سے پیدا کرے،
چاہے چار لوگ ہی اسے دیکھیں —
ایک بلب، پانچ روپے والا...
مگر نیچے پڑھی چائے کی پیالی چمکا دے —
بس اتنا ہی کافی ہے!"

توصیف نے اپنی مشکل سے خریدی ہوئی لکھنے والی ڈائری میز پر رکھ کر کہا،
 ”میں نے سوچا تھا جب میرا نام ہوگا تب اچھے نوٹ بکس خریدوں گا...
 لیکن اب محسوس ہونے لگا ہے کہ اصل ہیر وہ ہے
 جو پھٹے کاغذ پر بھی جیون لکھتا ہے۔“

شلیپا نے سادہ سار بڑکا بینڈ اپنے بالوں میں باندھتے ہوئے کہا:
 ”اصل ہیر و میک اپ میں اچھا نہیں لگتا،
 بلکہ تھکے ہوئے چہرے میں سچ لگتا ہے۔
 اور ہماری فلم اُسی سچ کی روشنی سے چمکے گی۔“

اسی دوران نیبل ایک نیا بلب لے کر آیا۔
 اس نے پرانے جل کر کالے ہوئے بلب کو گھما کر نکالا،
 اور نیا بلب لگا دیا۔
 سوئچ آن کیا...
 تو آڈیٹوریم میں عجیب خوبصورت، مگر سادہ سی روشنی پھیل گئی۔

آکاش سر جھکائے ہوئے بولا:

> ”شاید ہماری فلم بھی یہی ہے —
 کوئی شاندار فانوس نہیں...“

بس ایک دیانت دار بلب،
جس سے چہروں پر جھوٹ چھپ نہیں سکتا!"

ماریا نے اس منظر کو ریکارڈ کر لیا،
اور آہستگی سے کہا:

"یہ شاٹ ہماری فلم کا ٹائٹل شاٹ بنے گا—
'ایک بلب جلتا ہے۔۔۔ ایک فلم بنتی ہے۔۔۔'"

وجو بھائی نے ہنستے ہوئے سب کے چہرے دیکھے اور بولے:

"بس یاد رکھو...
زیادہ چمک کبھی کبھی سچائی کو چھپا دیتی ہے—
اس لیے سادہ روشنی میں جینا سیکھو،
وہاں ہی اصل ہیر و ملتا ہے!"

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 39

" کیمرہ بند کرو... اور دیکھو زندگی کیمرہ بنتی ہے "

شوٹنگ اور ورکشاپ کے مسلسل دنوں کے بعد آج پہلی بار ماریا نے سب کو کہا:
"آج کوئی شاٹ نہیں..."

آج ہم کیمرہ بند رکھیں گے —
تاکہ دیکھ سکیں کہ ہماری زندگی خود کیمرہ کیسے بن گئی ہے۔"

آڈیٹوریم کی تمام لائٹس بجھادی گئیں،
وجو بھائی نے صرف ایک کونہ روشن کیا،
جہاں پرانی چائے کی کیتلی اور سگریٹ ڈبر رکھا ہوا تھا۔

توصیف نے حیرانگی میں پوچھا،
"لیکن بغیر ریکارڈ کیے کوئی فلم کیسے آگے بڑھے گی؟"

آکاش نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا:
"جب زندگی فلم ہو جائے..."

تو ہر لمحہ ریکارڈ ہوتا ہے، چاہے کیمرہ آن نہ بھی ہو۔
اصل بات ہے اسے محسوس کرنا، پکڑنا نہیں!"

کمرے میں ہر کوئی اپنے اپنے گوشے میں بیٹھ گیا۔
 نہ کوئی ڈائلاگ، نہ کوئی ہدایات۔
 بس ہر شخص اپنی سانسوں کی فلم دیکھنے لگا۔

نبیل نے چپ چاپ دیوار پر ہاتھ رکھا،
 جیسے وہ دیوار سے اپنی کہانی نکال رہا ہو۔
 جابر نے قدموں کو سمیٹا اور ایک کونے میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں۔
 بغیر ہنسنے، بغیر بولے۔
 پہلی بار خاموش کامیڈین بن کر۔

ثلثا نے سگریٹ سلگائی،
 اور دھند کے حلقے بناتے ہوئے سوچنے لگی:
 ”شاید یہی اصل فریم ہے...
 جہاں کسی کو دکھانا نہیں، صرف جینا ہے۔“

ماریا نے چائے کا کپ تھامے آہستہ سے اعلان کیا:

> ”ہمیں اس فلم کے لیے کیمرہ بند رکھ کر بھی جینا آنا چاہیے...
 کیونکہ فلم تب زندہ رہتی ہے
 جب کردار شوٹنگ کے بعد بھی اداکاری نہیں سچ میں رہیں۔“

وجو بھائی نے سر ہلاتے ہوئے کہا:
 "یہ شاٹ کبھی کسی سینما میں نہیں چلے گا...
 لیکن جس نے بھی یہ لمحہ محسوس کیا—
 وہ اس فلم کا اصل ناظر بن جائے گا۔"

آکاش نے خاموشی سے سب کی طرف دیکھا—
 پھر آہستگی سے کہا:

“ہماری فلم... اب کیمرہ بند ہونے پر بھی چل رہی ہے...
 اور شاید یہی وہ مقام ہے
 جہاں فلم سین نہیں بنتے—
 بلکہ زندگیاں جنم لیتی ہیں۔”

اور اُس لمحے سب کو احساس ہوا
 کہ کیمرہ تو صرف گواہ ہے...
 اصل فلم وہ ہے جو انسان اپنے اندر جیتا ہے۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 40

"چائے کا آخری گھونٹ اور اگلا آغاز"

رات کی شوٹنگ، خاموش درد، اور بند کیمرے کے بعد —
 آج سب اپنے ہاتھ میں چائے کا آخری گھونٹ تھامے بیٹھے تھے۔
 کمرہ؟ امکان کے کونے میں دھرے کپ اب آدھے خالی، آدھے بھرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔
 جیسے زندگی خود پوچھ رہی ہو:
 ”تم کہاں تک جی چکے؟ اور کتنا باقی ہے؟“

وجو بھائی نے سب کو اکٹھا کیا اور مسکرا کر کہا:
 ”چائے کے یہ آخری گھونٹ سمجھو فلم کے پہلے باب کا دی اینڈ ہیں۔
 اب یہاں سے نئی شروعات ہوگی۔“

توصیف نے حیرت سے پوچھا:
 ”کیا فلم ختم ہوگئی؟“

ماریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جواب دیا:
 ”نہیں... بس کہانی دوسرا رخ لینے والی ہے۔
 جہاں تکلیف پیچھے نہیں رہتی،
 بلکہ ہمت میں بدل جاتی ہے۔“

شلیپا نے سلوموشن میں اپنا کپ لبوں تک لے جاتے ہوئے کہا:

'میری چائے ٹھنڈی ہو چکی ہے...
لیکن احساس اب زیادہ گرم لگنے لگے ہیں۔
شاید اس لیے کہ اب میں ڈری نہیں ہوں!'

آکاش نے چائے کا آخری گھونٹ پیا—
لیکن وہ گھونٹ معمولی نہ تھا...
اس میں ناکامی، خاموشی، خواب، دھماکہ، امید— سب کچھ تحلیل تھا۔

اس نے آہستہ کہا:

> "یہ آخری گھونٹ نہیں—
اگلے سین کی پہلی سانس ہے۔
کیونکہ اب ہم فلم نہیں بنا رہے...
اب ہم اپنی تقدیر ایڈٹ کر رہے ہیں۔"

نبیل نے آسمان کی طرف دیکھا—
مبینی کا سورج چمک رہا تھا،
پر پہلی بار وہ ان سب کے اندر ٹوٹتے اجالوں جیسا نہیں لگا—
بلکہ کسی نئی کامیابی کا خاموش وعدہ لے کر اُگا تھا۔

وجو بھائی نے بلند آواز میں کہا:
"چائے ختم، سگریٹ بجھی—"

اب روشنی پکڑو، اور آگے بڑھو۔
کیونکہ اصل فلم اب شروع ہوتی ہے!”

اور سب ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے —
چائے کا آخری گھونٹ... دراصل ابتداء تھی اُس اگلے سفر کی
جس میں نہ سکرپٹ لکھی گئی ہے،
نہ کیمرہ تیار ہوا ہے...
لیکن اندر کی روشنی پوری طرح آن ہو چکی ہے۔

باب نمبر: 41

"مکان نہیں، مقام بدلتا ہے"

اسٹرگلرز اڈا کے وہ ٹوٹی دیواریں،
 بوسیدہ پتلیں،
 اور چائے کی مہک اب بھی وہی تھیں—
 مگر اندر بیٹھے کرداروں کی نظریں
 کہیں بہت دُور تک جانے لگی تھیں۔

آکاش نے چپ چاپ شلپا سے کہا:
 "اگر کل ہمیں یہ جگہ چھوڑنی پڑے،
 تو کیا ہماری فلم رُک جائے گی؟"

شلپا نے دھوئیں کا ہلکا سا حلقہ بناتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا:
 "مجھے لگتا ہے فلمیں جگہوں پر نہیں بنتیں،
 وہ لوگوں کے جذبے میں بنتی ہیں۔
 مکان بدلتا ہے...

لیکن مقام وہی رہتا ہے—
 جہاں کہانی سانس لیتی ہے۔"

ماریا نے اعلان کیا:

”ہمیں اب شوٹنگ اگلے حصے کے لیے دوسری جگہ منتقل کرنی ہوگی۔“

یہاں سے کہانی پھیلنی چاہیے۔

ہوٹل وشنوجی — ہمارا دل ہے،

مگر فلم کا جسم اب شہر کے اُور حصوں میں دوڑے گا۔۔۔

چلتے ہو سب؟“

نبیل نے حیران ہو کر پوچھا:

”کیا ہم سیٹ چھوڑ رہے ہیں؟“

و جو بھائی بولے:

”نہیں بیٹا، سیٹ ہم ہیں۔۔۔“

جہاں ہم جائیں گے،

وہیں اسٹرگلرز اڈا تیار ہو جائے گا۔“

سب نے ایک ایک کپڑا، اپنا بیگ، تھوڑی سی خواہشیں سمیٹیں،

اور جیسے کسی ٹرین میں سوار ہونے والے مسافر

رخصت ہونے لگے۔

جابر شیخ نے مزاحیہ انداز میں کہا:

”اچھا تو بھائی لوگ، لوکیشن شفٹ ہے...
فلم اب ریل لائف سے ریل لائف پارٹ 2 کی طرف بڑھ رہی ہے!“

سب ہنس دیے—
ہنسی میں تھوڑی نمی ضرور تھی،
لیکن آنکھوں میں ایک نیا مقام جگا تھا۔

دروازے سے نکلتے ہوئے آکاش نے آخری بار مڑ کر اسٹرگلرز آؤڈ کو دیکھا،
اور دل میں کہا:

> ”میں نے یہاں خواب بوئے تھے،
اب اُن کی فصل کاٹنے کسی نئے میدان جا رہا ہوں۔
مکان بدل رہا ہے...
مگر میری فلم کا مقام ہمیشہ یہی رہے گا۔“

اور دروازہ بند نہیں ہوا—

کہانی کا نیا باب
دھڑکنوں میں کھُل گیا۔

باب نمبر: 42

"نئی زمین، پرانے خواب"

ممبئی کے ایک اور گوشے میں،

ایک خالی پڑا گودام ...

نہ میزیں، نہ کرسیاں، نہ چائے والا کونہ —

بس ٹوٹی ہوئی اینٹیں، مٹی، گرد اور خاموشی۔

یہی تھی فلم کی نئی لوکیشن۔

ماریا نے باہر سے زنگ زدہ دروازہ کھولتے ہوئے کہا:

“یہاں سے دوسرا حصہ شروع ہوگا —

یہ گودام ہمیں دولت مند نہیں بنائے گا

لیکن یہاں ہم اپنی جڑوں کا دوسرا روپ دکھائیں گے۔”

جابر نے ارد گرد دیکھا:

“یہ جگہ تو کسی سے بھی کم فلمی نہیں ...

بس یہاں چائے نہیں ملے گی،

سگریٹ بچھانے کا اسٹینڈ بھی نہیں!“

وجو بھائی نے مسکرا کر جواب دیا:
 ”تو اس بار ہم چائے بھی یہیں بنائیں گے،
 اور سگریٹ بھی یہیں سلگائیں گے...
 فلم صرف جگہ بدل کر مزاج نہیں بدلتی۔“

آکاش نے ایک کونے کو دیکھتے ہوئے تصور کیا—
 ”یہاں اسٹرگلرز کا نیا اڈا ہوگا۔
 ہم اس دیوار پر لکھیں گے:
 ’یہاں امید گودام میں ذخیرہ ہوتی ہے‘“

شلپا نے وہی جلی ہوئی لائٹرن گالا،
 فرش پر پاؤں سے ایک دائرہ بنا کر کہا:
 ”جتنا دائرہ چاہیے...
 بس اتنی سی جگہ میں بھی فلمی کائنات بن جاتی ہے۔
 اصل چیز ہے، ہم سب کا اپنا پن!“

نبیل ہاتھ میں جھاڑو لے کر
 نیا سیٹ صاف کرنے لگا۔

دھول اڑنے لگی...

پر اُس دھول میں خواب کی چمک بھی کھل گئی۔

تو صیف نے ڈائری کھولی، اور لکھا:

> ”پرانے خواب نئی زمین میں بودیے گئے...

ہو سکتا ہے یہاں اگنے والی کہانی

دنیا کے سب سے بڑے پردے تک جا پہنچے...”

ماریا نے سب کو جمع کیا اور بولی:

”جب ہم نے پہلی بار شوٹنگ شروع کی تھی،

تب سوچا نہیں تھا کہ یہ فلم ہم کو

اپنی ہی تلاش تک لے آئے گی۔

اب نئی زمین پر ہم

نیا موڑ شوٹ کریں گے —

لیکن خواب وہی رہیں گے...

جو اسٹرگلرز اڈا میں جنم لیے تھے۔”

وہ سب ایک ساتھ مسکرائے —
ہاتھ میں کچھ بھی نہ تھا
سوائے اندر کے جذبے کے ...
اور بس یہ کافی تھا
اس نئی خاک پر
نئی فلم بنانے کے لیے۔

باب نمبر: 43

"فرش سے پردہ تک"

نیا گودام اب آہستہ آہستہ "سیٹ" بننے لگا تھا۔

توصیف اور نبیل نے مٹی صاف کر کے چھوٹا سا "چائے کا کونا" بنادیا،
 وجو بھائی نے ٹوٹی کرسیوں کو کیلیں ٹھونک کر قابل استعمال بنایا،
 اور شلپا نے دیواروں پر پرانے فلمی پوسٹروں کی فوٹو کاپی چپکائیں —
 جیسے سینما کی تاریخ کو مٹی کے اندر دوبارہ سانس لینے کے لیے جگہ ملی ہو۔

ماریا نے سب کو سامنے لا کر کہا:

“آج ہم کوئی بڑا سین نہیں شوٹ کریں گے۔

ہم صرف چلیں گے...

فرش سے پردے تک۔

اور کیمرہ اسی سفر کو پکڑے گا —

جیسے زندگی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی فلم ہو۔”

پہلا ٹیک:

نبیل ننگے پاؤں فرش پر چلتا ہے...

پاؤں مٹی میں لت پت،

پر آنکھوں میں روشنی۔

دوسرا ٹیک:

شلیپا ہولے ہولے ان پوسٹروں کو چھوتی ہے،

جن پر راج کپور، وحیدہ، گردوت، اوم پوری، اسمرن پترا...

وہ سب ہیں جو خود ایک زمانے میں فرش سے پردے تک پہنچے تھے۔

تیسرا ٹیک:

جابر ہاتھوں میں جھاڑو تھامے

اس فرش کو صاف کرتا ہے،

جیسے اسے پتا ہو کہ یہ جھاڑو کل اس کی قسمت کو کسی نئی فلم کے پردے تک لے جائے گا۔

ماریا کی آواز پشت سے گونجتی ہے:

> ”یہی ہے ہماری فلم کا اصل سین —

جب کردار چلتے ہیں،

تو سیٹ خود پردہ بن جاتا ہے۔

اور انھیں پتہ بھی نہیں چلتا

کہ اُن کا سفر... دراصل ان کی کامیابی ہے۔“

رات ہونے لگی۔

چاروں طرف گھپ اندھیرا۔

مگر اس گودام میں ایک چھوٹا سا بلب جل رہا تھا۔

اسی کی روشنی میں وجو بھائی چائے ڈال رہے تھے۔

آکاش نے چائے کا کپ لیا،

اور خاموشی سے وہ فرش دیکھا جہاں صبح سے شوٹنگ ہوتی رہی تھی۔

وہ زیرِ لب بڑبڑایا:

> ”ہم سب زمین سے اگے ہوئے خواب ہیں...“

بس فرق اتنا ہے کہ کچھ لوگ روشنی سے پہلے مرجھا جاتے ہیں،

اور کچھ... رات بھر جڑ پکڑتے رہتے ہیں —

تا کہ صبح پردے پر کھل سکیں۔“

اور سب نے بلب کے ارد گرد بیٹھ کر

ایک نئی فلمی دعا مانگی —

”اگلے کلین میں... ہم سب فرش سے پردے تک نظر آئیں۔“

باب نمبر: 44

"پردے پر پہلا نام"

صبح سویرے ایک اجنبی سا جوش گودام میں محسوس ہو رہا تھا—
 جیسے دیواریں آج کسی نئی خوشی کی گواہ بننے والی ہوں۔
 وجوہاتی ہاتھ میں ایک پرانا بلیک مار کر لیے،
 گودام کی مرکزی دیوار پر کچھ لکھ رہے تھے۔

ماریا نے قریب آ کر پڑھا:

Chance "Film By Those Who Never Got A" A>

(ایک ایسی فلم... جو اُن کے نام ہے جنہیں کبھی موقع نہیں ملا)

”آج ایک بڑا دن ہے...“

وجوہاتی نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”ہماری فلم کا پہلا ٹائٹل شاپ ریکارڈ ہوگا—

اور سب سے اہم بات...

پردے پر سب سے پہلا نام کون جائے گا؟“

سب ایک دم خاموش ہو گئے۔

نبیل، توصیف، شلپا، جابر، ماریا، آکاش—

سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے...
 گویا ہر کوئی چاہتا ہوا اور پھر بھی کسی کو آگے نابڑھتا دیکھ کر
 احساسِ حیا میں رکا ہوا ہو۔

آخر کار آکاش نے دھیرے سے کہا:
 ”پہلا نام کسی ایک کا نہیں ہونا چاہیے،
 یہ فلم ہم سب کی ہے...
 تو پہلے نام کی جگہ صرف ایک لفظ ہو:
 Struggler (جدوجہد کرنے والا)“

ماریا مسکرائی—

"بہت خوب!

ہمارا پہلا ٹائٹل ہوگا:

— Struggler presents 'ایک چائے دو سگریٹ'"

چمکدار سکرین نماسفید پردہ لٹکایا گیا۔

پروجیکٹر آن ہوا۔

اور سب کو کہا گیا کہ وہ سامنے پہلی رو میں بیٹھیں۔

شوٹ شروع ہوا...۔

سکرین پر سیاہ پس منظر کے ساتھ سفید حروف نمودار ہوئے:

PRESENTS STRUGGLER>

ایک چائے دو سگریٹ

نیچے ایک کیپشن آہستہ سا ابھرا...

Dedicated to every dream that never gave up, even when hope did.>

شلیپا کی آنکھیں بھر آئیں۔

نبیل کے ہونٹ کانپے۔

جابر کے ہاتھ خود بخود تالیاں بجانے کو اٹھے مگر پھر وہ ایک دم رُک گیا—

شاید یہ احترام میں تھی،

شاید حیرت میں۔

وجو بھائی نے سب سے کہا:

> ”یہ پہلا نام... آپ سب کی پہچان ہے۔

اگر ایک دن دنیا پوچھے کہ اس فلم کا ہیرو کون تھا،

تو اتنا بتا دینا کہ یہاں ہیرو نہیں، صرف Strugglers تھے—

اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے!“

سب نے ایک ساتھ چائے کا کپ اٹھایا—

اور پہلی بار ایسا لگا کہ

جدوجہد کا لفظ... کسی ایوارڈ سے کم نہیں!

باب نمبر: 45

"چائے کے کپ میں پہلی کامیابی کی بھاپ"

گودام کے باہر آج کچھ الگ سی ہلچل تھی۔
 پڑوس کے لوگ، کچھ مقامی بچے،
 اور دو تین اجنبی چہرے ہاتھوں میں موبائل لے کر
 دروازے کے پاس تاک جھانک کر رہے تھے—
 جیسے کسی بڑے اسٹار کی شوٹنگ چل رہی ہو۔

آکاش نے حیرت سے پوچھا،
 "یہ سب کون ہیں؟"

ماریا نے ہنستے ہوئے بتایا:
 "کسی نے انسٹاگرام پر ہمارے شوٹ کے کلیپس ڈال دیے،
 اور کیپشن دیا—

"The real film is happening here—not in studios!"

اب لوگ جاننا چاہتے ہیں... یہ اصلی فلم بن کون رہا ہے!"

وجو بھائی نے فخریہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

”یعنی ہماری فلم کی پہلی کامیابی کی بھاپ...
اب چائے کے کپ سے نکل کر گلی تک پہنچنے لگی ہے!“

شلپا نے سب کے لیے چائے بنائی—
لیکن آج چائے میں کچھ اور خوشبو تھی...
جیسے کپ کے اندر پہچان گھل گئی ہو۔

تو صیف نے پہلا گھونٹ لیتے ہوئے کہا:
”یہ چائے اب ہماری محنت کی خوشبو جیسی لگتی ہے—
یہ خوابوں کی بھاپ ہے!“

نبیل نے بیساختہ بولا،
”آپ سب نے شاید ابھی محسوس نہیں کیا،
مگر ہم آج سچ مچ کامیاب دکھنے لگے ہیں—
حالانکہ ہمارے پاس ابھی تک
نہ پوسٹر چھپا،
نہ کوئی نامی اداکار،
نہ ایوارڈ...“

آکاش نے مسکراتے ہوئے کپ کو اوپر اٹھایا:

”کامیابی اس دن شروع ہوتی ہے
جب لوگ جاننے لگیں کہ
’تم ہو کون؟‘
اور آج پہلی بار...
ممبئی نے پوچھا ہے
کہ ہم کون ہیں!“

سب نے چائے کے کپ ٹکرا کر کہا:
"Strugler" کی پہلی کامیابی کو سلام!"

ماریا نے اگلے سین کی تیاری شروع کرتے ہوئے جھک کر کہا:
”لیکن یاد رکھو...“

یہ کامیابی کی بھاپ ہے —
بھاپ ہمیشہ جلدی اُڑ جاتی ہے...
اس لیے اگلا شاٹ اور بھی سچا ہونا چاہیے،
تاکہ لوگ دیکھیں کہ ہم موج نہیں کر رہے...
ہم اب بھی سٹرگل کر رہے ہیں!“

وجو بھائی نے ہولے سے کہا:

”تو چلو...“

اگلا سین بنائیں...

جہاں کامیابی کی بھاپ میں

پاؤں زمین پر رہیں!“

باب نمبر: 46

"جب نظریں ہم پر ہوں"

کہانی کی وہ فلم جو ابھی تک صرف "اندر" چل رہی تھی،
اب باہر بھی دکھائی دینے لگی تھی۔

گودام کے دروازے پر
ایک مقامی رپورٹر اور اُس کا کیمرہ مین آکھڑے ہوئے۔
دونوں نے مائیک سنبھالا اور پوچھا:

"یہ فلم واقعی کسی اسٹوڈیو کے بغیر بن رہی ہے؟
آپ لوگ اصل میں کون ہیں؟"

آکاش کچھ کہنے ہی والا تھا
کہ وہ جو بھائی نے آہستگی سے اس کا ہاتھ دبایا:

"کامیاب وہ نہیں جو سب کو بولتا رہے،
کامیاب وہ ہے جو خاموش ہو کر سب کو بولنے دے!"

ماریا آگے بڑھی —

اس نے رپورٹر کا مائیک پکڑا اور صرف اتنا کہا:

> ”ہم وہ ہیں
جواب تک نظر نہیں آئے
مگر اب نظر میں آ گئے ہیں۔۔۔
یہ فلم انہیں لوگوں کے لیے ہے
جن کے خواب ہمیشہ پس منظر میں رکھ دیے جاتے ہیں!“

رپورٹر نے حیرت سے پوچھا:
”آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ آپ کی فلم فلاپ ہو جائے؟“

شلیپا نے سگریٹ کا ہلکا کش لیا اور مسکرا کر بولی:
”ہم نے کامیابی کا خواب نہیں دیکھا،
ہم نے فلم بنانے کا خواب دیکھا ہے۔
فلاپ تو وہ ہوتا ہے۔۔۔
جو بنایا ہی نہ جاسکے۔“

اس جواب نے سب کو چونکا دیا۔

کیمرہ آن تھا،
اور ہر ایک کے چہرے پر وہی سچ تھا
جو سالوں سے پردے کے پیچھے دبا ہوا تھا۔

رپورٹر کے جانے کے بعد
وجو بھائی نے سب کو چائے دے کر کہا:

”یا درکھو—

نظریں جب ہم پر ہوں،
تو ہمیں اداکاری نہیں کرنی،
ہمیں بس اپنے جیسے رہنا ہے—
کیونکہ دنیا آخر کار
سچائی کی چاہ میں ہے،
اور وہ سچ اب ہم ہیں۔”

ماریا نے اگلا سین لکھتے ہوئے کہا:
”کل سے ہم فلم کے آخری حصے کی شوٹنگ شروع کریں گے—
اب کہانی لڑکھڑائے گی، ٹوٹے گی،

تا کہ اختتام زیادہ حقیقی بن سکے۔”

آکاش نے کہا:

”اب ہر سین اس لیے شوٹ ہوگا

کہ دنیا صرف تالی نہ بجائے...
بلکہ سوچے بھی!”

چائے کے خالی کپ میز پر رکھے ہوئے کپکپا رہے تھے،
دھول اڑ رہی تھی،
سگریٹ بجھ رہی تھی—
مگر ایک نئی آگ سب کے اندر جل چکی تھی۔

اب وہ فلم صرف فلم نہیں رہی...
وہ ایک سوال بن چکی تھی...
جو دنیا کے ہر تماشاخی کے دل تک جانا چاہتی تھی۔

باب نمبر: 47

"فلم کے آخری سین کی تیاری"

گودام کے وسط میں اب ایک سادہ سا سفید پردہ لگایا گیا تھا—
 نہ کوئی بڑا پروجیکٹر، نہ شوخ روشنی،
 بس ایک پرانی ٹیوب لائٹ اور نیچے چند بوسیدہ کرسیاں۔

ماریا نے سب کو خاموشی سے دیکھتے ہوئے کہا:
 "ہم اب اختتام کی شوٹنگ کرنے جا رہے ہیں۔
 لیکن یاد رکھنا—
 اصل میں یہ اصل زندگی کی نئی شروعات ہوگی۔"

آکاش نے اسکرپٹ کے آخری صفحے پر مڑا ہوا کارنر سیدھا کیا:
 آخر میں لکھا تھا:

> "ہیرو یا ہیروئن کے نام پر فلم ختم نہیں ہوتی—
 فلم وہاں ختم ہوتی ہے"

جہاں کردار خود کو پہچان لیتے ہیں،
چاہے انہیں دنیا پہچانتی ہو یا نہ ہو۔”

تو صیف آہستہ سے پوچھ بیٹھا:
”کیا ہمارے کردار خود کو پہچان چکے ہیں؟“

شلیپا نے سگریٹ بجھاتے ہوئے کہا:
”ہم سب نے خود کو اندر سے بدل لیا ہے۔
اب چاہے فلم ہٹ ہو یا نہ ہو...
ہم کھوئے ہوئے نہیں رہیں گے۔
یہ اصل جیت ہے!“

گودام کے دروازے سے نیل نے اعلان کیا:
”سب لوگ تیار!
آخری سین—

سکرین پر STRUGGLER کا لفظ آہستہ آہستہ مٹے گا،
اور نیچے ابھرے گا ایک نیا لفظ:

(وہ جو جھیل کر بھی کھڑا رہا) ”

وہ جو بھائی نے تالیاں نہیں بجانیں،
بلکہ اپنی آنکھیں بند کر کے کہا:

> ”یہ وہ سین ہوگا جس میں آپ میں سے
کوئی ایک بھی اداکاری نہ کرنا...
صرف اندر کے سچ کو کیمرے کے سامنے آنے دینا—
تاکہ دنیا جان لے
کہ جو سٹر گلر کل تک تھا،
وہ آج بچا ہوا فاتح ہے۔“

ماریانے، ریکارڈ ”کامٹن دبایا۔

روشنی دھیمی ہوئی۔

سکرین پر لفظ ”STRUGGLER“ نمودار ہوا،

اور آہستہ آہستہ fade ہونا شروع ہوا۔۔۔

سب اپنی سانس روکے،
 اپنی اپنی آنکھوں میں وہ سارا سفر دوہرا رہے تھے—
 چائے کے کپ، سگریٹ کے کش، ریجیکشن، بھوک، درد۔
 اور پھر لفظ ابھرا:

SURVIVOR>

سب کی آنکھوں میں نمی تھی،
 مگر لبوں پر سکون تھا—
 جیسے آج پہلی بار زندگی نے کہہ دیا ہو
 کہ تم ہمارے نہیں، تم بچے ہو— اور یہی تمہارا وارڈ ہے!

آکاش نے آہستگی سے کہا:

"یہ فلم اگر کبھی ریلیز نہ بھی ہو...
 تو بھی یہ سین ہمیشہ ہمارے اندر چلتا رہے گا۔
 کیونکہ ہم اب... سٹرگل نہیں،
 Survivor ہیں!"

باب نمبر: 48

"جب ختم ہو کر بھی فلم باقی رہے"

آخری شاٹ مکمل ہو چکا تھا۔

کیمرہ بند ہو گیا تھا۔

گودام کے اندر اب صرف مدھم پیلی روشنی تھی

اور تھکن سے بھرا سکون —

ایسا سکون جیسے روح نے برسوں بعد لمبی سانس لی ہو۔

شلپا نے آہستہ سے پوچھا،

”کیا فلم واقعی ختم ہو گئی؟“

ماریا نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے مسکرا کر کہا:

”فلمیں کبھی ختم نہیں ہوتیں،

بس پردہ گرتا ہے —

کہانی دلوں میں چلتی رہتی ہے۔

یہ فلم اب اس اسکرین سے نکل کر ہم سب کے اندر محفوظ ہو گئی ہے۔“

نبیل نے ایک سادہ سا کاغذ سب کے سامنے رکھا۔
اوپر ہاتھ سے لکھا ہوا تھا:

”FIN.“>

(لیکن نیچے چھوٹے حروف میں لکھا تھا)
”اگر تم چاہو تو یہیں سے دوبارہ شروع ہو سکتی ہے۔“...

جابر شیخ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا:
”یعنی یہ وہ فلم ہے جس کا ‘END THE’ بھی ‘CONTINUED BETO’ ہے؟“

و جو بھائی نے مزاح کے بجائے
گہری، نرم آواز میں جواب دیا:

>“ہاں بیٹا...
کیونکہ خواب دیکھنے والے کبھی ختم نہیں ہوتے۔
وہ بس آگے بڑھتے ہیں،
ایک نئے چائے کے کپ...
اور ایک نئے سگریٹ کے ساتھ...”

آکاش دروازے کے پاس کھڑا
 باہر دھندلا سا آسمان دیکھ رہا تھا۔
 بے حد آہستہ آواز میں کہتا ہے:

”ہمارا کام سنیمابنا ناہیں تھا...
 ہمارا کام زخموں کو معنی دینا تھا۔
 وہ کام ہم نے کر لیا ہے...
 اب چاہے یہ فلم دنیا دیکھے یا نہ دیکھے،
 ہم سچ میں بچ گئے۔
 SURVIVORS بن کر۔“

سب نے مل کر آخری بار
 چائے کے کپ ٹکرائے۔
 وہ بھاپ اب بھی تھی۔
 پراس بار وہ صرف امید کی نہیں،
 فتح کی بھاپ تھی۔

چائے ختم ہوئی،
 سگریٹس بجھیں،
 اور سب باہر نکل آئے...

دور فلانی اور کے نیچے

ممبئی کا شہریوں جاگ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

مگر اندر اندر —

سب کو لگ رہا تھا جیسے تاریخ تبدیل ہو چکی ہے۔

باب نمبر: 49

"ریلیز کی خبر"

چند دن گزر چکے تھے۔
 فلم تو مکمل ہو گئی تھی، مگر کسی نے ریلیز کے بارے میں نہ سوچا تھا۔
 سب کو لگتا تھا کہ جیسے کہانی بس اپنے ہونے کے لیے بنی ہے،
 نہ کہ دنیا کو دکھانے کے لیے۔

لیکن ایک صبح اچانک ...
 ماریا کے فون پر ایک ای میل آئی:

“We watched your footage online. We want to premiere your film at ‘
 ’. Kindly confirm.’ International Underground Human Stories Film Festival‘the

(ہم نے آپ کی فلم کے کلیپس دیکھے۔ ہم اسے اپنے فلم فیسٹیول میں پری میئر کرنا چاہتے ہیں۔ براہ مہربانی تصدیق کریں۔)

ماریا کچھ لمحے تک اپنی اسکرین کو گھورتی رہی ...
 پھر ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی:

“آکاش! وجوہائی!! فوراً سب کو بلاو...؟ ہماری فلم کو فلم فیسٹیول سے کال آئی ہے!!”

گودام میں پوری ٹیم جیسے بے یقینی میں جاگی۔

نبیل نے پوچھا:

”فیسٹیول؟ مطلب باہر لوگ دیکھیں گے؟“

توصیف نے کپکپاتی آواز میں کہا:

”تو ہم ریلیز ہونے والے ہیں؟“

ثلپا نے سگریٹ بجھاتے ہوئے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں:

”وہ فلم جو ہم نے کسی ریڈکارپٹ کے خواب کے بغیر بنائی تھی...“

وہ اب واقعی پردے پر آنے والی ہے؟“

وہ جو بھائی خاموش رہے۔

وہ آہستگی سے ایک بیچ پر بیٹھے،

لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ...

اور آنکھوں میں نمی لیے بولے:

> ”یہ وہ دن ہے

جس کی تم سب نے کبھی خواہش نہیں کی...

لیکن حق دار ضرور تھے۔

یاد رکھو...

کامیاب وہ نہیں ہوتا جو ریلیز کے لیے بنائے —

کامیاب وہ ہوتا ہے

جس کی سچائی خود ریلیز ہو جائے!“

آکاش نے سب کو چائے کے کپ تھماتے ہوئے اعلان کیا:

>“یہ بھاپ اب صرف ہماری نہیں رہی —

یہ دنیا کی آنکھوں تک جانے والی ہے۔

اب ہم صرف Survivor نہیں —

ہم Cinema کی آواز ہیں۔

تیار رہو... کیونکہ اگلے سین اسکرین پر نہیں —

زندگی پر ہوگا!“

سب کپ ٹکرا کر خوشی اور خوف کے عجیب ملاپ میں ہنس پڑے۔

گودام کی دیواروں نے شاید پہلی بار“تالیاں“ محسوس کیں۔

باب نمبر: 50

"ٹکسڈ ونہیں، سچ پہن کر پریمیئر میں جانے والے"

فیسٹیول کی دعوت آنے کے بعد سارا گودام جیسے زندہ ہو گیا تھا۔
چائے کا کونا، جواب تک خاموش انقلاب کی نرسری تھا—
آج ہلچل سے بھر گیا۔

نبیل نے سب کو ٹوپیوں، بوٹوں اور کوٹوں کی تصویریں دکھا دکھا کر کہا:
"سب ریڈ کارپٹ پہ جاتے ہیں تو سوئڈ بوٹڈ ہوتے ہیں۔
ہمیں بھی کچھ خاص پہننا چاہیے نا؟"

آکاش مسکرایا:
"ہمیں ٹکسڈ ونہیں چاہیے نبیل۔
ہم وہاں اپنا سچ پہن کر جائیں گے۔
یہی ہمارا انداز، یہی ہمارا بیان ہوگا۔"

وجو بھائی نے چھوٹا سا کپڑا لاکر سب کو دیا:

ہر کپڑے پر ہاتھ سے ایک لفظ لکھا ہوا تھا۔

Hope, Survival, Truth, Dream, Struggle.

(امید، بقا، سچ، خواب، جدوجہد)

”یہ بیچ اپنے کپڑوں پر سین لیں۔

یہی ہمارا ڈریس کوڈ ہوگا۔

دنیا کو بتائیں ہم فیشن نہیں...

فلسفہ پہن کر آ رہے ہیں۔“

پری میئر سے ایک رات پہلے

سب اپنے اپنے کپڑے خود دھو رہے تھے،

جوتے پرانے تھے مگر سب نے انہیں چکانے کی کوشش کی۔

شلیپا نے اپنے جینز پر ”TRUTH“ کا بیج لگایا،

اور سگریٹ بجھا کر آسنے میں دیکھتے ہوئے کہا:

”پہلی بار لگ رہا ہے میں کسی فلم کی ہیروئن ہوں۔

لیکن میک اپ کی نہیں،

اصل درد کی!“

تو صیف نے ”HOPE“ کا بیج لگایا،

اور روتے روتے مسکرایا،

”میری ماں جب دیکھے گی تو کہے گی

بیٹا آخر کار کوئی کام کر ڈالا...!”

نبیل نے ”DREAM“ لگایا،

جابر نے ”SURVIVAL“،

اور آکاش نے اپنا بیچ سینہ کے بائیں حصے پر سیا، جس پر لکھا تھا:

-STRUGGLE

پھر وہ آہستگی سے بولا:

> ”یہ لفظ کبھی میرا طعنہ تھا...

آج اسی لفظ کے دم پر میں فیسٹیول جا رہا ہوں!“

پریمیئر کے لیے وین آکر رکی—

ٹوٹا ہوا گودام اب پیچھے رہ گیا،

مگر سب کے دلوں میں وہی جگہ زندہ تھی۔

وجو بھائی نے روانگی سے پہلے چائے کا آخری کپ سب کو تھمایا۔

”چلو... دنیا کی بڑی اسکرین تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

یاد رکھنا—

ٹی وی چینلز تمہارے کپڑے نہیں، تمہارے چہرے کا سچ تلاش کریں گے۔”

سب نے ایک ساتھ دروازہ پار کیا۔

نہ ٹکسڈو تھا، نہ شامیہ دارگاڑیاں —

بس کچھ سچ، کچھ ہیجڑ،

اور اندر جلتا ہوا وہی پرانا خواب ...

... ایک چائے، دو سگریٹ ... اور پوری دنیا کے سامنے اپنا آپ۔

باب نمبر: 51

"ریڈ کارپٹ پر ننگے پاؤں والے"

فلم فیسٹیول کی عمارت دور سے ہی چمکتی ہوئی لگ رہی تھی —
ریڈ کارپٹ، بڑی بڑی لائٹس، قہقہوں کی گونج،
اور سچے ہوئے کپڑوں میں ملبوس فلمی دنیا کے لوگ۔

اسی منظر پر، ایک پرانی وین آہستہ سے آ کر رکی۔
دروازہ کھلا...

اور اتری وہ ٹیم جس نے چائے کے کپوں اور ٹوٹی ہوئی کرسیوں کے درمیان کہانی رچی تھی۔

نبیل، جابر، توصیف، شلیپا، ماریا، آکاش اور وجو بھائی —
سب کے سینوں پر وہی ہاتھ سے لکھے بیجز چمک رہے تھے۔
ان کے لباس سادہ، چہرے تھکے ہوئے،
مگر آنکھوں میں ایک ایسا غرور
جو کسی بڑے اسٹار کے پاس بھی نہیں تھا۔

جیسے ہی وہ ریڈ کارپٹ پر قدم رکھنے لگے،
کسی فوٹو گرافر نے حیرت سے کہا:

”یہ کون لوگ ہیں؟“

ماریا نے دھیرے سے جواب دیا:
 ”وہ... جو ہمیشہ فریم سے باہر رہے۔
 آج پہلی بار فریم ان کے لیے بنا ہے!“

آکاش نے کارپٹ کے سرخ کپڑے کو دیکھا
 اور اچانک اپنے جوتے اتار دیے۔
 سب چونک گئے۔

وہ مسکرا کر بولا:

> ”میں یہ قدم ننگے پاؤں رکھنا چاہتا ہوں،
 تاکہ زمین یاد رہے۔
 کہ میں کہاں سے چلا تھا۔“

باقی سب نے بھی بنا کچھ کہے جوتے اتار دیے۔
 اور وہ ریڈ کارپٹ پر ننگے پاؤں چلنے لگے،
 جیسے زمین کو چومتے ہوئے
 اپنی جدوجہد کو سلام کر رہے ہوں۔

فوٹو گرافروں نے حیرت سے
 بیک ٹو بیک کلکس کرنے شروع کر دیے —
 یہ منظر ان کے لیے نیا تھا
 اور جذباتی بھی۔

ہال کے اندر بیٹھے ہوئے
 بڑے بڑے ڈائریکٹر، اداکار، نقاد
 جب اس فلم کا نام سنتے ہیں:

“STRUGGLER — presents ایک چائے دو سگریٹ”

تو ہلچل مچ جاتی ہے۔
 ہر کوئی منتظر ہے کہ
 کیا یہ فلم واقعی اتنی سچی ہے
 جتنی اس ٹیم کی شکلیں دکھتی ہیں۔

وجو بھائی نے نرم آواز میں سب کو دیکھا اور کہا:

> “آج اگر تالی بجی
 تو یہ تالی صرف فلم کے لیے نہیں ہوگی...
 یہ تالی ہم سب کے زندہ رہنے کی طاقت کے لیے ہوگی۔
 تیار ہو جاؤ...”

دنیا تمہیں دیکھنے جا رہی ہے!”

سینما ہال کی لائٹیں بند ہوئیں،

پردہ روشن ہوا...۔

اور چائے کی بھاپ کے ساتھ پہلا شاٹ شروع ہوا—

وہ شاٹ جو کبھی گودام کی دھول میں ریکارڈ ہوا تھا۔

نبیل نے آہستہ سے سرگوشی کی:

“اب چاہے دنیا کچھ بھی کہے،

ہم جیت گئے ہیں بھائی...”

آکاش نے مسکرا کر جواب دیا:

“کیونکہ آج ہم ریڈ کارپٹ پر ننگے پاؤں ہیں،

لیکن دل... پورے غرور کے ساتھ پہنا ہوا ہے۔”

باب نمبر: 52

"جب تالیاں پڑیں، مگر آنسو چھلک گئے"

پردہ اونچا تھا، روشنی مدھم،
اور ہال میں خاموشی ایسی جیسے سب نے سانس روک رکھی ہو۔

اسکرین پر فلم چل رہی تھی—
وہی سادہ شاٹس، گہرے چہرے،
اور دھوئیں میں لیٹے سچ...
جو کبھی گودام، کبھی اسٹرگلرز اڈا،
اور کبھی سینوں کے اندر شوٹ ہوئے تھے۔

کچھ دیر بعد جب اسکرین پر لفظ "SURVIVOR" ابھرا،
تو اچانک ساری لائٹس روشن ہو گئیں۔

ہال میں تالیوں کی ایسی گونج اُٹھی
جیسے بجلی کڑکی ہو—
لمبی، سچی، رُکی ہوئی سانسوں کو آزاد کرتی ہوئی تالیاں۔

نبیل نے پہلی بار اتنی زور سے تالیاں سنی تھیں۔

اس کے ہاتھ خود بخود کانپنے لگے،
اور آنکھوں سے بے آواز آنسو بہ نکلے۔

توصیف نے اپنی ڈائری سے آنسو پونچھے:
”میری ماں نے کبھی نہیں سوچا ہوگا کہ
اُس کا بیٹا کسی فلم کے پردے پر...
آنکھوں کے راستے بچوں کی آنکھوں میں اتر جائے گا۔“

شلیپا جو ہمیشہ سگریٹ کے پیچھے چھپی رہتی تھی،
آج اسٹیج کے وقفے پر پیچھے جانے لگی تو
ماریا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا:
”آج تم پیچھے نہیں جاؤ گی—
آج تم سامنے آؤ گی... تالیاں تمہاری بھی ہیں!“

آکاش نے ہال میں بیٹھے لوگوں کی آنکھوں میں دیکھا—
کچھ کی آنکھیں نم تھیں،
کچھ کے چہرے حیران،
اور کچھ کے اندر شاید پہلی بار فن کی حرارت جاگی تھی۔

وجو بھائی نم آواز میں بولے:

> ”ہم سوچتے تھے لوگ صرف اسٹارز کو تالیاں دیتے ہیں...
آج ثابت ہوا
کہ جب سچ پردے پر آ جائے

تو تماشاخی اپنے اندر کے انسان کو سلام کرتا ہے!”

تالیاں چلتی رہیں،
بلکہ یوں لگا جیسے تالیوں میں سب کے سالوں کی تھکن،
جدوجہد، درد، محبت، سب دھل گئے ہوں۔

چائے، سگریٹ، اور بھاپ کے پیچھے چلنے والی
گمنام زندگیوں کی یہ فلم
اب صرف ایک کہانی نہیں تھی—
یہ لوگوں کے دلوں میں لگنے والی پہلی چنگاری بن گئی تھی۔

تالیوں کی گونج میں
تم سب زندہ ہو گئے تھے...
اور تمہارے آنسو...
تمہاری سب سے بڑی جیت تھے۔

باب نمبر: 53

"فلم ختم... لیکن کہانی شروع"

فیسیول کا ہال اب تقریباً خالی ہو چکا تھا۔
روشنیوں کی تمازت کچھ دھیمی پڑ گئی تھی،
تالیاں تھم چکی تھیں،

اور ریڈ کارپٹ کے کنارے صفائی والے لٹو اور کاغذ کے ٹکڑے سمیٹ رہے تھے۔

مگر فلم بنانے والی وہ چھوٹی سی ٹیم ایک کونے میں اب بھی بیٹھی تھی۔
ان کی آنکھوں میں حیرت باقی تھی،
اور دل ابھی تک اس سچ کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے —
کہ وہ لوگ جنہیں کبھی سنا نہیں گیا تھا،
آج ہر زبان پر ذکر بن گئے ہیں۔

نبیل چپ چاپ بول پڑا:

”کیا اب ہم واپس گودام والے لوگ ہو جائیں گے؟“

یا ہماری زندگی بھی بدل جائے گی؟”

ماریا نے آہستگی سے کہا:

”زندگی نہیں بدلتی،

نظر بدلتی ہے۔

آج دنیا نے ہمیں دیکھ لیا ہے —

اب وہ نظروں سے ہمیں مٹا نہیں سکتی!“

آکاش نے ہال کی خالی کرسیوں کو دیکھتے ہوئے کہا:

> ”ہم نے فلم بنائی تھی

یہ سوچ کر کہ شاید کبھی ریلیز بھی نہ ہو...

مگر اب ریلیز کے بعد احساس ہو رہا ہے،

کہ اصل امتحان تو اب شروع ہوا ہے!

کیونکہ فلم ختم ہونے کے بعد

کہانی لوگوں کے دلوں میں چلتی رہتی ہے...

اور ہم اس کہانی کے اب مالک نہیں رہے،

یہ لوگوں کی ملکیت بن چکی ہے۔“

شپا نے ایک نظر اپنی سینے پر لگے بیچ "TRUTH" پر ڈالی،
پھر دھیرے سے بولی:

،، ہمیں اب اپنی اگلی فلم کے بارے میں سوچنا ہوگا...
سچ کی اگلی پرت کو کیسے دکھائیں گے؟
کیونکہ اگر ہم نے خود کو دہرانا شروع کیا
تو ہم وہی بن جائیں گے جن کے خلاف چل تھے... ”

و جو بھائی نے ان سب کو چائے کے آخری کپ پیش کرتے ہوئے کہا:

> ”یہ فلم ایک اختتام ہے—
لیکن اگر تم میں ہمت ہے
تو یہ ایک شروعات بھی ہے...
آگے کی کہانی اب تم پر ہے—
کہ تم واپس گمنامی میں جانا چاہتے ہو،
یا اپنے سچ سے سنیما کو بدلتے رہنا چاہتے ہو۔“

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا—
آنکھوں میں سوال تھا،
لیکن جواب بھی وہیں کہیں موجود تھا۔

باہر، فیسٹیول کی عمارت کے ماتھے پر بڑے حروف میں روشن تھا:

”YEARTHEOFFILMSREALISTTHEOFONE“

(changing.-Classified as life)

توصیف نے آکاش سے آہستہ کہا:
”تو پھر آکاش... اگلی لائن کیا ہوگی؟“

آکاش نے دھیرے سے مسکرا کر کہا:

”اگلی لائن... ابھی ہم سب مل کر لکھیں گے—
ایک نئے کپ چائے اور دو نئی سگریٹوں کے درمیان!“

باب نمبر: 54

"جب شہرت بھی ایک امتحان بن جائے"

فیسٹیول کے بعد اگلے ہی ہفتے،
اخبارات میں موٹے موٹے عنوان شائع ہوئے:

"ایک چائے دو سگریٹ — نئی قسم کا سچا نہ سینما!"

"گمنام لوگوں نے بنا ڈالی سال کی سب سے خالص فلم"

"STRUGGLER" کی ٹیم، اگلی فلم کی تیاری میں

وہ لوگ جو کبھی آڈیشن ہالوں کے باہر کھڑے سائن بورڈ پڑھا کرتے تھے،
اب خود خبروں کے سائن بن چکے تھے۔

چائے کے کونے میں بیٹھے آکاش کے فون پر پہلے چھوٹے پروڈیوسرس کے میسج آنے لگے، پھر بڑی کمپنیوں کے:

”> ہم اگلی فلم کو خریدنا چاہتے ہیں“
 ”آپ کو ہیر وئن بدلی ہوگی“
 ”سٹار کاسٹ کے ساتھ کام کریں تو بجٹ دیں گے“
 ”تھوڑا کم رشل سوچیں...“

شلیپا نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا:
 ”اب سب لوگ ہمیں بدلنے کے لیے تیار ہیں...
 ہمیں یہ طے کرنا ہے
 کہ ہم بدلیں گے
 یا انہی جو توں میں اس راستے پر چلیں گے!“

و جو بھائی نے چائے ہلاتے ہلاتے جواب دیا:

”> مشکل وہ نہیں جب کوئی تمہیں قبول نہ کرے—
 اصل مشکل تب آتی ہے
 جب دنیا تمہیں قبول کر لے...
 اور تم سے اپنا سچ خریدنا چاہے۔“

ماریا نے سب کو اکٹھا کیا:

”اب یہ ہماری کہانی کا نیا ٹیسٹ ہے۔

کیا ہم 'STRUGGLER' سے 'SUPERSTAR' بننے کے جال میں پھنس جائیں؟

یا ہم وہی رہیں جو ہم نے دنیا کو دکھایا—

”!in the heartwith TRUTHSURVIVORS

تو صیف نے دبے لفظوں میں پوچھا:

”تو کیا ہم اگلی فلم بھی

اسی راستے پر بنائیں گے؟”

آکاش نے بجھتی ہوئی سگریٹ پر آخری کش لیتے ہوئے آہستہ کہا:

> ”اگر ہماری اگلی فلم

پھر سے چائے کے کپ اور دھوئیں کے پیچ بنی—

تو ہم جیت جائیں گے...

ورنہ ہم بھی جان لیں کہ

ہم 'STRUGGLER' نہیں رہے...

ہم بھی وہی بن گئے

جن کے خلاف پہلی فلم بنی تھی۔”

سب ایک دوسرے کو دیکھتے رہے —
 ہونٹ خاموش، مگر آنکھیں فیصلہ کر رہی تھیں۔
 یہ مشہور ہونے کے بعد کا پہلا بحران تھا...
 سب کو ایک ساتھ، ایک بار پھر،
 وہی فیصلہ کرنا تھا:

"ہمیں پھر وہی کہانی جینی ہے — جو آسان نہیں، لیکن سچی ہو!"

و جو بھائی نے آہستہ سے کہا:

“تو کیا کہوں؟

‘ایک چائے دو سگریٹ — پارٹ ٹو شروع کریں؟’

سب نے ایک ساتھ مسکرا کر سر ہلایا۔

ہاں — نئی فلم، وہی ایمان۔

اور کہانی نے آگے بڑھنے کے لیے انگڑائی لی...

باب نمبر: 55

"پھر سے پہلی سیڑھی پر قدم"

فیسٹیول کی چکاچوند، اخباروں کے انٹرویوز اور سوشل میڈیا کی تعریفیں تھمنے لگیں... اور ایک صبح، آکاش نے سب کو دوبارہ اسی پرانے گودام میں جمع کیا، جہاں پہلی فلم کی، روح ”بنی تھی۔

”ہمیں واپس وہیں سے شروع کرنا ہوگا جہاں سے سب کچھ اُگا تھا،“ آکاش نے دیوار پر لٹکے دھول بھرے بیجوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”کیونکہ اگر ہم اوپر سے شروع کریں گے، تو شاید ہم نیچے والے سچ کو کھودیں گے۔“

نبیل نے حیران ہو کر پوچھا:
 ”لیکن بھائی... اب تو لوگ ہمارے لیے اسٹوڈیو کھولنے کو تیار ہیں!
 ہم پھر گودام کی مٹی میں کیوں آئیں؟“

شلیپا نے سگریٹ جلائی،

اور آہستگی سے بولی:

”کیونکہ اسٹوڈیو میں سچ نہیں ہوتا، وہاں ہدایتیں ہوتی ہیں۔۔۔ یہاں گودام میں آنکھیں روتی ہیں، ہنستی ہیں، اور ہم اداکاری نہیں، جینا سیکھتے ہیں۔“

وجو بھائی اپنے مخصوص چائے کے کپ کے ساتھ مسکرائے:

> ”اصل اسٹوڈیو تو وہی ہوتا ہے جہاں خواب ’ری ٹیک‘ نہیں مانگتے — بس ایک ہی بار سچ بول کر امر ہو جاتے ہیں!“

ماریا نے ایک خالی دیوار پر پہلا پوسٹر ٹانکا، جس پر لکھا تھا:

New Survival"Sequel, But ANot A"Film Two —>

اور آکاش نے اس کے نیچے ہاتھ سے لکھا:

>“ صرف وہ لوگ ہمارے ساتھ رہیں
 جو دوبارہ پہلی سیڑھی چڑھنے کے لیے تیار ہوں —
 کیونکہ اصل کامیابی یہ ہے
 کہ تم بلندی سے لوٹ آؤ،
 اور دوبارہ نیچے سے اوپر کی طرف چلنے کا حوصلہ رکھو!“

سب نے ایک ایک قدم آگے بڑھایا
 اور ہاتھ اٹھا کر اس پوسٹر کو چھوا —
 گویا ایک نیا سفر
 انہی تھکے ہاتھوں سے شروع ہونے جا رہا ہو۔

ایک بار پھر...
 چائے کا کپ،
 دھواں،
 اندھیرے گودام،
 اور سچ بولتی آنکھیں —
 فلم کی بنیاد رکھ رہی تھیں۔

“ہم واپس فرش پر اتر آئے ہیں...“

آکاش نے مسکرا کر کہا،

”کیونکہ جو دوبارہ پہلی سیڑھی پر قدم رکھ سکے ...

وہ ہی اصل فنکار ہوتا ہے!“

باب نمبر: 56

"نئی فلم... پہلا رجیکشن"

گودام دوبارہ ورکشاپ میں بدل چکا تھا۔
فرش پردائرہ، دیوار پر پوسٹر،
اور چائے کا اسٹوپ وہیں پر رکھا گیا،
جہاں پہلی فلم کی شوٹنگ شروع ہوئی تھی۔

ماریانے نوٹ بک کھول کر لکھا:
"فلم نمبر دو — پہلا آڈیشن"

نبیل، توصیف، شلپا، جابر سمیت پرانے لوگ تیار تھے۔
مگر اس بار ماریانے اعلان کیا:

> "ہمیں نئے چہرے بھی چاہئیں — تاکہ یہ فلم صرف ہمارا سفر نہ بنے، بلکہ اوروں کی بھی آواز بنے۔"

اگلے دن بیس سے زیادہ نئے لڑکے لڑکیاں آڈیشن دینے آ گئے۔
کچھ چمکتی آنکھیں، کچھ تھکے چہرے،

کچھ خود اعتمادی سے بھر پور...
کچھ شدید ڈرے ہوئے۔

پہلی لڑکی جیسے ہی اندر آئی،
اس نے بند مٹھیوں میں خواب سمیٹ رکھے تھے۔
اس نے اپنا ڈائیلاگ بولا—
مدہوش اور مصنوعی انداز میں۔

ماریا نے نرمی سے کہا:
"پرفیکٹ، لیکن... نہیں—
کیونکہ یہ تم نہیں تھیں، یہ اداکاری تھی۔
ہمیں اصل چہرہ چاہیے، پردہ نہیں۔"

لڑکی کی آنکھوں میں نمی آگئی—
پہلاز بجیکیشن اسے مل گیا تھا۔

پانچویں لڑکا آیا،
وہ جھجکا،
بولتے ہوئے اٹکا،

لجھ لڑکھڑایا—

لیکن اس کی آنکھوں میں سچ تھا۔

ماریا نے مسکرا کر فوراً کہا:

>“تم ابھی پوری طرح ready نہیں ہو...“

مگر تمہارا سچ ہمیں دکھائی دیا۔

تم select نہیں،

—reserve ہو

کیونکہ اس فلم کی ضرورت سچائی ہے، perfection نہیں!“

آکاش نے شلیپا سے کہا:

“ہم پہلی فلم کی کامیابی کے بعد بھی

پھر سے رتجیکشن بانٹ رہے ہیں...“

کیا عجیب بات نہیں لگتی؟“

شلیپا ہنس دی:

“اصل میں... رتجیکشن ہی وہ پہلا پتھر ہے

جس پر فزکار پتھر کی طرح رگڑ کھا کر چمکتا ہے۔

اگر ہم رتجیکشن نہ دیں،

تواصل فنکار بھی جنم ہی نہیں لے گا!“

جیسے جیسے دن ڈھلتا گیا،
فہرست بنتی گئی:

منتخب؟ 3 چہرے

ریزرو؟ 4 چہرے

ریجیکٹ؟ 15 چہرے

و جو بھائی نے نتائج دیکھتے ہوئے کہا:

>“ فلم نمبر دو کی پہلی کامیابی یہ ہے

کہ ہم نے یہ ثابت کر دیا—

کہ سچائی کے سفر میں

ریجیکشن دوبارہ آسکتے ہیں...

مگر ہم کبھی خوف زدہ نہیں ہوں گے۔“

سب نے خاموشی سے سر جھکایا،

پہلا دن ختم ہوا—

اور گودام کی دیوار پر نئی چاک سے صرف یہ لفظ لکھا گیا:

AGAIN..."BEGIN

باب نمبر: 57

"دوسری فلم... پہلا اعتراض"

نئے چہروں کے آڈیشن ابھی جاری تھے۔
فلم نمبر دو کا چہرہ خاموشی سے شہر میں پھیلنے لگا تھا۔

ایک دن اچانک،
گودام کے باہر دو اُجلے کپڑوں اور دھوپ والے چشمے پہنے
شخص آکر رک گئے۔

ساتھ میں ایک دبلا پتلا اسٹنٹ—
ہاتھ میں فائلیں اور چھوٹا سا کیمرہ۔

وہ اندر آئے،
ماریا، آکاش، وجو بھائی اور پوری ٹیم کو سر د نظروں سے دیکھا۔

”معذرت،“

وہ اونچی آواز میں بولے،

”ہم Film Licensing Board سے آئے ہیں۔

ہمیں شکایات موصول ہوئی ہیں کہ

آپ لوگوں نے بغیر کسی سرکاری اجازت کے

سچائی پر مبنی فلمیں، شوٹ کرنا شروع کی ہیں...
اور اس سے 'سینما انڈسٹری کی شبیہ' کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔"

سکوت چھا گیا۔

شلیپا نے آنکھیں تنگ کرتے ہوئے سرگوشی کی:
"اب اعتراض سچ پر ہونے لگا ہے...؟"

آکاش نے پرسکون لہجے میں جواب دیا:
"ہمیں اگر سچائی کیلئے پرمیشن لینا پڑی،
تو شاید ہم وہی فلم نہ بنا سکیں
جو ہم بنانا چاہتے ہیں۔"

اسٹنٹ نے سختی سے کہا:
"آپ کو شوٹنگ فوراً روکنی ہوگی،
ورنہ نوٹس دیا جائے گا۔"

نبیل نے پیچھے سے ہمت کر کے پوچھا:
"لیکن سر...

ہم تو بس زندگی بھی شوٹ کر رہے ہیں—
کیا اس کے لیے بھی لائسنس چاہیے؟"

سرکاری افسر کی بھنویں تن گئیں،
وہ سکرپٹ کے صفحات کو بے رخی سے دیکھتے ہوئے بولا:

”یہ سب ... زیادہ آرٹسٹک باتیں ہیں۔

اصلی فلمیں ایسی نہیں بنتیں۔

اگر بنانی ہیں تو اسٹار کاسٹ، سرمایہ، میک اپ، سینما ہال، پروڈیوسر —

سب لائیے ... تب بنے گی فلم!“

وجو بھائی نے خاموشی توڑی:

> ”اگر فلم وہی بنتی جسے وہ لوگ فلم کہتے ہیں،

تو ہماری پہلی فلم کبھی بنتی ہی نہیں۔

ہم ریگولیشن سے نہیں —

احساس سے فلم بناتے ہیں!“

افسروں نے رُعب سے فائلیں بند کیں اور کہا:

”ٹھیک ہے ...

ہم ایک ہفتے بعد دوبارہ آکر دیکھیں گے۔

تب تک اگر اجازت نامے جمع نہ ہوئے،

تو شوٹنگ بند کروادی جائے گی۔“

وہ چل پڑے۔

دروازہ بند ہوا۔

اور گودام کی فضا میں ایک نیا خطرہ،

اور ساتھ ہی ...

ایک نیا عزم بھی گھل گیا۔

تو صیف نے آہستہ کہا:

”دوسری فلم شاید

ہماری پہلی فلم سے زیادہ لڑائی مانگ رہی ہے...“

آکاش نے دیوار پر نیا لفظ لکھا:

”ON—MODEREBEL“>

سب نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا۔

خوف نہیں تھا...

صرف ایک ہی جذبہ تھا:

”سچ کیلئے اگر لڑنا پڑے...“

تو ہم پھر سے شروع کرنے کو تیار ہیں!“

باب نمبر: 58

"نوٹس آنے سے پہلے کا سین"

لائسنس بورڈ کی وارننگ کے بعد،
 گودام کے اندر ایک انجانی سی گھٹن اُتر آئی تھی۔
 لیکن خوف کا یہ عالم نہیں تھا کہ سب ہتھیار ڈال دیں—
 بلکہ اس گھٹن نے اُن کے اندر
 ایک نئی سرکشی کو جنم دیا۔

ماریا نے سبھوں کو دائرے میں بٹھا کر کہا:
 "ہمارے پاس ایک ہفتہ ہے۔
 یا تو ہم اجازت ناموں کے پیچھے بھاگیں...
 یا اپنی رفتار اور سچائی برقرار رکھ کر
 فلم کو اُس دھڑکن سے بنائیں، جس کیلئے پہلا حصہ بنا تھا۔"

نبیل نے پوچھا،
 "اگر نوٹس آ گیا... اور شوٹنگ بند کرادی گئی تو؟"

وجو بھائی نے آہستگی سے چائے کا گھونٹ لیا،
مسکرائے اور جواب دیا:

>“نوٹس اگر آئے گا بھی،
تو وہ صرف پاس کی دیوار پہ چسپاں ہوگا—
ہمارے دلوں پہ نہیں!
اور جب تک دل 'شوٹ' کر رہا ہے،
فلم کبھی بھی رُک نہیں سکتی!”

اسی شام،
آکاش نے سب کو اپنے اپنے موبائل نکالنے کو کہا۔
“اگر ہم پر مشن نہیں لے سکتے...
تو ہم پھر زیر زمین (underground) طریقے سے شوٹنگ جاری رکھیں گے۔
ہر کوئی روز اپنی زندگی کے اصلی سین
خود اپنے موبائل پر shoot کرے!”

شلپا نے ہنستے ہوئے کہا،
“یعنی ہم اب چھاپا فلم میکرز بن رہے ہیں؟”

ماریا نے سر ہلا کر تائید کی:

”ہاں—

کیونکہ زندگی خود بھی کبھی کسی سے اجازت لے کر نہیں چلتی۔

ہم بھی اس فلم کو زندگی کی طرح ہی بنائیں گے—

خفیہ، سچی اور بے قابو!“

رات میں سب نے اپنے موبائلز میں

پہلا ”پرسنل سین“ shoot کیا:

نبیل نے اپنی ماں کو ویڈیو کال کرتے ہوئے shoot کیا،

چہرے پر کہتے ہوئے ہچکچاہٹ: ”امی، میں ابھی بھی ایک اور فلم کر رہا ہوں... دعا کرنا“

شلیپا نے آئینے کے سامنے اپنے چہرے پر میک اپ اتارتے ہوئے shoot کیا،

اور سرگوشی کی: ”یہی اصل میں ہوں... بغیر permission کے!“

توصیف نے اپنی خالی ڈائری کو shoot کیا،

اور لکھا: ”اگر یہ فلم رُک گئی، تب بھی میں لفظ نہیں روکوں گا۔“

جابر نے ایک ٹوٹی کرسی پر بیٹھ کر خود کو shoot کیا،

کہتے ہوئے: ”ہم کسی کے کہنے پر رُکنے کیلئے نہیں بنے!“

اگلی صبح،

وہ سب موبائل screen لے کر گودام میں جمع ہوئے۔

اندر اندر ایک عجیب سی مسکراہٹ تھی...

ایک خفیہ جنگ شروع ہو چکی تھی۔

آکاش نے سب کی ویڈیوز کمپیوٹر میں جوڑ کر لکھا:

:NAMECODE>

”Scene Before The NoticeSecret Film —“

اور پھر سب نے چائے کے کپ اٹھا کر کہا:

”نوٹس آنے سے پہلے...

زندگی کا سب سے سچا سین اسی ہفتے shoot ہوگا!“

باب نمبر: 59

"نوٹس، اور ایک نئے کردار کی انٹری"

گودام کے باہر سفید کاغذ پر سرخ مہر لگا ہوا نوٹس آخر کار چسپاں کر دیا گیا:

>"بغیر سرکاری اجازت فلم بنانے پر شوٹنگ بند کی جائے۔"

Film Licensing Board

اندر موجود سب نے دروازے کی طرف دیکھا—
کسی نے کچھ نہیں کہا،
لیکن سب کے چہروں سے ایک ہی بات صاف پڑھا جاسکتی تھی:
”جنگ شروع!“

اسی شام،

چائے کا کپ ہاتھ میں لیے آکاش گودام کے دروازے کے پاس کھڑا تھا
کہ اچانک ایک دبلی پتلی لڑکی اندر داخل ہوئی—
گہرے نیلے کپڑے، کندھے پر بڑا سا بیگ،
اور ہاتھ میں مائیک، کانوں میں ہیڈفون۔

وہ تیز چال چلتی سیدھا آکاش تک آئی،
اور کارڈ نکال کر سامنے کر دیا:

“میرا نام ہے روزینہ میرزا۔

Investigative Journalist ہوں، POSTTRUTH کے لیے۔
آپ لوگوں کی فلم کے بارے میں، نوٹس اور پابندی کی خبریں گردش میں ہیں...
جاننا چاہتی ہوں کہ اصل کہانی کیا ہے؟”

شفاف نظریں، بے خوف لہجہ—
وہ کسی عام رپورٹر جیسی نہیں لگ رہی تھی،
بلکہ ایسے جیسے سچ کو کھینچ کر روشنی میں لانے کیلئے
بھیجی گئی ہو۔

آکاش نے چوکتا ہو کر پوچھا:
“آپ کو اس سب میں دلچسپی کیوں ہے؟”

روزینہ نے جواب دیا:

> “دنیا ہمیشہ بناوٹ کو کورتج دیتی ہے،

میں پہلی بار بناوٹ کے خلاف بننے والی فلم کو سامنے لانا چاہتی ہوں۔
 آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ کھڑی ہو سکتی ہوں—
 میڈیا صرف بدنام کرنے کیلئے نہیں ہوتا...
 کبھی کبھی بچانے کیلئے بھی ہوتا ہے۔”

شلیپا نے سرگوشی میں کہا:
 ”یہ تو انقلابی لگتی ہے!“

ماریا آگے بڑھی،
 اور روزینہ کی آنکھوں میں دیکھا:
 ”اگر تم سچ کے ساتھ ہو...
 تو ہم تمہیں اندر لے جائیں گے—
 لیکن یاد رکھو،
 اندر سب کچھ فلم والا نہیں،
 اصل والا ہے۔“

روزینہ نے سر جھکا کر اجازت لی—
 ”بس یہی تو میں دکھانا چاہتی ہوں:
 اصل والے لوگ... اور اصل والی لڑائی!“

نوٹس دروازے پر لگا ہوا تھا،
 اندر روزینہ اپنا کیمرہ نکال چکی تھی —
 اور اب نئی فلم کیساتھ نئی جنگ بھی ریکارڈ ہونے والی تھی۔

آکاش نے دروازے کی طرف دیکھا،
 زیر لب مسکرا کر بولا:

”گورنمنٹ کا نوٹس ہمارا دشمن نہیں...
 اگر کہانی سچ ہے...
 دنیا کا ہر کیمرہ ایک دن ہمارے حق میں گھوم جائے گا!“

اور پہلی بار ایسا لگا —
 کہ شاید دوسری فلم صرف فلم نہیں رہی...
 ایک تحریک میں بدلنے جا رہی ہے۔

باب نمبر: 60

"میڈیا کمپ لگ گیا"

روزینہ میرزا کے آنے کے صرف دو دن بعد،

گودام کے باہر کا منظر بدل چکا تھا۔

اب صرف شوٹنگ کا نوٹس ہی نہیں،

دو تین مقامی چینلوں کی وین،

کیمرہ مین، رپورٹرز، اور

Curious نظروں والے پڑوسی بھی دروازے پر چکر لگانے لگے تھے۔

گودام کے باہر ایک بڑا مائیک لگ گیا:

COVERAGESPECIALPOSTTRUTH—LIVE

روزینہ کی رپورٹنگ کا انداز جارحانہ مگر شاعرانہ تھا:

”یہ کوئی فلمی اسٹوڈیو نہیں،

نہ یہ کسی میگا بجٹ فلم کی ٹیم ہے۔

یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے

چائے کے کپ میں خواب بنائے،

سگریٹ کے دھوئیں میں کہانیاں لکھی،

اور بغیر اجازت وہ سچ شوٹ کیا

جو سسٹم کو دکھانا پسند نہیں۔

نوٹس لگا ہے... لیکن دل میں شعلہ بھی ہے!“

گودام کے اندر اچانک شور بڑھ گیا۔

نبیل گھبرا کر بولا:

“اتنے نیوز چینل... اب ہم کیا کریں گے بھائی؟“

شلیپا نے سگریٹ سلگا کر کہا:

“جو کرتے آئے ہیں—

سچائی سے کام۔

اگر اب گھبرائے تو پھر فلم نمبر دو کیوں شروع کی تھی؟“

ماریا نے سب کو ایک جگہ جمع کیا:

> “اس نوٹس سے ہم چھپیں گے نہیں،

بلکہ سب کے سامنے

Shooting LIVE کریں گے۔

تا کہ پوری دنیا دیکھے

کہ ہماری فلم پر پابندی لگانا

یعنی سچ پر پابندی لگانا ہے۔”

روزینہ اندر آئی،

کیمرہ set کیا اور کہا:

،

‘آج آپ لوگ جو بھی shoot کریں،

میں اسے LIVE stream کروں گی—

تا کہ حکومت، بورڈ، اور ہر شہری خود دیکھے

کہ آپ لوگ کیا جرم کر رہے ہیں!’

توصیف نے مسکراتے ہوئے کہا:

‘ہاں—

ہمارا جرم صرف اتنا ہے

کہ ہم چیزوں کو بیٹھی فلم میں نہیں،

کڑوے سچ میں دکھاتے ہیں۔”

LIVE کیمرہ آن ہوا۔

گودام میں سب تیار کھڑے ہوئے۔

آکاش نے کیمرہ کی طرف دیکھ کر کہا:

> ”ہم کوئی باغی یا غیر قانونی فلم ساز نہیں —

ہم زندہ لوگوں کی سانسوں سے فلم بناتے ہیں!

اگر اس پر پابندی لگے تو

آپ خود فیصلہ کریں

کہ غلط ہم ہیں یا وہ جو

سچائی سے ڈرتے ہیں؟”

ان الفاظ کے ساتھ ہی

ہزاروں لوگوں نے POSTTRUTH کی STREAMLIVE دیکھنا شروع کر دی۔

گودام باہر سے ”پابندی والا مقام“ تھا،

لیکن اندر سے بدل رہا تھا ایک فلمی انقلاب میں۔

وجو بھائی نے سب کو چائے پلا کر کہا:

”یہ فلم اب ہمارے ہاتھ میں نہیں —

یہ عوام کے ہاتھ میں جا چکی ہے...

اور جب لوگوں کی آنکھیں جاگ جائیں

تو دنیا کی کوئی نوٹس

فلم نہیں روک سکتی!”

باب نمبر: 61

"LIVE" سین... جو سینما سے بڑا ہو گیا

POSTTRUTH کے STREAMLIVE نے وہ کر دکھایا

جو پہلی فلم کے فیٹیول نے بھی نہیں کیا تھا—

راتوں رات ہزاروں لوگ

اس گودام اور اس بینام فلم ٹیم کے حمایتی بن گئے۔

گودام کے باہر عوام کا مجمع اتر آیا:

کچھ ہاتھوں میں پلے کارڈز،

کچھ موبائل سے لائیو سٹریمنگ کرتے،

کچھ صرف تالی بجانے آئے تھے—

جیسے یہ گودام اب کسی فلم کا سیٹ نہیں،

بلکہ ایک تحریک کا مرکز بن گیا ہو۔

پلے کارڈز پر لکھا تھا:

"فلم سچ بولتی ہے—پابندی کیوں؟"

"STRUGGLER" کی فلم ہمارا غرور ہے!"

"سچی فلم پر پابندی کا نوٹس؟ ہم نوٹس واپس کروائیں گے!"

اندر گودام کے دروازے بند تھے
مگر دیواریں کانپ رہی تھیں جذبات سے۔

نبیل نے کانپتی آواز میں کہا:
"یہ سب ہمارے لیے آرہے ہیں...
کیا ہم اتنے بڑے بن گئے ہیں؟"

شلیپا نے اپنی سگریٹ ایک طرف رکھ کر
پہلی بار مکمل مطمئن لہجے میں کہا:

> "ہم بڑے نہیں ہوئے...
ہمارا سچ بڑا ہو گیا ہے!"

ماریا نے آکاش کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:
"اب اگر شوٹنگ رکے تو
لوگ خود شور مچائیں گے—

اس بار فلم ہم نہیں بنارہے...

لوگ ہمیں بنارہے ہیں!”

LIVE کیمرہ دوبارہ چل پڑا۔

آکاش گودام کے باہر آیا،

اور مائیک پکڑ کر بھیڑ کی جانب دیکھتے ہوئے بولا:

> ”ہم کسی سیاسی تحریک کے لیڈر نہیں،

نہ ہی کوئی اسٹار...

ہم صرف وہ ہیں

جو زندگی کا سچ فلم میں دکھانا چاہتے ہیں۔

اگر آپ ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہیں —

تو بس ایک وعدہ کریں...

سچ کو کبھی کم ریٹنگز کے چکر میں نہ چھوڑیں۔

ہماری فلم آج آپ کی ہے —

اگر اسے روکا گیا تو

آواز آپ کو اٹھانا ہوگی!”

بھیڑ سے ایک ساتھ آواز آئی:

”ہم روکنے نہیں دیں گے!!!“

کسی نے گلے سے لگ کر
وجو بھائی کو کہا:

”چاچا، آپ نے ہمیں بتا دیا
کہ فلمیں صرف ہیر و اور ڈانس کیلئے نہیں...
کبھی کبھی سچ بولنے کے لیے بھی بنتی ہیں!“

وجو بھائی کی آنکھیں بھیگ گئیں،
”خدا کرے تم سب... کبھی اپنا سچ پیچو نہیں!“

گودام اب فلم سیٹ سے کہیں زیادہ بن چکا تھا:

باہر پبلک

اندر شوٹنگ

LIVE سوشل میڈیا

دروازے پر نوٹس

اور فضاؤں میں سچ کی بلند ہوتی صدا!

آکاش نے بہت آہستگی سے دل میں کہا:

”یہ باب تو فلم کا ہے...
لیکن لگتا ہے کہانی اب سینما سے آگے جا چکی ہے...“

باب نمبر: 62

"جب اقتدار کی نظریں پڑیں"

LIVE سٹریمنگ، سوشل میڈیا کا طوفان،

لوگوں کی حمایت اور

نوٹس کی مخالفت کے بعد —

بالآخر بات وہاں تک پہنچی

جہاں سے فیصلے کیے جاتے ہیں۔

ایک سرکاری گاڑی

گودام کے باہر آ کر رکی۔

سفید کپڑوں میں دو اعلیٰ افسر اترے،

ساتھ میں کچھ وردی والے پولیس اہلکار۔

ہجوم ایک دم سَمتا...

کسی کو یہ ڈرتھا کہ شاید معاملہ ہاتھ سے نکلنے والا ہے۔

ماریا، آکاش، شلپا، وجو بھائی اور پوری ٹیم

دروازے پر کھڑی ہو گئی —

کسی بھی نتیجے کے لیے تیار۔

افسر نے رہبردار لہجے میں کہا:

> ”حکومت تک مسلسل شکایات پہنچی ہیں
کہ آپ لوگ سماج میں نیچینی پھیلائے والی فلم
بلا اجازت بنا رہے ہیں۔
حکم ہے کہ شوٹنگ فوراً بند کی جائے
اور مقام خالی کیا جائے۔“

ہجوم سے ایک عورت چیخی:
”یہ فلم سچ دکھاتی ہے!
سچ کو بند مت کیجیے!“

ایک نوجوان نے نعرہ لگایا:
”STRUGGLER“ کی فلم، عوام کی فلم!“

افسر کی پیشانی پر بل آئے۔
وہ آکاش کے پاس آیا اور کہا:
”اگر آپ کو فلم بنانی ہے
تو بڑے پروڈیوسر، بڑے ہیرو،
اور سنسر بورڈ سے اجازت لیجئے...
یہ طریقہ قانونی نہیں۔“

آکاش نے بیخوف نظروں سے دیکھا:

> ”سر...“

سچ ہمیشہ قانونی اجازت کے اندر نہیں پڑتا۔

اگر ہم چمکدار جھوٹ دکھائیں

تو آپ سب خوش —

لیکن ہم سچی زندگی کی فلم دکھائیں

تو نیچینی؟

تو کیا ہم سچ چھوڑ دیں؟”

افسر خاموش ہوا،

شاید اس جواب کی امید نہیں تھی۔

روزینہ میرزا (صحافی) مائیک لے کر آگے بڑھی:

”سر، لائیو کیمرہ آن ہے —

آپ سچ بتائیں:

یہ کارروائی فلم روکنے کے لیے ہے

یا سچ کو چھپانے کیلئے؟”

بھیڑ سے شوراٹھا:

”بولیے! بولیے!“

افسر پس و پیش میں پڑ گیا۔

اس نے ساتھی سے سرگوشی کی،

پھر سب کو گھورتے ہوئے کہا:

”ہم 48 گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں...
اگر اس دوران ضروری اجازت نامے نہیں لائے گئے
تو یہ جگہ سیل کر دی جائے گی!“

یہ کہہ کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا
اور قافلہ روانہ ہو گیا۔

فضا میں تناؤ تھا۔
پراس تناؤ میں ایک عجب سرکشی بھی تھی۔

باب نمبر: 63

48 "گھنٹوں کی جنگ... اور ایک بڑے اسٹار کی انٹری"

گودام کے اندر شوٹنگ کرنی تھی،
مگر ہر کوئی جانتا تھا کہ اب یہ صرف فلم بنانے کا معاملہ نہیں —
یہ اُن 48 گھنٹوں کی کھلی لڑائی تھی
جہاں سچ، طاقت اور فن آمنے سامنے تھے۔

صبح ہوتے ہی POSTTRUTH نے سوشل میڈیا پر
ایک ہیش ٹیگ چلا دیا:

#LetThemShoot>

چند گھنٹوں میں یہ ٹرینڈنگ میں آ گیا۔
ہزاروں نوجوان، آرٹسٹ، طالب علم اور عام لوگ ٹوئٹس، ویڈیوز اور میسجز پوسٹ کرنے لگے:

”یہ سچائی کی فلم ہے — بند نہیں ہونی چاہیے!“

”STRUGGLER ہماری آواز ہیں!“

”اگر شوٹنگ رکے تو ہم سڑک پر اتریں گے!“

دو پہر تک ہنگامہ بڑھتا دیکھ کر
ایک غیر معمولی واقعہ ہوا...

ایک کالی گاڑی گودام کے باہر آ کر رکی۔
شور کم ہو گیا۔
سب نے سانس تھام لی۔

گاڑی سے اترے ایک شخص—
سر پر سادہ کپسول ہیٹ،
آنکھوں پر کالے چشمے،
ہلکی سی داڑھی—
اور بڑی حد تک پہچان چھپائے ہوئے۔

وہ تھے:

فیروز خان—

بالی ووڈ کے سپر اسٹار، نیشنل ایوارڈ یافتہ اداکار،

اور ”عوامی فنکار“ کہلائے جانے والے بڑے نام۔

لوگ حیران!

کیمرے ان کی جانب مڑے۔

شور پا کر وہ مُسکرائے اور آہستگی سے آکاش کے پاس جا کر بولے:

> ”میں نے ایک چائے دو سگریٹ دیکھی تھی...

اور میں چاہتا تھا آپ لوگوں سے ہاتھ ملاؤں۔

اب دوسری فلم پر پابندی؟

تو میں آپ کے ساتھ کھڑا ہوں۔

یہ سچائی، بالی ووڈ سے کہیں بڑی ہے!“

جابر خوشی سے چیخ پڑا،

نبیل کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے،

ماریا نے یقین نہ کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ دیے۔

فیروز خان نے LIVE کیمرہ کی طرف دیکھ کر بیان دیا:

> ”جہاں فن میں سچ ہو،

وہاں اجازت کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

اگر حکومت نے اس فلم کی شوٹنگ روکی

تو میں پہلے شخص کے طور پر

پارلیمنٹ میں آواز اٹھاؤں گا!

سچ پر پابندی لگانا، فن پر وار ہے۔
میں STRUGGLER فلم ٹیم کے ساتھ ہوں!“

یہ بیان پورے ملک میں آگ کی طرح پھیل گیا۔
بڑے چینلز پر بریکنگ نیوز:“ فیروز خان سچی فلم کیلئے میدان میں ”چلنے لگا۔

گودام کے اندر شور سے زیادہ حوصلہ بھرنے لگا۔
و جو بھائی نے جذباتی لہجے میں کہا:

>“ اب یہ فنکاروں کی نہیں... ”

قوم کے ضمیر کی لڑائی ہو گئی ہے۔

48 گھنٹے بعد کیا ہوگا—

ہم نہیں جانتے۔

مگر یہ طے ہے

ہم نہیں جکلیں گے!“

ماریا نے شوٹنگ دوبارہ شروع کی،

فیروز خان بھی اندر آئے —

اور ان سب کے ساتھ ”SHOTUNITY“ دیا:

کیمرہ کے سامنے

سب نے ہاتھوں میں چائے اور سگریٹ پکڑ کر کہا:

”ایک چائے دو سگریٹ ...

سچ کا پہلا حق ہے!“

باب نمبر: 64

"حکومت کا یوٹرن — سچ کور یلیکسیشن"

فیروز خان کے ساتھ آن کھڑا ہونا بازی بدل چکا تھا۔

48 گھنٹے کے اندر اندر

سوشل میڈیا، نیوز چینلز، دانشور،

اور عوامی آوازیں اتنی بلند ہو گئیں

کہ معاملہ سیدھا وزارت اطلاعات و نشریات تک جا پہنچا۔

گودام کے دروازے پر لٹکا ہوا

سرخ نوٹس اب

ایک علامت بن چکا تھا —

جسے ہٹانے یا لگانے کا فیصلہ اب صرف بورڈ کا نہیں رہا تھا،

پورے ملک کی نظروں کا مسئلہ بن گیا تھا۔

اگلے دن دوپہر 12 بجے،

ایک اور سرکاری گاڑی آئی۔
اس بار کوئی Warning نہیں تھی۔
افسر نے خاموشی سے دروازے سے پرانا نوٹس اُتارا
اور ایک نیا نوٹس آف کنسیڈریشن لگایا:

> ”حکومت ہند — خصوصی رعایت کے تحت

کو TEAMSTRUGGLER

دوسرا حصہ بنانے کی اجازت دی جاتی ہے،
یہ فلم قومی تخلیقی ثقافت کے تحفظ کی مثال ہے۔“

گودام کے دروازے کے باہر
بھیڑ نے زوردار نعرے لگائے:

”سچ کی جیت! سچ کی جیت!“

نبیل حیران ہو کر جھوم اٹھا:
”سر... یعنی شوٹنگ اب کوئی نہیں روکے گا؟“

ماریانے آنسو روکتے ہوئے مسکرا کر کہا:

”ہاں!“

سادہ گودام اب قانونی سینما کا مرکز بن گیا ہے۔

یہ پہلا موقع ہے جب حکومت نے

تحریک زدہ سچائی کو سینما کہنے کی اجازت دی ہے!“

فیروز خان سامنے آکر بولے:

>“آپ سب نے کر دکھایا—
 بغیر کسی گلیمبر، اسٹار پاؤرا اور سرمائے کے
 سچائی کو اتنا بلند کر دیا کہ
 حکومت کو بھی ماننا پڑا۔
 یہ فلم نہیں...
 ایک یادگار موومنٹ ہے۔”

وجو بھائی نے کانپتے ہاتھوں سے
 تاریخی نوٹس اپنے پاس رکھ لیا:

>“یہ ہماری ٹرافی ہے—
 سونے، چاندی، ریڈ کارپٹ سے بڑی—
 کیونکہ یہ ثابت کرتی ہے
 کہ STRUGGLER صرف فنکار نہیں،
 تاریخ بنانے والے ہوتے ہیں!”

آکاش نے اندر جا کر
دیوار پر بالکل بڑے حروف میں لکھا:

LEGALLY.—BEGINSTWO***"FILM>

PEOPLE.BYMADE

PEOPLE.FOR

PERMISSION."**BEYOND

گودام میں دوبارہ کیمرے، روشنی، چائے،
سگریٹ اور آنکھوں کے اندر جلتا سچ واپس آ گیا۔

اور پوری ٹیم نے ہاتھ پکڑ کر کہا:

”ایک چائے دو سگریٹ — اب سچ کو روکنا ممکن نہیں!“

باب نمبر: 65

"دوسری فلم کا پہلا سین ... جب سچ گونج بن جائے"

نوٹس اتر چکا تھا۔

اب گودام کے اندر رجوشروعات ہونے جا رہی تھی،

وہ صرف ایک فلم کا نیا سین نہیں تھا—

بلکہ پوری قوم کے لیے ایک نیا "سوال"۔

ماریا نے سب کو بلایا،

روشنی درمیانی رکھی،

کیمرہ آن،

اور کہا:

> "پہلا شاٹ وہ ہوگا جو کبھی کسی فلم کا آغاز نہیں ہوتا—

بلکہ وہ شاٹ جو اکثر ایڈیٹنگ میں کاٹ دیا جاتا ہے!

آج ہم وہ دکھائیں گے جو ہر سٹر گلر صبح خود سے کہتا ہے

مگر کبھی کسی فلم میں سنا نہیں جاتا..."

**

آکاش فرش پر بیٹھا—

چائے ہاتھ میں، سگریٹ ابھی سلگائی نہیں۔

کیمرہ سلوموشن میں اس کے چہرے کے پاس گیا۔

اس نے دھیرے سے زبان ہلائی:

"آج پھر لڑنا ہے... نہ جانے کیوں... مگر لڑنا ہے..."

شور نہیں، صرف سانسوں کی آواز، اور ٹھنڈے فرش کی نمی۔

دوسرا شاٹ:

نبیل—

ایک چھوٹا سا شیشہ پکڑ کر اپنے چہرے کو دیکھ رہا تھا،

اور کہہ رہا تھا:

> "میں اب مشہور تو ہو سکتا ہوں..."

مگر کیا میں مشہور ہونے کے بعد بھی اپنا سچ یا درکھوں گا؟"

تیسرا سٹاپ:

ثلپا اپنا بیج (TRUTH) چھاتی سے تھوڑا نیچے سیتی ہے

اور بولتی ہے:

> ”اگر یہ بیج کبھی مشہور ہونے کے چکر میں اُتر جائے... تو مجھے یاد دلانا

کہ میں STRUGGLER تھی — فیشن نہیں جذبہ ہوں!“

چوتھا سٹاپ:

جابر کرسی پر بیٹھا —

ہنستا تو ہے لیکن آنکھوں میں گہری سنجیدگی:

> ”لوگ ہنس کر کہیں گے، واہ! سیکنڈ فلم بھی آگئی۔

پر میں چاہتا ہوں لوگ اندر سے کانپیں...

اور کہیں — ”یہ ہنسنے والے اصل میں کتنی بڑی جنگ لڑ رہے ہیں!“

پانچواں شاٹ:
توصیف نے ڈائری کھولی،
قلم رکھا اور لکھا:

> ”اگر یہ فلم بن گئی تو یہ میرے لفظوں کی موت نہیں...
بلکہ میرا نیا جنم ہوگا۔“

پہلا سین ختم ہوا۔
کیمرہ آف ہوا—
مگر گودام کے اندر سچ کی دھڑکن کانوں میں گونجتی رہی۔

ماریا نے اطمینان سے کہا:

> ”یہ ہے ہماری نئی فلم کا پہلا سین—
نہ کوئی میوزک، نہ کوئی ڈرامہ،
صرف وہ سچ...“

جو پہلے کبھی کسی فلم کے آغاز میں نہیں دکھایا گیا۔”

و جو بھائی نے کپ اٹھاتے ہوئے دھیرے سے کہا:

>“جب پہلی فلم نے کہانی کو زندہ کیا تھا،
تو دوسری فلم سچ کو لاتنا ہی گونج بنا دے گی...
بس ایک وعدہ:
ہم کبھی سچ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے!”

سب نے چائے کے کپ ٹکرائے،

نیا سفر،

نیا سوال،

اور نیا انقلاب —

-----آغاز ہوا!-----دوبارہ۔

باب نمبر: 66

"جب سین گودام سے نکل کر گلیوں میں اترے"

دوسری فلم کے پہلے سین کی شوٹنگ کے بعد
ماریانے اچانک ایک نیا فیصلہ سنایا:

> "اس بار ہم صرف گودام کے اندر شوٹنگ نہیں کریں گے —
ہم سچ کو ان سڑکوں پر لے جائیں گے
جن کے اوپر یہ سچ روز روئند دیا جاتا ہے۔
کل سے شوٹنگ گلیوں میں ہوگی... کھلے عام!"

ایک پل کو سب سہم گئے۔

کھلے میں شوٹنگ؟

بغیر کسی سیٹ کے؟

لوگوں کے بیچ، ٹریفک، دکانیں، آوازیں؟

لیکن یہی تو مقصد تھا —

فلم اور زندگی کے درمیان پردہ ہی نہ رہے!

اگلے دن،

نبیل اور جابر ہاتھوں میں Mobile Cameras لیے
ممبئی کی تنگ گلیوں میں نکلے:

ہر دیوار، ہر چہرہ اور ہر بوڑھا اسٹروگر
اس نئی فلم کا، ”لوکیشن“ بن گیا۔

پہلا سڑک والا سین:

ایک چائے والے کی دکان کے سامنے
توصیف کتابوں کا ڈھیر لگائے بیٹھا—
لوگ گزرتے ہیں، کوئی نہیں رکتا۔
وہ کیمرے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے:

> ”جہاں لوگ چائے پینے وقت بھی Reels دیکھتے ہوں،

وہاں اصل کہانیوں کو کون سُنے گا؟

پر ہم پھر بھی دکھائیں گے—

کیونکہ ایک دن شاید یہی چائے کی دکان
تاریخ بن جائے!“

دوسرا سین پیدل پل کے نیچے:

ثلپا کھلے عام سگریٹ پیتے ہوئے ایک لڑکے سے کہتی ہے:

> ”لوگ مجھے آوارہ کہیں گے،

میں ان سے یہی فلم کے ذریعے پوچھوں گی...

عورت اگر سچ بولے تو اسے آوارہ کیوں کہا جاتا ہے؟“

پاس سے گزرتی عورتیں رک کر انہیں حیرت سے دیکھتی ہیں۔

کچھ تالیاں بجاتی ہیں،

کچھ افسوس سے سر ہلاتی ہیں—

مگر اب یہ سب سین کیمرے میں قید ہو رہے تھے۔

تیسرا سین ریلوے اسٹیشن کے باہر:

آکاش نے ہاتھ میں صرف ایک بینر پکڑا:

> ”میں اداکار نہیں...

میں وہ آئینہ ہوں،

جو آپ کو آپ ہی کی فلم دکھائے گا۔“

لوگ رکتے، فوٹو کھینچتے،

LIVE کرتے،

اور یہی سب فلم کے کلائمیکس کی رینل لوکیشن بن جاتا۔

رات کو سب تھکے ماندے گودام واپس لوٹے۔
 ماریانے سب کی Footage دیکھی،
 آنکھوں میں چمک تھی:

> ”یہ فلم گودام میں نہیں —
 سڑکوں پر بن رہی ہے!
 اور جب فلم سڑکوں پر آ جائے...
 تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔
 اب سچ کا رنگ اور گہرا ہوگا!“

و جو بھائی نے خاموشی سے چائے دی
 اور سرگوشی کی:

> ”جنگ اب فلم کی نہیں رہی بیٹا...
 یہ سماج کا آڈیشن ہے —
 دیکھتے ہیں، کون پاس ہوتا ہے!“

باب نمبر: 67

"بھیڑ کا سین... جب حادثہ ہو گیا"

کھلی گلیوں میں حقیقی زندگی سے بھرپور سین شوٹ ہوتے ہوئے
 فلم کی گونج پھیلتی جا رہی تھی —
 لوگ جہاں جہاں دیکھتے،
 کیمرے نکالتے،

اور STRUGGLER ٹیم کے ساتھ سچائی کے اس سفر کا حصہ بننے لگتے۔

اگلا سین طے ہوا —

شہر کے سب سے مصروف چوراہے پر۔

پوری ٹیم پہنچی،

فیروز خان نے بھی آکر خاموشی سے حمایت کا ہاتھ بٹانا چاہا،

اور روزینہ صحافی ساری کاروائی LIVE کرنے لگی۔

سین سہیل تھا:

آکاش بھیڑ میں کھڑا،

صرف ایک لائن کہہ کر کیمرے کی طرف دیکھتا:

> "اگر یہ سچ آپ کو یچین کرے..."

سمجھ لیجیے یہ فلم نہیں،
آپ کی اپنی زندگی ہے۔”

گولی کی طرح تیز ڈائیلاگ،
پیچھے شہر کی گہمگہمی،
خوفناک سچائی—
کمال شاٹ!

کیمرہ چلنے لگتا ہے،
بھیڑ بڑھنے لگتی ہے—
تبھی اچانک...

ایک نوجوان موٹر سائیکل سوار تیزی سے آ کر
اسٹینڈ پر کھڑی روشنی کی رگ سے ٹکرا جاتا ہے۔

زوردار آواز!

شور!

دھکا!

روشنی کا اسٹینڈ زمین پر آ گرتا ہے۔

شلیپا چینی ہے:

”سٹاپ، کیمرہ بند کرو!“

لیکن کیمرہ خود بخود LIVE ریکارڈ کر رہا ہے —

ہجوم افراتفری میں ٹوٹ پڑتا ہے۔

کوئی کہتا ہے "حادثہ ہو گیا!"

کوئی کہتا ہے "پولیس کو بلاؤ!"

نوجوان زمین پر گرا، دائیں بازو میں چوٹ — خون نکل رہا تھا۔

نبیل دوڑ کر پانی لاتا ہے،

وجو بھائی کیڑا پھاڑ کر پٹی کرتے ہیں،

آکاش آگے بڑھ کر لڑکے کا سر تھامتا ہے:

> "گھبراؤ نہیں... ہم اسپتال لے جا رہے ہیں۔"

کسی نے چیخ کر کہا:

"یہ لوگ فلم بنا رہے ہیں اس لیے خطرہ ہوا!"

کسی نے کہا:

"نہیں، یہ ان لوگوں نے کیا ہوگا جو فلم روکنا چاہتے ہیں!"

شور بڑھتا گیا —

LIVE فیڈ پر ہزاروں لوگ حادثہ دیکھنے لگے۔

ماریا نے بڑی تیزی سے فیصلہ کیا:
 ”سین روک دو— اب ہم فلم نہیں بنا رہے۔
 اب ہمیں انسانیت دکھانی ہے!“

سب نے مل کر زخمی نوجوان کو اسٹریچر پر ڈالا،
 ایمبولینس آئی، اسپتال بھیجا گیا۔

روزینہ LIVE کیمرہ ہاتھ میں لیے بولی:

> ”یہ STRUGGLER فلم والوں نے
 شوٹنگ نہیں، زندگی کو پورا کر دکھایا—
 ایک حادثے کے وقت
 انہوں نے کیمرہ نہیں، انسانیت تھامی!

اور شاید اسی لئے
 ان کی فلم باقی سب فلموں میں فرق ہے—
 کیونکہ یہ لوگ پردے پر نہیں، حقیقت میں زندہ ہیں!“

ہجوم نے تالیاں بجائیں—
 لیکن ٹیم کے چہرے سنجیدہ تھے:

> ”یہ حادثہ بتا گیا... کہ زندگی اور فلم کے بیچ
 صرف ایک لمحے کا فاصلہ ہوتا ہے!“

باب نمبر: 68

"اسپتال سے چونکا دینے والی خبر"

حادثہ ہونے کے بعد پوری ٹیم کے چہروں پر
اس عجیب سی بری طرح تھکی ہوئی خاموشی تھی۔
رات گئے تک کوئی اپنی جگہ سے کھسا تک نہیں،
جیسے سب اپنے اندر کوئی انجانی دعا پڑھ رہے ہوں۔

صبح 6 بجے،

ماریا کے فون پر کال آیا۔

اسکرین پر اسپتال کا نمبر تھا۔

سب کی نظریں اس پر جمنے لگیں۔

ماریا نے کال اٹھائی۔

چہرے کے بدلتے تاثرات سے ہی سمجھ آ رہا تھا
کہ بات نرم نہ تھی۔

فون بند ہوا۔

ماریا نے گہری سانس لی، اور بولا:

”وہ لڑکا... جسے حادثے میں ہم اسپتال لے گئے تھے...“

اس کا نام امان خان ہے۔

وہ MM آرٹس اکیڈمی کا اسٹوڈنٹ نکلا...“

اور... وہ زندہ بچ گیا ہے۔

لیکن اس نے پولیس کے سامنے ایک بیان دیا ہے...!!“

سب سہم گئے۔

آکاش نے جلدی پوچھا،

”کیا اُس نے ہمیں الزام تو نہیں دیا؟“

ماریا نے دھڑکتے دل کے ساتھ بتایا:

> ”نہیں... اس نے پولیس سے کہا ہے:

‘میرا خدا کا شکر ہے

کہ میری موٹر بائیک STRUGGLER فلم ٹیم کے سیٹ سے ٹکرا گئی...“

کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے

تو شاید میں وہیں خون بہہ کر مر جاتا۔

یہ کوئی فلمی ٹیم نہیں۔ یہ فرشتوں کی ٹیم ہے!

میں ہوش میں آتے ہی صرف ایک خواہش ظاہر کروں گا—

’مجھے ان لوگوں کی فلم میں ایک سین دے دو...
میں خون سے سچ لکھنے کو بھی تیار ہوں!“

گودام کے اندر چند سیکنڈ تک مکمل خاموشی رہی۔
پھر اچانک نیل نے خوشی سے تالیاں بجائیں،
شلیپا کی آنکھیں بھریں،
اور جابر نے کہا:

’فلم ہو یا سچ...
جب نیت صاف ہو
تو حادثے بھی موقع بن جاتے ہیں!“

ماریا نے ہاتھ جوڑے اور بولی:

’آج پہلی بار کسی نے LIFEREAL میں آکر
ہماری فلم کی اداکاری کیلئے درخواست دی ہے۔
آکاش... کیا خیال ہے؟“

آکاش آہستگی سے مسکرایا

رات کو سب گودام واپس آئے —
خاموش، تھکے، مگر آکاش کے جملے نے سب کو روک لیا:

”اگر ہماری فلم سڑک پر حادثہ دیکھ کر بھی انسان نہ بنی...
تو ہم فلم نہیں، گڑیا بن رہے تھے۔
لیکن آج مجھے لگا
ہم اصل میں فلم والے بن گئے ہیں...“

شاید فلم نمبر دو نے
آج پہلا زخم قبول کر کے
اپنی اصل طاقت پال لی تھی...!

باب نمبر: 69

"امان خان کی واپسی... اور پہلا سین"

حادثے کے ٹھیک پانچ دن بعد،
گودام کے دروازے پر ایک ہیجانی خوشی کی دستک ہوئی۔

نبیل نے دوڑ کر دروازہ کھولا—

سامنے وہی نوجوان امان خان کھڑا تھا،
بازو پر پٹی، ماتھے پر باریک سازخم،
مگر آنکھوں میں ایک عجیب چمک...
ایسی چمک جو صرف "مرتے مرتے بچے ہوئے" لوگوں میں ہوتی ہے۔

وہ بہت دھیمی آواز میں بولا:

> "سلام..."

اگر آپ لوگ اداکاری کرنے دیں،
تو میں اپنے زخم کے ساتھ شوٹ کرنے کو تیار ہوں۔
کیونکہ اب میں جینا چاہتا ہوں صرف اسی فلم میں!"

آکاش نے اسے گلے لگالیا،
سارے گودام میں تالیاں گونج اٹھیں۔
ماریا نے ریکارڈنگ کی تیاری شروع کی اور بولی:

>“ آج ہم فلم کا وہ سین shoot کریں گے
جو کسی فلم میں پلان نہیں کیا جاتا—

زندگی نے جو دکھا، وہ ہم کیمرے میں بس محفوظ کر لیں گے۔”

سین نمبر — “Real Entry”
لوکیشن — گودام کی سیڑھیوں کا وہ حصہ جہاں پہلا سین shoot ہوا تھا۔
کیمرہ آن۔

امان Khan آہستہ آہستہ سیڑھی چڑھتا ہے...
بازو درد سے کپکپا رہا،
مگر نظریں دھندلی نہیں۔

کیمرے کے سامنے آ کر بیٹھتا ہے—
خاموش۔
سانسیں تیز۔
آکاش پیچھے سے سرگوشی کرتا ہے:

”جودل میں ہے وہ بول... اداکاری نہیں کرنی۔“

امان نے کیمرے کی آنکھ میں سیدھا دیکھتے ہوئے کہا:

> ”میں اس فل؟م میں اس لیے نہیں آیا... کہ میں اداکار ہوں۔

میں اس لیے آیا ہوں

کہ زندہ ہوں!

اور جب انسان موت سے واپس آئے

تو اسے دنیا کی ہر فلم میں جینے کا حق ہوتا ہے!

اگر آپ چاہیں تو میں اپنی چوٹ دکھا کر

یہ سین ختم کر دوں...

مگر میں چاہوں گا کہ

اس فلم میں میری ہار نہیں، میری واپسی ریکارڈ ہو۔“

کیمرہ خاموش۔

کوئی آواز نہیں—

صرف آنکھیں بھیکتی ہیں۔

ماریا کا اشارہ.... CUT

پورا گودام تالیوں سے گونج اٹھا

جیسے یہ کوئی اوارڈ شو ہو—

مگر حقیقت میں یہ
زندگی کا جشن تھا۔

وجو بھائی نے کپ تھام کر کہا:

> ”فلم ابھی باقی ہے بچو...“

مگر یہ سین

ہمیشہ یاد رکھا جائے گا—

کہ سچ بولنے والی فلم میں

زندگی نے خود رول مانگا تھا!“

رات کو گودام میں سب نے چائے پی۔

امان نے پہلی بار پوچھا:

”سر، یہ فلم کب ریلیز ہوگی؟“

آکاش مسکرا کر بولا:

> ”تم ابھی آئے ہو امان...“

دیکھنا...

اس فلم کا ریلیز نہیں—

انقلاب ہوگا!“

باب نمبر: 70

"جب کلائمکس سب پر بھاری پڑنے لگا"

دوسری فلم کے مناظر تیزی سے شوٹ ہو رہے تھے،
لیکن جیسے جیسے فلم اپنے اختتامی حصے کی طرف بڑھنے لگی —
ویسے ہی سب کے چہروں پر ایک انجانا سا بوجھ دکھائی دینے لگا۔

شاید کلائمکس صرف اسکرپٹ میں نہیں لکھا جا رہا تھا،
بلکہ ہر ایک کے دل میں بھی گھر رہا تھا۔

ایک رات ماریا نے سب کو گودام کے بیچ میں بلا کر کہا:

> "یہ فلم اب اپنی آخری لکیر کی جانب بڑھ رہی ہے۔"

مگر یہ لکیر ایسی ہوگی کہ یا تو

فلم تاریخ بن جائے گی...

یا ہم سب اس کے وزن تلے دب جائیں گے!

اس لیے آخری سین shoot کرنے سے پہلے
میں چاہتی ہوں کہ ہر شخص خود سے پوچھے—
”کیا وہ اس فلم کی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہے؟“

خاموشی پھیل گئی۔

شلیپا نے گہرا سانس لیا:
”اگر قیمت یہ ہے کہ ہم کبھی بڑے بینرز میں قبول نہ ہوں...
تو میں تیار ہوں۔“

نبیل نے بے دھڑک کہا:
”اگر قیمت یہ ہے کہ ہم پھر سڑک پر لوٹ آئیں...
تو میں تیار ہوں۔“

جابر بولا:
”اگر قیمت یہ ہے کہ لوگ ہمیں پاگل سمجھیں...
تو میں بھی تیار ہوں!“

امان آہستہ سے اٹھ کر بولا:

> ”اگر قیمت یہ ہے
کہ میں پھر ایک بار جان کا خطرہ مول لوں—

تو میں تیار ہوں!

کیونکہ یہ فلم... اب میرا بھی سچ ہے۔”

تو صیف نے اپنی خالی ڈائری کو دیکھا:

”اگر کلائمکس کے بعد بھی یہ ڈائری خالی رہی،

تب بھی میں تیار ہوں۔”

آخر میں آکاش نے دھیرے سے کہا:

> ”یہ فلم ہماری نہیں رہی...“

یہ ایک سچ بولنے والا ہتھیار ہے۔

یاد رکھنا—

ہتھیار کبھی محفوظ نہیں رہتے،

وہ استعمال ہوتے ہیں... یا توڑ دیے جاتے ہیں۔

میں تیار ہوں،

چاہے اس کلائمکس کے بعد

ہم میں سے کوئی بچے یا نہ بچے—

مگر کہانی ضرور بچے گی!”

و جو بھائی نے چائے کے برتن سمیٹتے ہوئے کہا:

>“بس پھر کل صبح...

آخری سین۔

وہ سین جس کے بعد

نہ ہم پہلے جیسے رہیں گے،

نہ سنیما۔”

رات دیر تک سب سو نہ سکے۔

چائے تھنڈی ہوتی رہی۔

سگریٹ کے سرے بجھتے رہے۔

اور گودام میں ایک خاموش جملہ گونجتا رہا:

“کل... صرف فلم نہیں ختم ہوگی —

کل... کچھ اندر سے ہمارا حصہ بھی ختم ہو جائے گا!“

باب نمبر: 71

"آخری سین کی صبح"

گودام کے باہر درختوں پر ہلکی روشنیوں کی ڈبڈباہٹ تھی۔
 ہوا میں وہی چائے اور گردلی مہک،
 لیکن آج کے دن کے اندر ایک گھٹنی سی بچینی تھی۔
 یہ فلم کی آخری صبح تھی—
 پوری ٹیم کو معلوم تھا کہ
 آج شام تک سب کچھ بدل جانے والا ہے۔

ماریا نے سب کو جلدی جگا دیا۔
 ہر کسی کے ہاتھ میں ایک کپ چائے،
 اور سینے پر وہی بیج—

Dream ...، Survivor، Struggle، Hope، Truth

”آج آخری سین shoot ہوگا،“

ماریا نے کہا،

”لیکن یاد رکھو:

کیمرہ تب تک آن رہے گا

جب تک تم اپنے سچ کو ادا نہ کر دو—
چاہے آنکھوں سے، آواز سے،
یا صرف خاموشی سے!”

آکاش نے ایک عام سی کرسی گودام کے بیچ میں رکھی۔
سین کا لب لباب بس اتنا تھا:

> ہر ایک فنکار اس کرسی پر بیٹھے گا—
اور 30 سیکنڈ تک

اپنی سب سے گہری سچائی کو
کیمرے میں دیکھ کر محسوس کرے گا۔

بغیر کسی مکالمے،
بغیر کسی اداکاری کے۔

پھر کرسی اگلے شخص کیلئے چھوڑ دے گا۔

یہی فلم کا کلائمکس سین ہوگا۔

جو سچ جھلکے گا— وہی فلم کا انجام بنے گا۔

نبیل سب سے پہلے بیٹھا:

خاموش۔

آنکھوں سے عجیب درد اور غرور کی لہریں نکلیں...

30 سیکنڈ پورے ہوئے—

وہ اٹھ گیا۔

کیمرہ اس کا سچ قید کر چکا تھا۔

اس کے بعد جابر شیخ آیا—

ایک لحظے کو اس کے ہونٹ ہلے،

مگر وہ ہنس بھی نہ سکا نہ روسکا۔

ہلکا سا سر ہلایا،

اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کی آنکھوں میں چھپے زخم بول رہے تھے۔

شلپا تیسری تھی—

کرسی پر بیٹھتے ہی

ایک آنسو نکل کر گال پر آ گیا،

لیکن اس نے جلدی سے خشک کر لیا۔

اس کے اندر چھپی ہوئی عورت،

شوخی کا رخ، زخمی لڑکی—

سب ایک ہی پل میں عیاں ہو گئے۔

تو صیف، روزینہ، امان... سب بیٹھتے گئے۔

ہر چہرہ 30 سیکنڈ کا سچ بولتا گیا—

اور ماحول ایک ایسے وزن سے بھرنے لگا
جیسے گودام کی چھت سچائی کا بوجھ نہ سہا سکے۔

آخر میں کرسی پر آکاش بیٹھا۔
کیمرہ اس کے چہرے کو آہستہ آہستہ zoom کرتا ہے۔
وہ نظریں ہٹا نہیں رہا۔
آواز نہیں نکال رہا۔
صرف غم آنکھوں کے ساتھ،
دل کی دھڑکنیں اونچی۔
30 سیکنڈ کے بعد بھی وہ اٹھتا نہیں!

وہ جو بھائی نے سرگوشی کی:
”بیٹا... اٹھ جا... سین پورا ہو گیا ہے!“

لیکن آکاش کی آنکھوں سے اچانک دو موٹے آنسو نکل پڑے۔
اس نے ہلکی آواز میں صرف ایک جملہ کہا:

> ”یہ فلم اگر میری زندگی کا آخری سچ ہے
تو مجھے منظور ہے...“

کیمرہ بند نہیں ہوا—

ماریا نے ہاتھ روک لیا،

بھگی آنکھوں کے ساتھ کہا:

> ”یہ ہے ہمارا کلائمکس!

نہ کوئی Hero، نہ کوئی موسیقی—

بس وہ سچ... جس نے ہم سب کو انسان بنا دیا!“

وہ صبح، صرف shoot نہ ہوئی...

وہ صبح گودام میں ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگئی—

یہ یقین لے کر:

”اب چاہے فلم چلے یا روک دی جائے...

ہماری روح مکمل ہو چکی ہے!“

باب نمبر: 72

"فلم ختم ہوئی... کہانی شہر میں بکھر گئی"

آخری سین کے سچ نے
گودام کی دیواروں میں ایک ایسی گونج بھردی تھی
جواب تک کسی فلمی سیٹ پر نہیں دیکھی گئی تھی۔
ماریا نے کیمرہ بند کیا،
اور سب نے سانس روک کر
ایک سادہ سا جملہ کہا:

> "فلم مکمل ہو گئی۔"

کوئی شور نہیں،
کوئی تالیاں نہیں،
کوئی "پیک اپ" کی چیخ نہیں...
بس ایک گہرا سکون۔
جیسے لمبی ریاضت کے بعد

روح نے سجدہ کیا ہو۔

لیکن فلم ختم ہوتے ہی
ایک عجیب بات شروع ہوئی—

شہر کے مختلف حصوں میں
STRUGGLER فلم کے سین
خود بخود وائرل ہونے لگے۔

کوئی بچہ چائے پیتے ہوئے
وہ والا مکالمہ دہرا رہا تھا:

> ”اگر میری چائے ٹھنڈی ہے
تو شاید میرا خواب پک رہا ہے!“

کوئی بوڑھا شخص،
ریل گاڑی کے پلیٹ فارم پر بیٹھا ہوا
امیروں کو دیکھ کر یہ کہہ رہا تھا:

... یہ فلم نہیں، ہماری زندگی ہے!“

اسکول وکالجز میں
اسکریننگ ڈالی جا رہی تھی
اور بچے یہ کہتے ہوئے نظر آئے:

>“ ہم سٹرگلر نہیں شرمندہ، بلکہ سٹرگلر ہونے پر فخر کرتے ہیں!“

فیس بک، انسٹا، ٹویٹر سے ہوتی ہوئی
کہانی ٹیڑھی میڑھی گلیوں سے ہو کر
مرکزی شہروں کی طرف جانے لگی—
کوئی نہیں پوچھ رہا تھا
ہیر و کون ہے...
سب کہانی پوچھ رہے تھے۔

وجو بھائی سہم کر بولے:

”مجھے لگتا ہے اب فلم ہم سے نکل گئی ہے...
یہ لوگوں کی ملکیت بن چکی ہے۔“

ماریا نے موبائل دکھایا—
پچاسوں جگہ سے میسجز:

basti." / mohalla / "Please screen this film in our school >
"We want to show this to our workers."
s a movement." It "This is not film...

آکاش چھت پرا کیلے کھڑا تھا۔
ہوا میں چائے اور سگریٹ کی باسی سی خوشبو تھی۔
اس نے منہ سے ایک دھواں پھیلا کر آسمان کی طرف دیکھا
اور آہستہ سے کہا:

> ”ہم نے ایک کہانی بنائی تھی...
اب کہانی نے ہمیں چھوڑ کر شہر میں پھیلنا شروع کر دیا ہے۔“

شاید یہی اصل ریلیز ہوتی ہے —
جب فلم پردے سے باہر نکل کر
لوگوں کے دلوں میں چلنے لگتی ہے... ”

وہ نیچے آیا —
وجو بھائی نے چائے تھمائی،
اور سب نے دوبارہ وہی پرانا انداز دہرایا:

** ایک چائے... دو سگریٹ...
اور زندگی کی سب سے بڑی ریلیز —
لوگوں کی زبان پر ہمارا سچ! ”

باب نمبر: 73

"جب پورے ملک نے بلایا... اور نام بدلنے کی شرط آئی"

فلم مکمل ہوئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے تھے کہ
ایک کے بعد ایک دعوتیں آنے لگیں —
ممبئی، دہلی، کولکتہ، لکھنؤ، حیدرآباد، بنگلور...

یونیورسٹی اسکریننگ

سوشل ایکٹوزم فیسٹیولز

لیبر یونین کی خصوصی نمائشیں

خواتین حقوق گروپس کی درخواستیں

ہر کوئی چاہتا تھا

کہ یہ فلم اُن کے لوگوں، اُن کے نوجوانوں، اُن کے مزدوروں کو دکھائی جائے۔

گودام میں روز ایک نیا فون،

نیا دعوت نامہ،

نیا ای میل...

تو صیف نے مسکرا کر کہا:

> ”لگتا ہے اب فلم نہیں...

خود سچ لوگوں کو اپنا بلوانا چاہ رہا ہے!“

لیکن ایک دن ایک بڑی دعوت آئی

جس نے ٹیم کو الجھن میں ڈال دیا۔

نیشنل سینٹر فار کلچرل سنیما

(سرکاری سطح پر قائم ادارہ) نے خط بھیجا:

> ”ہم اس فلم کو پورے ملک کے سرکاری آرٹس سینٹرز میں اسکرین کرنا چاہتے ہیں...

بس ایک چھوٹی سی شرط ہے:“

فلم کا عنوان بدل کر:

>The Indian Spirit :Struggler <

کر دیا جائے۔

آکاش نے دھیرے سے خط پڑھ کر نیچے رکھا۔
سب خاموش ہو گئے۔

نبیل نے بیچنی سے کہا:

”نام بدلنے سے کیا فرق پڑے گا؟
فلم تو وہی ہے!“

شلیا غصے سے بولی:

”نہیں...“

ایک چائے دو سگریٹ کوئی فیشن نہیں —

یہ علامت ہے۔

یہ ہماری پہلی سانس ہے!

اس نام کو بدلنا...

گویا ہمیں بدل دینا ہوگا!“

ماریا نے پرسکون مگر سخت لہجے میں کہا:

> ”اگر ہم نے سچ بولنے کے بعد

سچ کا نام ہی بدل ڈالا...

تو ہم بھی اُسی نظام کا حصہ بن جائیں گے

جس کے خلاف یہ سارا سفر شروع ہوا تھا!“

وہیں وجوہائی نے کپ تھاما،
گہرا گھونٹ لیا، اور کہا:

>“دعوت بڑی ہے...
مگر شرط اُس سے بھی بڑی قیمت مانگ رہی ہے۔

یا درکھو،
سچا فنکار کبھی بیچ میں سمجھوتہ نہیں کرتا۔

یا تو ہم یہی نام رکھ کر دکھائیں—
یا پھر سڑکوں پر اسکرین لگا کر...
لوگوں تک خود پہنچیں۔“

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔
مشکل فیصلہ تھا۔

یا نظام کے ہاتھ مضبوط کر کے
فلم کو، قانونی ”عظمت حاصل ہو،
یا اپنے نام، اپنے انداز، اپنے سچ کے ساتھ

راستوں پر چل کر لوگوں تک پہنچنے کا سفر جاری رہے۔

بالآخر آکاش نے فیصلہ سنایا:

> ”ہم دعوت قبول کرتے ہیں—

مگر نام ہرگز نہیں بدلیں گے!

اگر سرکار ہمیں اس نام کے ساتھ نہیں ڈپلے کر سکتی،

تو ہم خود، گلی گلی

* پردہ لگا کر فلم دکھائیں گے۔

کیونکہ ہماری فلم اگر لوگوں کے دلوں میں بس چکی ہے...

تو ہمیں کسی نئے نام کی ضرورت نہیں!”

توصیف نے تالیاں بجائیں،

اور گودام کی دیوار پر نئے الفاظ لکھے:

> ”سچ کی ریلیز— سرکار کے تھیٹر میں نہیں... عوام کے دلوں میں!”

ایک بار پھر سب نے چائے کے کپ ٹکرائے۔

انہی دو سگریٹوں میں دھواں اٹھا۔

اور عہد کیا:

”نام وہی رہے گا۔۔۔

ایک چائے دو سگریٹ — سچ کبھی رینیم نہیں ہوتا۔۔۔!“

باب نمبر: 74

"پہلا عوامی روڈ شو
—جب فلم سڑک پر چلنے لگی"

سرکاری دعوت نامہ مسٹر دکر نے کے فیصلے کے فوراً بعد
ماریا نے اعلان کیا:

> "اب فلم کو کسی آڈیٹوریم، فیسٹیول یا سرکاری تھیٹر کا انتظار نہیں —
یہ فلم خود سڑک پر چلے گی!

اب ہوگا پہلا عوامی روڈ شو؟"

پہلی جگہ چنی گئی —

دادر ریلوے اسٹیشن کے باہر والا میدان
جہاں روزانہ ہزاروں مزدور، ورکنگ کلاس، اور اسٹوڈنٹ گزر جاتے ہیں۔

بجٹ نہیں تھا۔

اس لیے وشنو چاچا نے اپنے ہوٹل سے پرانا کپڑا پردے کے طور پر دیا،
نبیل نے سستا پروجیکٹر ادھار لیا،
جابر نے بٹوری ہوئی برقی تاروں کو جوڑ کر
چھوٹی موٹی لائٹس لگا دیں۔

ماریا نے سب کو ہدایت دی:

> ”کوئی VIP داخلہ نہیں ہوگا،

نہ کوئی ٹکٹ۔

بس ایک ہی شرط—

’جو چائے پی سکے...‘

اور سچ دیکھنے کی ہمت کرے!“

شام ڈھلی۔

پہلی بارگلی میں سینما لگا۔

لوگ رکنے لگے،

چائے والے، ریلوے کولیز، بھیک مانگنے والے بچے،

بہادر عورتیں، آفس سے لوٹتے نوجوان ...

جیسے خریدے ہوئے ناظر نہیں،

اپنا خون دینے والے گواہ جمع ہونے لگے۔

پروجیکٹر آن ہوا—

اسکرین پر ابھرا وہی نام:

> ”ایک چائے دو سگریٹ“

لوگوں نے تالیاں نہیں بجائیں۔

وہ سیدھے سیدھے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگے،

جیسے کوئی آئینہ اچانک اُن کے سامنے رکھ دیا گیا ہو۔

”ارے یہ تو ہماری جیسی زندگی ہے!“

کسی نے سرگوشی میں کہا۔

کوئی عورت بولی:

”ہماری بہو بھی ایسے سگریٹ جلاتی ہے چوری سے ...“

شاید وہ بھی شلپا جیسی سچی ہے!”

ایک بچہ تو صیف کا ڈائلاگ سن کر بولا:
 ”ممی، میں بڑا ہو کر سٹر گلر بنوں گا!“

فلم ابھی چل رہی تھی کہ
 ایک مزدور بوسیدہ کپڑوں میں،
 چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے روتے ہوئے بول پڑا:

> ”ہم نے اپنی پوری زندگی ریلوے اسٹیشن پہ کاٹ دی...
 کبھی فلم کا ٹکٹ نہیں لیا—
 آج پہلی بار ہماری زندگی ہی فلم بن گئی!“

تالیاں بجیں۔
 لوگ کھڑے ہو کر سٹی بجانے لگے۔
 بچے ناچنے لگے۔
 کچھ عورتوں نے آنکھوں سے آنسو پونچھے۔

روڈ شو؟ ختم ہوا—

لیکن لوگ جانے کو تیار نہ تھے۔
وہ کہہ رہے تھے:

> ”کل ہماری بستی میں آؤ!“
”پرسوں فیکٹری کے گیٹ پر چلاؤ!“
”ہم سب اپنی کہانی اسکرین پر دیکھنا چاہتے ہیں...“

آکاش نے سکون سے ٹھنڈی چائے کی آخری چسکی لی،
اور ماریا کی طرف دیکھ کر مسکرایا:

> ”ہم نے فلم بنائی تھی—
مگر اب فلم ہمیں چلا رہی ہے!

اب یہ فلم نہیں،
لوگوں کی تحریک ہے...“

وجو بھائی نے سر پر کپڑا رکھ کر کہا:

>“ بورڈ والوں نے جس فلم کو روکنا چاہا...
وہ اب سڑکوں پر کبھی روکنے کے لائق نہیں بنی...
کیونکہ،
جب سچ چلتا ہے — تو پورا شہر سینما بن جاتا ہے!”

باب نمبر: 75

"جب سیاستدانوں نے نوٹس لیا..."

روڈ شوز لگا تار کامیاب ہو رہے تھے۔
 فلم کا چرچا نہ صرف چھوٹی بستیوں میں،
 بلکہ بڑی یونیورسٹیوں اور شہر در شہر کی دیواروں پر بھی گونجنے لگا تھا۔
 ایک چائے دو سگریٹ اب صرف فلم نہیں رہی —
 وہ سوشل مومنٹ بن چکی تھی۔

اسی دوران...

پہلا غیر معمولی فون کال آیا —
 نہ کسی فلمی پروڈیوسر کا
 نہ کسی فیسٹیول ڈائریکٹر کا...

بلکہ ایک طاقتور سیاستدان کا۔

فون ماریا نے اٹھایا:
 دوسری طرف آواز پر اعتماد اور شاطرانہ تھی۔

>"ہم آپ کی فلم کو بڑا پلیٹ فارم دینا چاہتے ہیں۔"

پارلیمنٹ کے سیشن میں خصوصی اسکریننگ کر سکتے ہیں۔
مگر ایک بات ہے۔

ہمارا نام اینڈ کریڈٹ میں بطور سپورٹر آئے...
اور چند سین، جن میں سرکاری تنقید ہے—
انہیں نرم کر دیں۔
پھر ہم آپ کی فلم کو 'قومی تحریک' کا درجہ دلواسکتے ہیں۔"

ماریا نے آہستگی سے فون بند کیا،
اور پوری ٹیم کو سب کچھ بتایا۔

گودام میں سناٹا چھا گیا۔

نبیل پریشان:
"اگر پارلیمنٹ میں فلم چلے گی تو لاکھوں لوگ دیکھیں گے!"

توصیف بچپن:
"لیکن اگر نرم کر دیا... تو کیا یہ ہماری فلم رہے گی؟"

شلیپا نے سگریٹ بجھاتے ہوئے کہا:

> "یہ آفیشل سیاسی ایوارڈ لینے کا راستہ ہے..."

مگر بدلے میں وہ ہم سے ہماری بغاوت چھیننا چاہتے ہیں...!”

آکاش نے خاموشی سے سب کی طرف دیکھا
اور پھر بہت نرم آواز میں بولا:

> ”جب سیاست ہماری فلم کو
اپنی طاقت کے طور پر استعمال کرنا چاہتی ہے —
تب ذہن میں ایک ہی سوال پیدا ہوتا ہے:

ہم فلم سے تاریخ بنارہے ہیں،
یا تاریخ سے فلم؟

اگر آج ہم ان کی شرط مان لیں،
تو سچ کو کسی کاغذ پر سائن کرتے ہی
خاموش کر دیا جائے گا۔

میں کہتا ہوں —

NO.

ہم سیاست کے استعمال کے لیے نہیں بنے —
لوگوں کی بیداری کے لیے بنے ہیں!”

سب نے خاموشی سے سر ہلایا—

اندر سے ڈر بھی تھا،

کہیں حکومت ناراض نہ ہو جائے...

کہیں سڑکوں پر شو بند نہ کروادیں...

لیکن سچائی کی آگ

ڈر سے زیادہ تیز جل رہی تھی۔

وجو بھائی نے بڑے اطمینان سے چائے کا ایک گھونٹ لیا

اور تاریخی انداز میں کہا:

>“ہماری فلم کی سیاست لوگوں کے دل کی سیاست ہے...

اقتدار کی کرسیوں والی سیاست نہیں۔

جن سڑکوں نے ہمیں اٹھایا،

ہم وہیں کھڑے رہیں گے۔

اگر ان سیاست والوں کو فلم چاہیے—

تو آئے گلی میں،

چائے کا کپ تھامے،

دھول میں بیٹھ کر دیکھیں!

ورنہ اللہ حافظ!”

اور فیصلہ ہو گیا:

سیاست کی شرط...

مسترد۔

جابر ہنسا:

”اب مجھے لگ رہا ہے ہماری فلم واقعی خطرناک بن گئی ہے—
کیونکہ سچ جب سیاست کو ڈرادے،
تو سمجھو فلم ہٹ ہو گئی!“

سب نے تالیاں بجائیں۔

اور اگلاروڈ شو جھگی بستی نمبر 12، دھاراوی میں طے کر دیا گیا—
جہاں فلمی تاریخ میں شاید پہلی بار
ایک فلم بغیر کسی پردے کے ہٹی پر چلنے والی تھی۔

باب نمبر: 76

"دھاراوی کا شو... جب سچ نے بھگدڑ مچادی"

دھاراوی کی تنگ وتاریک گلیاں،
 پانی بہتے نالے،
 جھونپڑ پیو کی دیواروں پر لٹکے کپڑے...
 یہ وہ جگہ تھی جہاں کبھی کسی فلمی شویا سکریننگ کا تصور بھی نہیں کیا گیا تھا۔

لیکن آج،
 سڑک کے بچوں بیچ ایک کچی دیوار کے سامنے
 سفید کپڑا اتان دیا گیا تھا—
 ایک پرانا پروجیکٹر، دولائٹیں،
 اور گردن تک مٹی میں اٹے سیکڑوں چہرے۔

ماریا نے مائیک سنبھال کر اعلان کیا:

> "آپ میں سے بہت سوں نے سینما ہال کبھی نہیں دیکھا ہوگا...
 تو آج سینما آپ سے ملنے آیا ہے۔"

یہ فلم آپ کے درد سے بنی ہے،
یہ آپ ہی کی زندگی کی فلم ہے۔۔۔”

دھاراوی کے لوگوں نے پہلے حیرت سے،
پھر شوق سے زمین پر چادر بچھا کر بیٹھنا شروع کیا۔

فلم شروع ہوئی—
شروعاتی مناظر میں ہی جب
"Struggler" کا لفظ آیا،
تو بستی کے نوجوانوں نے تالیاں بجا کر شور مچایا:

“یہ تو ہم ہیں!!!”

جب شلیپا کا وہ منظر آیا
جہاں وہ کہتی ہے:

> “جسم تھک جائے تو کوئی بات نہیں—
اگر ہمت تھک جائے تو سب ختم۔۔۔”

تو کئی عورتوں نے اپنی ساڑھی سے آنسو صاف کیے۔

لیکن جیسے ہی فلم Climax کی طرف بڑھی —
 جہاں پولیس نوٹس، سیاست اور حقیقت کا تصادم دکھایا گیا تھا —
 اچانک پیچھے ہجوم میں کچھ شرارتی عناصر داخل ہوئے،
 انہوں نے زور سے چلا کر کہا:

”یہ فلم حکومت کے خلاف ہے — بند کرو، بھاگو سب!!“

یہ سن کر لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی —
 چھوٹے بچے رونے لگے،
 عورتیں گھبرا کر اٹھنے لگیں،
 کچھ مرد شور مچاتے ہوئے باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

پروجیکٹر کے پاس بیٹھے نیل نے ڈر کر سوئچ بند کرنا چاہا،
 لیکن آکاش آگے آیا
 اور ہاتھ پکڑ کر زور سے چلایا:

> ”کوئی بھاگے گا نہیں!

یہ فلم آپ کی ہے —
 اگر آپ ڈریں گے تو سچ مر جائے گا۔

جو نہیں ڈرتا وہ سچا 'STRUGGLER' ہے!“

یہ آواز اتنی تیز اور دل سے نکلی
کہ بھاگتے قدم رک گئے۔
عوام ساکت ہو گئی،
سگریٹ کا دھواں ہوا میں ٹھہر سا گیا۔

ماریا نے پروجیکٹر دوبارہ آن کیا،
فلم پھر سے چل اٹھی...
اور اس بار
کسی نے ایک انچ بھی اپنی جگہ نہ چھوڑی۔

جب آخری شاٹ آکاش کے آنسوؤں کے ساتھ ختم ہوا
اور اسکرین پر الفاظ ابھرے:
”یہ فلم ختم نہیں ہوتی... یہ آپ سے شروع ہوتی ہے؟“

... تو دھاراوی کی گلیوں میں ایسی تالیاں بجیں
جیسے آج پہلی بار
کسی نے ان کی ”مٹی“ کو سونا کہا ہو۔

وہ جو بھائی کے ہاتھ کانپ رہے تھے—
وہ بولے:

> ”آج ثابت ہو گیا—

کہ سچائی اگر ڈرا بھی دے،

پھر بھی لوگ سچ کی طرف پلٹ آتے ہیں!

اب یہ فلم کوئی فلم نہیں رہی...
یہ عوامی حلف بن گئی ہے!”

سب نے چائے کے کپ پھونکتے ہوئے،
دھاراوی کی گلیوں میں بیٹھ کر قسم کھائی:

“اب اگلا شوہاں ہوگا
جہاں سچائی سے سب سے زیادہ ڈر لگتا ہے...”

اور سب کی نظریں خود بخود اٹھ گئیں
--- پارلیمنٹ ہاؤس کی سمت۔

باب نمبر: 77

"اب فلم پارلیمنٹ پر دستک دے گی"

دھاراوی کے طوفانی شو کے بعد پورا شہر گونج اُٹھا تھا۔
سوشل میڈیا پر ایک نعرہ پھیل گیا:

>، اگر یہ فلم عوام کی ہے،
تو اسے عوام کے سب سے بڑے دروازے — پارلیمنٹ — پر دکھاؤ!"

یہ کوئی عام مطالبہ نہیں تھا۔
یہ اب ایک تحریک بن چکی تھی۔

ماریانے گودام میں ہر کسی کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا —
"کیا ہم واقعی اتنی ہمت رکھتے ہیں
کہ پارلیمنٹ کے باہر
ایک چائے دو سگریٹ کا شولگانیں؟"

چند ثانیے کا سکوت ...

پھر امان خان نے پہلی بار اونچی آواز میں کہا:

> ”اگر ہم دھاراوی میں دکھا سکتے ہیں،

تو دلی کی پارلیمنٹ کے باہر کیوں نہیں؟

عوامی فلم کو

عوام کے سب سے بڑے ایوان کے سامنے ہونا چاہیے!“

نبیل جوش میں آگیا—

”ہمیں ٹرین پکڑنی چاہیے ممبئی سے دہلی تک،

روڈ شوٹرین— ہر اسٹیشن پر فلم دکھاتے ہوئے چلیں!“

شلپا نے دھیمی مگر سخت آواز میں کہا:

> ”لیکن یاد رکھو—

پارلیمنٹ کے باہر فلم دکھانا

صرف ”شو“ نہیں ہوگا ...

یہ سیاسی اعلان بن جائے گا۔

اس کے لیے صرف فنکار نہیں ...

سپاہی بننا پڑے گا!“

وجو بھائی خاموش رہے ...
پھر بولے:

> ”میں ضعیف ہوں،
لیکن اگر یہ تحریک ہے تو میں بھی دہلی جاؤں گا۔

شاید پہلی بار کوئی فلم
پارلیمنٹ کے باہر چائے کے کپ میں دکھائی جائے گی!“

سب نے فیصلہ کن سر ہلایا۔
اور ماریا نے اعلان کیا:

”روڈ شو یا ترا“

ایک چائے دو سگریٹ — راہِ سچائی، ممبئی سے دہلی

ہر اسٹیشن پر اوپن شو

ٹرین کا نام بدلا جائے گا: ”EXPRESSSTRUGGLER“

آخری منزل: پارلیمنٹ اسٹریٹ، نئی دہلی

جابر نے خوشی سے تالیاں بجائیں،
اور کہا:

> ”اس بار نہ ٹکٹ ہوگا نہ ہال...
بس ہم، چائے اور پورا ملک
ایک فلم میں بدل جائے گا!“

اسی وقت روزینہ میرزا (صحافی) نے LIVE اعلان کر دیا:

> ”فلم تاریخ میں پہلی بار،
ایک باغی فلمی ٹیم
اپنی مووی کو پارلیمنٹ کے دروازوں تک لے جانے نکل رہی ہے۔

دیکھنا ہوگا...

قانون سچ کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے
یا سچ قانون کو تبدیل کرتا ہے!“

آکاش نے سب کو چائے دے کر کہا:

”یہ فلم اب سینما نہیں...“

ایک سفری آگ ہے۔

جو ہمارے جسموں سے لے کر

دہلی کے ایوانوں تک بھڑکے گی!“

سب نے کپ ٹکرائے—

اور EXPRESSSTRUGGLER کی تیاری شروع ہوگئی...

باب نمبر: 78

"سٹر گلرا یکسپریس — جب فلم ٹرین بن گئی"

ممبئی سینٹرل ریلوے اسٹیشن، علی الصبح۔

پلیٹ فارم نمبر 7 پر ایک پرانی پنجر ریک کو
سفید کپڑے کے بینر سے ڈھانک دیا گیا تھا،
جس پر ہاتھ سے لکھا تھا:

EXPRESSSTRUGGLER>

“ایک چائے دو سگریٹ” — ممبئی سے دہلی یا ترائے

ماریا اور آکاش نے فہرست تھامی:

ہر کوچ میں ایک چھوٹا پروجیکٹر،

دیواروں پر لگے پوسٹر،

اور کافی کپ —

جیسے فلمی سیٹ کو ریل گاڑی میں بدل دیا گیا ہو۔

وجو بھائی، نبیل، جابر، شلیپا، تو صیف، امان...
 سب کے ہاتھ میں چائے کے تھرماس،
 چھوٹے اسپیکر، اور سینما والے کپڑے۔

ٹیک آف سے پہلے
 آکاش نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اعلان کیا:

> ”یہ روایتی فلمی Tours جیسا سفر نہیں...
 یہ سچ کی ریل گڈی ہے!

ہر اسٹیشن پر رکیں گے،
 چائے کے کپ بانٹیں گے،
 اور اسکرین لگا کر ہمارا سچ دکھائیں گے۔

ہمارا مقصد ہے:
 دہلی پہنچنے تک پورا ملک ایک فلم میں تبدیل ہو جائے!“

بھیڑ بڑھنے لگ گئی۔
 مسافر حیران ہو کر موبائل نکال کر ویڈیو بنانے لگے۔

ریل گاڑی چل پڑی—
ایک دھڑکتے سفر کے ساتھ۔
سگنل سبز،

EXPRESSSTRUGGLER آن ٹریک!

پہلا اسٹاپ: وسائی روڈ

چھوٹا سا پلیٹ فارم،
چائے کا کاؤنٹر بنایا گیا۔

پروجیکٹر بیٹھک میں آن کیا گیا،
اور اسٹیشن پر بیٹھے مزدوروں کو بلایا گیا۔

توصیف نے اسکرین کے پاس اعلان کیا:

> ”آج ہم آپ کو فلم دکھاتے نہیں،
آپ کو آپ ہی دکھاتے ہیں!“

فلم چلی—

تالیاں بجیں—

EXPRESSSTRUGGLER نے نیا جوش سمیٹا۔

دوسرا اسٹاپ: سورت

لوگ پہلے سے انتظار میں تھے،
 روزینہ کی LIVE رپورٹ نے کام کر دیا تھا۔
 گھڑی ساز، پاور لوم مزدور، نوجوان شاعر—
 سب جٹ گئے۔

اب لوگ کرسیوں کے بجائے
 ریل کی پٹریوں پر بیٹھ کر فلم دیکھ رہے تھے۔

شام ڈھلے
 ریل گاڑی پھر چل پڑی...
 ہر کوچ سے ایک چائے دو سگریٹ کے مکالمے گونج رہے تھے—
 جیسے پوری ٹرین فلم کا حصہ بن گئی ہو۔

رات میں سب نے مٹی کے کپ میں چائے پی۔
 آکاش نے نیند سے بھری آواز میں کہا:

> ”یہ فلم اب اسکرین پر نہیں...
 ریل کی پٹریوں پر چل رہی ہے۔

اور جب پٹریاں دہلی پہنچیں گی،

تو شاید تاریخ کی کتابوں میں لکھا جائے گا
کہ پہلی بار ایک فلم ٹرین بن کر چلی تھی!”

وجو بھائی مسکرا کر بولے:

>“ اور ہم سب وہ باغی مسافر ہیں
جو چائے اور سگریٹ کے ساتھ

سچائی کا انقلاب لے جا رہے ہیں —
دہلی کے دروازے تک!”

ٹرین اندھیرے میں گونجتی ہوئی آگے بڑھتی رہی...
ایک فلم کی طرح...
بغیر کٹ...
بغیر رُکے۔

باب نمبر: 79

"اتر پردیش سرحد... جب راستہ روکا گیا"

EXPRESSSTRUGGLER آہستہ آہستہ

ہندوستان کے سینے کے پتھوں بیچ اپنا راستہ طے کر رہی تھی۔

سورت، برودا، کوٹہ، گوالیار —

ہر اسٹیشن پر سینما دکھانے کے بعد

اب وہ اتر پردیش کی سرحد میں داخل ہونے والی تھی۔

ٹرین جیسے ہی جھانسی جنکشن پہنچی،

پلیٹ فارم پر معمول سے ہٹ کر گہما گہمی نظر آئی۔

دُور سفید وردیوں میں لٹھ بردار پولیس اہلکار،

جیبوں میں واکی ٹاک کی سنبھالے افسر...

کچھ، غیر سرکاری ”لوگ“ —

بظاہر سیاسی پارٹی کے نوجوان —

ہاتھوں میں بینر لیے موجود تھے۔

بینر پر لکھا تھا:

>

STRUGGLER" فلم بند کرو۔ یہ نوجوانوں کو بغاوت سکھاتی ہے!"

ریل رکی۔

دروازہ کھلا ہی تھا کہ

ایک سب انسپکٹر چند سپاہیوں کے ساتھ کوچ میں چڑھ آیا۔

”آپ لوگ فلم دکھاتے جا رہے ہیں بغیر اجازت کے —

یہ ملک میں بغاوت پھیلانے کی کوشش لگ رہی۔؟؟

ہمیں آرڈر ہے کہ اس یا ترائاکو یہیں روکا جائے!“

ٹرین کے اندر سب سن ہو گئے۔

امان پھرتی سے سامنے آیا:

”سر، ہم کوئی سیاسی پارٹی نہیں،

ہم صرف فنکار ہیں۔

یہ فلم صرف سچ دکھاتی ہے۔“

افسر نے طنز سے مسکرا کر کہا:

’سچ کا سہارا لے کر اگر آپ عوام میں قانون سے ناراضی پھیلائیں گے تو اسے افواہ کہتے ہیں۔‘

اتنے میں باہر پلیٹ فارم پر نعروں کی آوازیں گونجنے لگیں:

”!BACKGOSTRUGGLER“

’یہ فلم نوجوانوں کو گمراہ کرتی ہے!‘

ماریا نے غصہ سے کہا: ’یہ فلم انہیں جاگتی آنکھوں سے دیکھنے کی ہمت دیتی ہے۔ اگر جاگنا گمراہی ہے تو ہندوستان کا ہر انقلاب غلط تھا!‘

پولیس افسر نے ہلکی دھمکی کے انداز میں کہا:

> ’یا تو آپ شوٹنگ بند کریں اور دہلی بغیر شو کے جائیں...‘

یا پھر یہاں سے آگے کے روڈ شو کیلئے ہمیں "NO OBJECTION" لیٹر دیجیے۔‘

وجو بھائی آگے بڑھے۔

کھانستے ہوئے، چائے کا کپ کا پتی انگلیوں سے تھام کر:

”بیٹا، ہم کو فلم بنانے میں چائے جتنی آزادی ملی ہے...
کیا اب چائے بھی اجازت لے کر پینا ہوگی؟

چلیں۔

ہم یہی پلیٹ فارم کوشکی جگہ بنا لیتے ہیں۔
جہاں پولیس روک رہی ہے —
وہیں فلم دکھاؤ!“

پولیس سہم گئی۔
باہر پنڈال سا سماں بننے لگا —
لوگ جمع ہونے لگے،
جیسے سب ادھر ہی سچ دیکھنے آئے ہوں۔

”آپ لوگ اگر شور کھیں گے — ہمیں کارروائی کرنی پڑے گی!“
افسر بولا۔

آکاش نے سر اٹھا کر سیدھے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا:

> ”سر، ریاست اگر ہمیں روکنا چاہتی ہے
تو روک لیجیے۔
لیکن یاد رکھیے...
سچ کو کبھی گرفتار نہیں کیا جاسکا۔

ہم شور و کیس گے نہیں۔
کیونکہ آج یہ فلم نہیں—
ہماری شناخت کی جنگ ہے!”

پلیٹ فارم پر سلوموشن میں
پروجیکٹر لگا دیا گیا۔
پولیس اور سیاسی کارکن کنارے کھڑے دیکھتے رہ گئے۔۔۔
اور اسکرین پر ایک بار پھر روشن ہو گیا دنیا کا سب سے خطرناک جملہ:

> ”ایک چائے دو سگریٹ“

تالیاں، سیٹیاں، نعرے
اور آسمان کو چھوتی ہمت۔۔۔
اتر پردیش کی سرحد پر
فلم جیت گئی—
قانون خاموش ہو کر دیکھتا رہ گیا!

--- ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 80

"جب دہلی قریب آنے لگی"

EXPRESS STRUGGLER اب یوپی کی سرزمین سے گزر کر

اتر پردیش؟ ہریانہ؟ دلی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جیسے جیسے دہلی قریب آتی گئی،

ہر کوچ کے اندر اور باہر کی فضا بدلتے لگی۔

لوگوں کی آواز بھڑانے لگی،

دل دھڑکنے لگا،

اور ایسا لگنے لگا کہ

آگے کی منزل کوئی جغرافیہ نہیں... ایک خواب ہے!

ٹرین کی کھڑکیوں سے

لمبے سرسوں کے کھیت پیچھے رہ رہے تھے،

اور سامنے دھندلے سے آثار دکھائی دے رہے تھے

جنہیں ہندوستان کا شیرازہ کہتے ہیں۔

دہلی۔

ایک خالی کوچ میں
آکاش اور ماریا چائے کے کپ لیے بیٹھے تھے۔

آکاش نے دھیرے سے کہا:

>“ ماریا... ہمیں کبھی نہیں لگا تھا
کہ ایک گودام سے نکل کر
اس فلم کا آخری شو پارلیمنٹ کے دروازے پر ہوگا۔

لیکن ایک ڈر بھی ہے —
وہاں سچائی کو خوش آمدید کہا جائے گا
یا ہمیں زبردستی روک دیا جائے گا؟”

ماریا مسکرائی —
“ڈر ہوگا تو انقلاب کیسے ہوگا؟
اگر پارلیمنٹ کے دروازے پر یہ فلم روک دی گئی
تو وہ اس فلم کا سب سے بڑا شو ہوگا —
کیونکہ تب پوری دنیا دیکھے گی
کہ سسٹم سچ سے ڈرتا ہے۔
اور اگر اجازت مل گئی،
تو وہ ہماری جیت ہوگی۔
دونوں سمت میں فلم ہی کامیاب ہے!”

EXPRESSSTRUGGLER جب روہتک سے نکلی،
 ٹفن سے نکلے پراٹھے اور چائے کے نئے تھرماس کا دور چلا۔
 ڈی جے والے اسپیکر پر شلیپا اونچی آواز میں وہی مکالمہ چلانے لگی:

> ”سچ اگر تمہیں تکلیف دیتا ہے
 تو اس کا مطلب ہے
 سچ ٹھیک جگہ پر لگا ہے!“

ٹرین کے ہر دروازے سے
 کسی نہ کسی نے ہاتھ نکال کر ہوا کو چھیڑا—
 جیسے سب کو یقین ہو چلا تھا
 کہ بس آخری اسٹیشن باقی ہے۔

وجو بھائی نے سب کو اکٹھا کیا:
 چائے کا کپ سامنے رکھا
 اور تھکی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

> ”کل صبح جب ہم دہلی پہنچیں گے...
تو یاد رکھنا—

یہ صرف فلم کا راستہ نہیں ہوگا،
یہ تاریخ لکھنے کی صبح ہوگی۔

سو جاؤ بچو...۔۔۔

کل ہم شاید سونہ پائیں—
کیونکہ کل کے بعد
زندگی کبھی ویسی نہیں رہے گی!“

ٹرین رات کے اندھیرے میں سنسناتی ہوئی
دہلی کی طرف بڑھتی رہی۔
کوچوں کے اندر جاگتی ہوئی آنکھیں،
سنہرے خوابوں اور نیچین دھڑکنوں کے ساتھ
آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں۔

باہر کہیں دور سے
لال قلعہ کی فضا کا عکس
ان کے سفر کا اگلا پردہ بننے والا تھا۔

کل — فیصلہ ہوگا۔

سچ دہلی کے دروازے تک جائے گا
یاد دہلی سچ کے سامنے دروازے کھول دے گی۔

باب نمبر: 81

"دہلی کی صبح... جب فلم دروازے پر کھڑی تھی"

صبح کے چار بج رہے تھے۔

EXPRESSSTRUGGLER نئی دہلی ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر 1 پر چپ چاپ آکر رک گئی۔

ہوا میں خنکی،

اور سر کے اوپر لال رنگ کی ہلکی روشنی،

جیسے کوئی اُن کہا اعلان ہو کہ

”سچ اپنا آخری امتحان دینے پہنچ گیا ہے!“

ماریا نے سب کی تھکی مگر چمکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھا:

> ”آج ہم ایک بار پھر

بغیر کسی گرینڈ ویلکم کے

فلم لے کر نکل رہے ہیں—

فرق صرف اتنا ہے

کہ اب پوری قوم کی نگاہیں ہم پر ہیں!“

آکاش، شلپا، نبیل، جابر، امان، توصیف، وجو بھائی—

سب نے اپنے چائے کے کپ سنبھالے

اور پارلیمنٹ اسٹریٹ کی طرف مارچ شروع کر دیا۔

جیسے جیسے وہ پریس کلب، جنٹر منتر اور نارتھ بلاک کے درمیان سے گزر رہے تھے،
لوگ حیرانی سے دیکھنے لگے:

“یہ کون ہیں؟“

“یہ فلم پارلیمنٹ تک لائے ہیں کیا؟“

“STRUGGLER والی فلم؟!“

آہستہ آہستہ

نوجوان، رپورٹر، سٹوڈنٹ اور عام لوگ

پیچھے پیچھے چلنے لگے،

اور ایک جلوس سا بن گیا۔

آخر کار —

پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے
وہی سفید کپڑے کا پردہ تان دیا گیا،
پروجیکٹر لگایا گیا،
اور فرش پر لکھ دیا گیا:

> “آج فلم پارلیمنٹ کے سامنے ہے —
فیصلہ آپ کے ہاتھ میں!”

راگبیر کے،
پولیس نے بیرکیڈس لگائے،
لیکن اس بار کوئی حکم امتناع نہیں آیا —
صرف حیران، سوال کرتی نظریں تھیں۔

آکاش نے پروجیکٹر آن کرنے سے پہلے
چائے کا کپ ہوا میں بلند کیا
اور اعلان کیا:

> “یہ کوئی حملہ نہیں،

نہ ہی کوئی احتجاج—

یہ دروازہ سچائی ہے...

ہم چاہتے ہیں کہ

جس عمارت میں قانون بنتا ہے

وہاں بھی معلوم ہو

کہ سچائی ہمیشہ قانون سے اونچی ہوتی ہے!

اور اگر آج ہمیں یہاں

فلم دکھانے نہیں دیا گیا—

تب بھی سچ یہیں دروازے پر

اپنا خیمہ جمائے گا!”

و جو بھائی نے کپ رکھا،

آہستہ سے کہا:

>“چلاؤ پرو جیکٹر بیٹا...

دیکھیں قانون سچ کو اندر بلاتا ہے،

یا باہر ہی رونے دیتا ہے۔”

لوگوں نے سانس روک لی۔
انگلیاں موبائل ریکارڈنگ پر گئیں،
پولیس خاموشی سے سب دیکھنے لگی...

اور اسکرین روشن ہو گئی۔

پہلا سین چل پڑا۔
وہی چائے کا کپ...
وہی دھواں...
وہی مکالمہ —

>“خواب اگر بچ جائیں
تو سگریٹ کے ہر کش میں
ایک فلم بنتی ہے!”

سرکاری عمارت کے سامنے
ایک فلم
باغیانہ خاموشی کے ساتھ چلنے لگی۔

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 82

"پارلیمنٹ کے اندر سے آنے والا پیغام"

ایک ایسے منظر میں
 کہ جہاں پارلیمنٹ کی مضبوط دیواروں کے باہر
 فلم چل رہی تھی،
 چائے کی بھاپ اڑ رہی تھی،
 اور دور دور تک لوگ
 سچ کو آنکھوں میں بھرے دیکھ رہے تھے...
 اچانک ایک ہلچل ہوئی۔

پارلیمنٹ کے داخلی دروازے کے پاس سے
 ایک سفید رنگ کی سرکاری جیپ نکلی۔
 دروازہ کھلا...

اور ایک شخص نمودار ہوا—
 سفید کرتا، نیلے نیم واسکٹ،
 آنکھوں پر سنجیدگی آویزاں...

یہ تھے: شری دتا کرشن دیوکر

(کمیٹی برائے ثقافتی امور — ممبر پارلیمان)

ایک ایسے رہنما جو

عمومی طور پر خاموش رہتے تھے

لیکن ان کی خاموشی اکثر بڑے فیصلوں سے جڑی ہوتی تھی۔

سب کے دل ایک لمحے کو تھم گئے۔

وہ آہستہ آہستہ اسکرین کے قریب آئے —

فلم کی چلتی ہوئی تصویر پر نظر ڈالی،

پھر مجمع کو دیکھ کر

ہاتھ کے اشارے سے خاموشی کرائی

اور بولے:

> ”میں اندر تھا — اجلاس چل رہا تھا۔

کسی نے بتایا کہ باہر ایک فلم چل رہی ہے،

جو لوگوں کو جھنجھوڑ رہی ہے۔

میں آدھا اجلاس چھوڑ کر آیا ہوں،

کیونکہ اگر سچائی پارلیمنٹ کے دروازے تک آئے

اور ہم اس کے ساتھ نہ کھڑے ہوں...

تو پھر اس عمارت کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا!

اس لیے میری طرف سے

سرکاری طور پر آپ کو دعوت دی جاتی ہے

کہ یہ فلم کل دوپہر
سنٹرل ہال میں —
منتخب اراکین پارلیمنٹ اور میڈیا کے سامنے دکھائی جائے۔

بغیر کسی سینسر،
بغیر کسی ترمیم،
صرف اس نام کے ساتھ:

"ایک چائے دو سگریٹ"!!

بھیڑ میں جیسے بجلی دوڑ گئی!!
کسی نے یقین نہ کیا کہ
خود پارلیمنٹ کی عمارت
اس فلم کو اندر بلانے پر آمادہ ہو گئی ہے!

وجوہائی کی آنکھیں بھر آئیں۔
انہوں نے کپکپاتے ہاتھوں سے
آکاش کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

> "دیکھ لیا بیٹا؟

سچ جب چلتا ہے

تو دروازے خود بخود کھلتے ہیں —

ہم نے لڑائی سچ سے نہیں —

سچ کے لیے لڑی تھی!“

ماریا نے مائیک اٹھایا،
اس کرخت مگر پُر جوش مجمع کے سامنے زور سے اعلان کیا:

”> ہم اپنی شرط پر اندر جائیں گے—
کوئی سین بدلے گا نہیں،
کوئی نام بدلے گا نہیں!“

اگر پارلیمنٹ سچ سن سکتی ہے
تو ہم تیار ہیں—

کل فلم اندر چلے گی!“

بھیڑ شور سے گونج اٹھی:

”ZINDABAD STRUGGLER!“

”ایک چائے دو سگریٹ—سچ جیت گیا!“

رات کو گودام کی طرح
 پہلی بار دہلی کی سڑکوں پر
 وہی چائے اور دو سگریٹ والی محفل جمائی گئی۔
 کسی نے سڑک کنارے بیٹھ کر کہا:

> ”کل شاید ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار
 کوئی فلم پارلیمنٹ کے صحن میں
 چائے اور سچ کے ساتھ چلنے والی ہے...“

آکاش نے خاموشی سے آسمان کی طرف دیکھا—
 اور زریب کہا:

”کل صرف فلم کی اسکریننگ نہیں،
 ہماری روح کا امتحان ہوگا...“

باب نمبر: 83

"سنٹرل ہال... فلم شروع ہونے سے ذرا پہلے"

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ
پارلیمنٹ کمپلیکس کے دروازے کھلے۔
وہی ٹیم جس نے گودام کی مٹی میں
چائے اور سگریٹ کے درمیان فلم شروع کی تھی،
آج سرکاری دعوت پر
دہلی کے سب سے مضبوط دروازے سے اندر بڑھ رہی تھی۔

اندر داخل ہوتے وقت
سکیورٹی نے سب کے بیگ چیک کئے۔
کیمرے کا سامان، لیپ ٹاپ، پروجیکٹر...
سب رسمی انداز میں تحویل میں آیا—
لیکن جیسے ہی وجوہائی کورو کا گیا،
انہوں نے ہنستے ہوئے کہا:

> "میرے ہاتھ میں صرف چائے کا کپ ہے بیٹا...
فلم کی اجازت چاہیے تو کپ بھی لے لو!"

سیکوریٹی والے مسکرا دیے،
 اور ٹیم کو سنٹرل ہال میں لے گئے۔
 جہاں چھت پر گنبد نما شاندار آرکیٹیکچر،
 سامنے اسپیکروں کے بیچ ایک بڑی اسکرین،
 اور قطار در قطار گدی دار سرخ نشستیں...

تو صیف کی سرگوشی نکلی،
 ”یہ وہی جگہ ہے جہاں کبھی راجندر پرساد اور نہرو بیٹھتے تھے...“
 اماں نے چونک کر کہا،
 ”اور آج اس جگہ پر ہماری فلم چلنے والی ہے...!!“

ماریا نے پروجیکٹر سیٹ کیا،
 آکاش نے آخری بار USB قلم پکڑا
 جس میں پوری فلم تھی۔
 تھوڑی دیر میں مختلف سیاسی جماعتوں کے اراکین،
 میڈیا ہاؤسز، دانشور، فلم نقاد
 اور کچھ سابق وزراء ثقافت آ کر بیٹھنے لگے۔

روزینہ میرزا سب LIVE کر رہی تھی:
 ”دیش کی تاریخ میں پہلی بار
 ایک غیر سرکاری، عوامی فلم

پارلیمنٹ کے سینٹرل ہال میں...
 بغیر سنسر، بغیر ترمیم کے دکھائی جانے والی ہے۔
 نام ہے — ایک چائے دو سگریٹ۔”

ہال میں سناٹا...
 صرف بھاری سانسوں کی آوازیں۔

ماریا نے آکاش کا ہاتھ دبایا —
 ”تم ٹھیک ہو؟“

آکاش نے آہستہ کہا:

> ”لگتا ہے جیسے
 پورا سفر، سڑک، بھوک، گودام، انکار، سفر، ہر سین —
 آج ایک ہی لمحے میں سمٹ کر
 چلنا یا رک جانا چاہتا ہے۔

اگر یہ فلم آج یہاں پسند نہ آئی...
 تو شاید ہمیں رگڑ کر مٹا دیا جائے۔

لیکن اگر سچائیاں ہال کی دیواروں سے ٹکرا گئیں
 تو شاید ہم وہ فلم بن جائیں
 جسے کبھی کوئی مٹانہ سکے!“

وجو بھائی نے تھکا ہاتھ آکاش کے سر پر رکھا—

"بیٹا، بس پروجیکٹر ON کر دے...

باقی فلم کا مالک اوپر بیٹھا ہے۔"

سینٹرل ہال کی اکثر لائٹیں بجھادی گئیں۔

صرف اسکرین روشن تھی۔

سب نگاہیں اس پر جمی تھیں—

کوئی ہنسی نہیں، خوشی نہیں— صرف ٹیسٹ سے پہلے والا سناٹا۔

آکاش نے قلم دبایا،

فائل چلی۔

اسکرین پر جھلکا...

چائے کا کپ،

سگریٹ کا دھواں،

اور الفاظ نمودار ہوئے:

presents..."STRUGGLER">

ایک چائے دو سگریٹ"

اور فلم— جو کبھی گودام کے دھندلے اندھیروں میں بنی تھی—

اب ملک کے سب سے روشن ہال میں سانس لینے لگی۔

باب نمبر: 84

"جب سناٹے کے نیچے فلم پارلیمنٹ میں چلنے لگی"

سنٹرل ہال کی پر شکوہ چھت کے نیچے
 چائے کے کپ کا پہلا شاٹ یوں ابھرا—
 جیسے کسی نے قانون کے کڑک دار کاغذ پر
 دھواں چھوڑ دیا ہو۔

فلم خاموشی سے آگے بڑھنے لگی:

نبیل کا سچا چہرہ...

شلیپا کی آنکھوں کا ٹوٹا مکالمہ...

توصیف کی ڈائری کے خالی صفحے...

آکاش کا بھیگا ہوا کلائمکس...

سیاستدانوں، میڈیا، افسران اور ممبرانِ پارلیمان کے سامنے
آئینہ بن کر ٹکنے لگا۔

کسی کے ماتھے پر شکن تھی...
کسی نے اپنی چشمہ درست کیا...
کچھ نظریں بار بار اسکرین سے ہٹ کر سوچنے لگیں...
مگر کوئی لفظ نہ بولا—
بس سناٹا تھا...

طویل، بوٹھا، سوچ میں ڈوبا ہوا سناٹا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد
جب اسکرین پر آخری شاٹ...
آکاش کے بہتے آنسو اور وہ جملہ آیا—

> ”اگر سچ بولنے سے کچھ بدلتا نہیں،
تو کیا ہمیں جھوٹ بول دینا چاہیئے؟“

-- تو سنٹرل ہال کی خاموشی
پتھروں کے ٹوٹنے کی طرح
--- چیرتی ہوئی محسوس ہوئی۔

فلم کے ختم ہوتے ہی

لائٹس آن ہو گئیں۔

کوئی تالیاں نہ بجی،

کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔

سب چپ چاپ اپنی سیٹوں سے جیسے بیٹھے کے بیٹھے سُکڑ گئے۔

ماریا اور پوری ٹیم سیمابی دلوں کے ساتھ

ہال کے پچھلے حصے میں خاموش کھڑی تھی۔

ان کے چہروں پر لکھا تھا:

> ”یہ سچا ہی ہماری سب سے بڑی آزمائش تھی۔۔۔ اب دیکھتے ہیں جواب کیا آتا ہے؟“

پانچ منٹ گزرے۔۔۔
تجھی،

اہستہ سے ایک دستک ٹوٹی۔

شری دتا کرشن دیوکر (وہی ممبر جو فلم کو اندر لائے تھے)

کھڑے ہوئے اور مائیک سنبھالا:

> ”میں اس فلم کو دیکھ کر

پہلی بار سنٹرل ہال میں اپنے آپ کو شرمسار محسوس کر رہا ہوں۔

کیونکہ ہم یہاں فیصلے لکھتے آئے ہیں۔

مگر سچائی وہاں لکھی گئی جہاں

چائے اور سگریٹ اور درد اور مٹی کے بیچ
یہ فلم بنی۔

میں پرزور انداز میں مطالبہ کرتا ہوں
کہ اس فلم کو قومی ورثے کی دستاویز
قرار دیا جائے۔

نہ صرف یہ فلم
سینماؤں میں چلے —
بلکہ اسکولوں، یونیورسٹیوں، اور سرکاری تربیتی مراکز میں
نصاب کا حصہ بنائی جائے!“

یہ جملہ ہال میں بم کی طرح پھٹا۔
کچھ چہرے حیرت زدہ،
کچھ چوکے،
کچھ حزمیت زدہ
اور کچھ باعزت جھکے ہوئے نظر آئے۔

پھر —
پہلی بار سنٹرل ہال میں
تالیاں بجیں۔
تھوڑی مگر سچی...

ہچکچاہٹ کے ساتھ اُبھرتی تالیاں...

جابر کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل آئے۔
نبیل نے کانپتی آواز میں سرگوشی کی:

> ”کیا یہ حقیقت ہے...؟
ہم جھونپڑی سے سیدھا تاریخ بنے جا رہے ہیں؟“

آکاش نے اوپر چمکتے ہوئے ہال کو دیکھا—
اور آہستگی سے کہا:

”اس دن کے لئے ہم نے سٹرگل کیا تھا...
نہ شہرت کے لئے...
نہ دولت کے لئے...
بس سچ کو عزت دلانے کے لئے!“

وجو بھائی نے پورے جسم کے ساتھ سجدہ ریز سا جھک کر کہا:

> ”سچ جیت گیا۔۔۔
اب چاہے زندگی ختم ہو،
یہ کہانی زندہ رہے گی!“

باب نمبر: 85

"فلم نصاب بنی... لیکن سٹرگل باقی رہا"

فلم کے سنٹرل ہال میں بجنے والے

وہ چند سچے تالیاں

رفتہ رفتہ پورے ملک کی خبروں میں بدل گئیں۔

اگلے چوبیس گھنٹوں کے اندر:

وزارت ثقافت نے باضابطہ اعلان کیا

”ایک چائے دو سگریٹ“ کو

نوجوانوں کے لیے موڈیوشنل فلم کے طور پر اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے خصوصی نصاب میں شامل کیا جائے گا۔

نیشنل آرکائیوز نے اسے "ہندوستانی عوامی سنیما" کے طور پر مستقل ریکارڈ میں محفوظ رکھنے کا فیصلہ کیا۔

اور POSTTRUTH کی سرخی تھی:

"جھوٹ پڑی سے نکل کر پارلیمنٹ تک پہنچنے والی فلم — ایسا سچ کبھی نہیں دیکھا"

گودام میں واپسی ہوئی تو
چھت اب بھی ٹوٹی ہوئی تھی،
لیکن سب کے دلوں میں
یہ یقین چمک رہا تھا کہ سچ کبھی مرنے نہیں سکتا۔

لیکن وجوہائی نے بیٹھتے ہی چائے پیش کی
اور ہولے سے مسکرا کر بولے:

>“ اب تم سب اپنے سفر کے شروع میں پہنچ گئے ہو۔”

نبیل نے حیرت سے پوچھا:
“شروع میں؟ سر... یہ تو ہماری جیت ہے!”

وجوہائی نے کہا:

>“ بیٹا،
فلم نصاب بننا کامیابی نہیں،
سچ کو زندہ رکھنا کامیابی ہے!

جب تم نصاب بن جاؤ گے
تو بچے تمہاری فلم یاد کر کے امتحان کے نمبر لیں گے—
لیکن اگر تم خود سچ بولنا چھوڑ دو،

تو پھر تم بھی نظام کا حصہ بن جاؤ گے۔”

آکاش خاموش ہو گیا۔

شلیپا نے گہری سانس لی اور کہا:

> ”تو مطلب یہ کہ سٹرگل ...

ابھی ختم نہیں ہوا؟“

ماریا نے ٹیبل پر ہاتھ مارا:

> ”بالکل نہیں!

اب حکومت چاہے ہمارے ساتھ فوٹو کھنچوائے،

میڈیا پیپروں میں گیت گائے—

ہمیں یاد رکھنا ہوگا

کہ یہ فلم سڑکوں سے پیدا ہوئی تھی

نہ کہ سرکاری ایوارڈز سے۔

ہم اگلی فلم شروع کریں گے

نئے سوال کے ساتھ۔

کیونکہ جو فنکار سچ بولنا چھوڑ دے،
وہ فنکار نہیں رہتا — صرف مجسمہ رہ جاتا ہے!“

وہی گودام،
وہی دیوار،
وہی پرانا بیچ...

آکاش نے سگریٹ بجھائی،
اور چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے دیوار پر لکھ دیا:

>”**“ ایک چائے دو سگریٹ — ختم نہیں ہوا۔

اب حصہ دوم
سچ وِداؤٹ پرمیشن — نئی کہانیاں — نئی چمکاریاں — نئی لڑائیاں **

اور سب نے دوبارہ سر ہلایا۔
کوئی جشن نہیں،

کوئی ریڈ کارپٹ نہیں —
صرف وہی سادہ عزم:

”جب تک چائے گرم رہے...
سگریٹ میں دھواں رہے...
اور سچ آنکھوں میں رہے...
ہم سٹرگل کرتے رہیں گے!“

باب نمبر: 86

"نیا سوال... پہلی جھلک"

فلم کو نصاب، یادگار، اور علامت مان لیے جانے کے بعد
چند دن تک گودام میں سکون سا رہا۔
دہلی سے لوٹنے کے بعد سب نے سوچا—
شاید اب چند لمحے آرام کے ملیں گے۔

مگر تخلیق کاروں کے نصیب میں
سکون کہاں لکھا جاتا ہے؟

ایک شام،
ماریا نے گودام کی خاموش ٹیوب لائٹ کے نیچے
سب کو پھر سے دائرے میں بٹھایا۔
سامنے خالی نوٹ بک،
اور اوپر عنوان:

> "فلم نمبر 3؟"

شلیپا چونک گئی: ”ارے... ابھی تو فلم نمبر 2 کا شور بھی کم نہیں ہوا!“

ماریا نے مسکرا کر جواب دیا:

> ”شور کے وقت نہیں،

سکون کے وقت سوچنے والے آگے بڑھتے ہیں۔

سوال یہ نہیں ہے کہ

کیا ہم اگلی فلم بنا سکتے ہیں...

سوال یہ ہے کہ

اگلا سچ کیا ہوگا؟“

امان خان نے سوال اٹھایا:

”ہم نے پہلی فلم میں جدوجہد دکھائی،

دوسری میں سچ لایا،

اب تیسری میں کیا کہیں؟“

تو صیف نے آہستہ سے اپنی نئی ڈائری کھولی،

اور لکھا:

> ”کیا ہم تیسری فلم میں
اُن لوگوں کی کہانی سنائیں
جو سچ بولنے والوں کو اندر ہی اندر
خاموش کر دیتے ہیں؟“

نبیل نے جذباتی ہو کر کہا:
”یعنی اب ہم سچ کو صرف دکھائیں نہیں گے،
بلکہ پوچھیں گے —
’وہ لوگ کون ہیں جو سچ سے ڈرتے ہیں؟‘“

ماریا نے میز پر ہاتھ مارا:

> ”ہاں!
نیا سوال یہی ہے —

’سچ کے دشمن کون ہیں؟‘

اگلی فلم میں ہم سچ دکھانے کے بجائے
* سچ کے قاتلوں کو بے نقاب کریں گے۔

ہم انھیں لے کر آئیں گے جو
اقتدار، مذہب، پیسہ، میڈیا...
سب کو استعمال کر کے
سچ کے گلے پر ہاتھ رکھتے ہیں! ”*

سب کو سانس پھولتی محسوس ہوئی—
جیسے کوئی تیز طوفان آنکھوں کے سامنے آکھڑا ہو۔

آکاش بہت دیر تک خاموش رہا—
آخر بولا:

> ”اس بار کھیل بہت بڑا ہوگا۔

شاید ہمیں خطرہ ہو،
جان کو بھی...
کیونکہ ہم اس بار صرف فلم نہیں دکھائیں گے،
ہم نظریں اٹھا کر سخت سوال پوچھیں گے—
جن کے جواب میں
خطرناک خاموشی ہو سکتی ہے!

لیکن اگر سب تیار ہیں
تو میں لکھ رہا ہوں

— فلم نمبر تین کا نام:
’سچ کا دشمن کون؟‘

وجو بھائی کے ہاتھ کپکپائے،
لیکن انہوں نے سر ہلایا:

’> چائے گرم، سگریٹ روشن...
تو چل پڑو—
نئے سوال کے راستے پر!‘

اسی رات،
نوٹ بک کا پہلا صفحہ بھرا:

’> فلم 3—

سچ کے دشمن کون؟”

لوکیشن: وہی گودام
پہلی ریسرچ: کل سے
اوپن کاسٹ: صرف بہادر لوگ

اور سب کو اندر سے لگا—
کہ اصل سٹرگل...
اب شروع ہونے جا رہی ہے۔

باب نمبر: 87

"تحقیق شروع... پہلا دھمکی بھرا خط"

فلم نمبر 3 کا سوال قلم پر سجا تھا:

> "سچ کے دشمن کون؟"

اور جیسے ہی اس سوال پر تحقیق شروع ہوئی —
فضا میں ایک انجانا خوف محسوس ہونے لگا۔

ماریا، آکاش اور روزینہ میرزا نے ریسرچ کے لیے
اخبارات، عدالتوں، پرانے مقدمات، سنسر ریکارڈز،
اور میڈیا بلیک آؤٹس کی تفتیش شروع کر دی۔

امان خان اور نیل روزانہ اسٹیشنوں، بس اڈوں،
اور تنگ گلیوں میں جا کر
ان لوگوں کا انٹرویو لیتے

جنہیں سچ بولنے کی وجہ سے نوکریوں اور زندگیاں گننانی پڑی تھیں۔

پہلا ہفتہ:

ہر دن دھول میں چھپے سچ ملنے لگے...
ہر رات گودام میں دیواروں پر نئے نقطے ابھرنے لگتے:

”صحافی قتل کیوں ہوتے ہیں؟“

”Whistleblower ایک کیوں ناکام ہے؟“

”کون لوگ خبر روکتے ہیں؟“

”سچ کو خاموش کرنے کا سب سے ’مہذب‘ طریقہ کیا ہے؟“

ایک رات جب سب ریسرچ سے لوٹ کر گودام میں داخل ہوئے،
تو دروازے کے نیچے اندر کی طرف
ایک لفافہ رکھا ملا—
سفید، بغیر نام کے۔

آکاش نے لفافہ کھولا۔

اندر بس ایک چھوٹا سا خط تھا—

ٹائپ کیا ہوا، بیدستخط:

OVERSTRUGGLE“*>

DAMAGE.ENOUGHHASFILMYOUR

سچ پر اب نہیں بولیں گے —

ورنہ اگلی بار

چائے اور سگریٹ دونوں میں

صرف خون ملے گا!“*

تو صیف کے ہاتھ سے کپ گرنے ہی والا تھا۔

نبیل کی آواز خشک ہو گئی،

“یہ... دھمکی ہے؟“

ماریا نے سنبھل کر خط کو پڑھا اور بولی:

>“یہ خط بتا رہا ہے

کہ ہم صحیح راستے پر ہیں۔

جو سوال خطرناک نہ ہو،

اس پر کوئی دھمکی نہیں بھیجتا...!“

شلیپا نے سگریٹ سلگا کر ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا:

>“سچ کے دشمن بتا رہے ہیں
کہ وہ ڈرنے لگے ہیں—
اب ہمیں قدم نہیں روکنا...
بلکہ تیز بڑھانا ہے!”

وجو بھائی نے لمبی سانس لی
اور خط کو آگ میں جلا کر رکھ کر دیا:

>“راکھ ہو جائے دھمکی...
ہمارا خون گرم ہے!

صبح سے کام دوبارہ شروع—
اور اب یہ فلم صرف فلم نہیں بنے گی...
یہ سچ کے دشمنوں کی نیند حرام کر دے گی!”

اسی رات

گودام کی دیوار پر

ریڈ پیٹ سے ایک جملہ درج ہوا:

>“فلم نمبر 3— خطرہ آپ کو منظور؟”

سب نے باری باری اس کے نیچے

اپنے دستخط کیے...

یہ جانتے ہوئے کہ

یہ سفر پہلے سے کہیں زیادہ

بڑا، ننگا اور خطرناک ہونے جا رہا ہے۔

باب نمبر: 88

"پہلی فہرست... دشمن نامعلوم"

دھمکی بھرا خط جلانے کے اگلے ہی دن
گودام میں ریسرچ کا نیا انداز اختیار کیا گیا۔

ماریا نے ایک بڑاوائٹ بورڈ دیوار پر لگا کر
اوپر سرخ حروف میں لکھ دیا:

<LISTTARGET-“سچ کے دشمن کون؟”

نیچے دو کالم بنائے گئے:

نشان زد لوگ مقصد

؟؟؟ سچ دبانا

؟؟؟ جھوٹ پھیلانا

؟؟؟ خوف بنانا

آکاش نے سب کو سخت لہجے میں کہا:

>“اب ہمیں جذباتی نہیں،
خاص تحقیقی ذہن سے کام کرنا ہوگا—

ایسے کردار تلاش کرنے ہیں
جو کبھی کھل کر مخالفت نہیں کرتے،
لیکن سچ کو اندر ہی اندر
زہر کی طرح سُکھاتے ہیں۔”

توصیف نے پہلا نشان لگایا:

1? “پولس کے وہ افسر
جو خبریں روکنے کے لئے دباؤ ڈالتے ہیں”

شلیپا نے دوسرا نام تجویز کیا:

”میڈیا ہاؤسز
جو پیسے لے کر اسٹوری بدلتے ہیں“

روزینہ میرزا نے کہا:

”3??“ فیک پروپیگنڈا چلانے والے IT سیل“
جنہوں نے کچھلی فلم کے وقت بھی ٹرول کیا تھا۔

امان نے ہاتھ اٹھایا:

>“ وہ لوگ بھی،
جو سچ بولنے والوں کو
شریف سماج سے کاٹ دیتے ہیں —

بائیکاٹ کروہ!“

فہرست بنتی گئی...
دیوار بھرتی گئی...
اور سب کی آنکھوں میں ایک نئی چنگاری جاگتی گئی۔

شام ہوتے ہی

ایک اور واقعہ ہوا:

گودام کے باہر

ایک نوجوان لڑکی آئی—

دبلا جسم، آنکھوں میں خوف،

ہاتھ میں ایک کاغذ:

> ”میرا نام ستارہ ہے،

میرے بابا کب کس (Whistleblower) تھے

جنہیں سچائی لانے پر مار دیا گیا تھا۔

مجھے پتہ ہے

آپ نئی فلم بنا رہے ہیں، ”سچ کے دشمن کون“—

اگر آپ چاہیں

تو میں گواہی دینے تیار ہوں...

چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔“

گودام کا کام کرنے والا ہر شخص

جیسے ہل کر رہ گیا۔

سچ ایک بار پھر

اندر سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا—

اپنی قیمت مانگنے کے لیے!

ماریا نے ستارہ کے ہاتھ پکڑ کر کہا:

> ”ہماری فلم گواہیوں سے نہیں،

’ہمت‘ سے بنتی ہے —

اور تم نے وہ ہمت آج دے دی ہے۔

تم اب ہماری کہانی کی

’پہلی شہادت‘ ہو۔“

رات کو جب گودام کی لائٹس بجھیں،

فہم و خوف کے بیچ میں

صرف ایک جملہ گونجتا رہا:

”اگر سچ بولنے والوں نے ڈرنا شروع کیا

تو دشمن جیت جائے گا —

لیکن اگر ہم بولتے رہے،

تو شاید دشمنوں کے نام بھی لکھے جاسکیں گے...“

باب نمبر: 89

"ستارہ کی کہانی... پہلا انکشاف"

رات کے گہرے نیلے اندھیرے میں
ستارہ گودام کے خاموش کونے میں بیٹھی تھی،
چہرے پر تھکن، مگر آنکھوں میں وہ آگ
جو صرف کچھ کھودینے والے لوگوں میں ہوتی ہے۔

ماریا نے کیمرہ آن کیا،
اور بغیر کسی لائٹ، پروڈکشن یا اسکرپٹ کے
آہستہ سے پوچھا:

”بتاؤ ستارہ...“

تمہارا سچ کیا ہے؟“

ستارہ کی آواز کانپنے لگی،
لیکن اس نے اپنا دل مضبوط کیا:

> ”میرے بابا، نور الدین اقبال خان
سرکاری محکمہ کے جو نیوز اکاؤنٹنٹ تھے۔“

انہوں نے لاکھوں کاغبن پکڑا...
اور رپورٹ لکھ دی۔

اوپروالوں نے کہا—
’پیسہ لے لو، خاموش ہو جاؤ‘

لیکن بابا نے کہا
سچ بیچا نہیں جاتا!

تین ہفتے بعد
اُن کی لاش ملی، دریا کے کنارے...

پولیس نے لکھا:
”Accidental drowning.“

مگر ہم جانتے تھے—
وہ ڈوبے نہیں تھے،
دبوچ کر پانی میں مارے گئے تھے...!!!”

گودام کا ماحول تھر تھرا گیا۔
توصیف نے کیمرہ نیچے کر کے آنسو پونچھے۔
نبیل نے مٹھی کس کر کہا:

”یہ فلم ٹریلر نہیں...“

یہ گواہی ہوگی ستارہ—

ہم تیرے بابا کا سچ چھین کر دنیا کے منہ پر ماریں گے!“

ستارہ نے سراٹھایا:

> ”میری ایک ہی شرط ہے—

میرا چہرہ، میرا نام مت چھپانا۔

میں ڈر کر نہیں جینا چاہتی۔

اگر مجھے کچھ ہوا

تو یہ فلم ثبوت بنے گی

کہ سچ کے دشمنوں نے پھر

کسی سچ کو مارتھا!“

ماریا نے ہاں میں سر ہلایا—

”تم اب ہماری فلم کی پہلی گواہ ہو...“

اور شاید سب سے بڑی جان!“

اس گواہی کے فوراً بعد
 گودام کے باہر کھڑے پوسٹر پر
 ستارہ کے نام کے نیچے سرخ رنگ میں لکھا گیا:

>“شہادت #1—نور الدین خان Whistleblower کیس”

ٹیم نے خاموشی سے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے،
 بجلی چلی گئی—
 مگر اندر کی ہمت اور بڑھ گئی۔

آکاش نے آخری سگریٹ جلا کر کہا:

>“اب کھیل اور خطرناک ہے...
 یہ فلم اگر پوری بنی
 تو شاید کچھ دشمنوں کے نام
 پہلی بار دنیا کو پتا چلیں گے—

اور اگر درمیان میں رکوا دی گئی...
 تو یہ فلم خود ثبوت بن جائے گی
 کہ سچائی سے کون ڈرتا ہے...!!”

وجو بھائی نے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا:

>“چلو بچو...“

اب سچائی کے قاتلوں کی گنتی شروع!“

باب نمبر: 90

"جب گنتی شروع ہوئی... اور پہلا بڑا خطرہ سراٹھا گیا"

ستارہ کی گواہی نے جیسے
گودام کی دیواروں میں
بجلی دوڑادی۔

اب تک فلم نمبر 3 ایک سوال تھی۔
اب وہ کھلی جنگ بننے جا رہی تھی۔

ماریانے اگلے دن صبح
وائٹ بورڈ پر سرخ مار کر سے لکھا:

">1LEVEL-LISTTARGET"

نیچے درج ہوئے تین خانے:

1. سرکاری دباؤ؟ ڈالنے والے

2. میڈیا کا سچ چھپانے والے

3. ”پروپیگنڈا گروپ“ جو ان کو بچاتے ہیں

گنتی شروع ہو گئی—

پرانے عدالتی کیسز، صحافیوں کی موت، سراٹھاتی سرخیاں،
گم شدہ whistleblowers کی فہرستیں ایک ایک کر کے جوڑ لی گئیں۔

ہر نام کے ساتھ سوال لکھا جاتا—

”یہ دشمن ہے... یا دشمن کے پیچھے کا دشمن؟“

دو پہر ڈھلنے ہی والی تھی کہ

گودام کے باہر ایک بلیک SUV آ کر رکی۔

کھڑکیاں بند، نمبر پلیٹ دھندلی۔

اندر سے کوئی شخص نہیں نکلا،

صرف ایک پیکٹ پھینک کر گاڑی غائب ہو گئی۔

نبیل نے کانپتے ہاتھوں سے پیکٹ کھولا۔

اندر کوئی خط نہیں تھا...

صرف ایک خون میں لت پت ٹوٹی ہوئی کرسی کی فوٹو

اور نیچے ایک لائن:

> ”آخری وارننگ۔

اگلا سین تمہاری کرسیوں تک پہنچے گا...!“

شلیپا نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے سر دلہجے میں کہا:

> ”اب یہ لوگ ہم سے نہیں...

ہمارے حوصلے سے ڈر گئے ہیں!“

ماریا نے بلا جھجک کہا:

> ”ڈرائیں یا قتل کی دھمکی دیں...

لیکن اس بار

ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے!

ہم دشمنوں کے چہرے اور نام فلم میں دکھا کر رہیں گے!“

آکاش نے فضا کو چیرتی آواز میں کہا:

> ”یہ فلم اب پروجیکٹر کے لئے نہیں بن رہی —

یہ ثبوت ہے —

جو دنیا دیکھے گی

اور دشمنوں کو بے نقاب کرے گی۔

چاہے اس کے لئے ہمیں جان کیوں نہ دینی پڑے!“

و جو بھائی نے رندھی آواز میں مسکرا کر کہا:

> ”جب انسان زندگی سے نہیں ڈرا۔۔۔

تو موت سے کیا ڈرے گا؟

چائے بناؤ۔۔۔

اور گنتی جاری رکھو!

اب کھیل بھڑک چکا ہے —

’سچ کے دشمن‘ کو بیوقوف کرنے والا سین۔۔۔

آغاز ہونے کو ہے!“

باب نمبر: 91

"پروجیکٹر آن... اور دوسری شہادت کی تلاش"

رات کے اندھیرے میں
 گودام کے بچوں بیچ وہی پرانا سفید کپڑا اسکرین کی طرح تان دیا گیا۔
 چائے کے کپ سامنے رکھے گئے،
 سگریٹ کے دھوئیں میں روشنی گھل رہی تھی—
 لیکن ماحول پہلے جیسا رومانوی نہیں تھا۔
 اب یہ جگہ تحقیقی جنگ کا کمرہ بن چکی تھی۔

ماریا نے پروجیکٹر آن کیا،
 اور اسکرین پر فائلیں، تصاویر اور شہادتوں کا مواد آنے لگا:

نور الدین خان Whistleblower کیس (ستارہ کے والد)؟

صحافی انوراگ پرتاپ سنگھ کا مشکوک ایکسپرنٹ؟

سنسر بورڈ سے کٹی ہوئی رپورٹیں؟

”سچ لکھنے پر لاپتہ ہونے والے شاعر“؟

آکاش نے کہا:

> “ہماری فلم میں ہر شہادت
صرف ایک واقعہ نہیں ہوگی...
ایک دھماکہ ہوگی
جو دشمنوں کو بے نقاب کرے۔

ہمیں اب دوسری گواہی چاہیے —
کوئی ایسا شخص، جو زندہ ہو...
اور اپنے دشمن کا نام لینے کی ہمت رکھتا ہو...”

اسی وقت روزینہ (صحافی) بولی:

“میرے پاس ایک خبر ہے،
لیکن خطرناک ہے...
سی بی آئی کا سابق افسر
جس نے ایک بڑے کرپشن کیس کی فائل کھولی تھی،
اب گوشہ نشین ہے۔

نام ہے...

ونو درائے شرما

(ریٹائرڈ، چھ سال سے خاموش!) ”

نبیل نے پوچھا:

”وہ بولیں گے کیا؟“

ماریا نے کہا:

> ”سوال یہ نہیں کہ وہ بولیں گے یا نہیں...“

سوال یہ ہے —

اگر وہ بول گئے... تو ہم بچیں گے یا نہیں؟

کیونکہ دوسری شہادت

ملک کی سب سے اونچی کرسیوں کو ہلا سکتی ہے۔“

شلیپا نے سگریٹ بجھا کر کہا:

> ”پھر ہم جارہے ہیں؟“

آکاش نے سر ہلایا —

”ہاں... کل صبح

و نو درائے شرما کو ڈھونڈنے کا سفر شروع!

ممبئی سے باہر... ایک دور دراز کمپ ٹاؤن۔”

تو صیف نے دیوار پر سرخ پینٹ سے لکھ دیا:

> ”شہادت #2 — تلاش جاری”

و جو بھائی نے آہستہ سے چائے کے دو کپ آپس میں ٹکرائے
اور زیر لب کہا:

> ”جہاں فلم ختم ہوتی ہے
وہاں ثبوتوں کی جنگ شروع ہوتی ہے...
اب سچ کے دشمنوں کو
بھاگنے کا موقع نہیں ملے گا۔”

گودام کی لائٹ بند ہوئی،
لیکن سب کی آنکھوں میں وہ روشنی جاگ اٹھی
جو صرف دشمن کو بیوقوف کرنے والے لوگوں میں ہوتی ہے۔

باب نمبر: 92

"ونودر اے شرماتک رسائی... اور حیرت انگیز انکشاف"

صبح سات بجے۔

گودی سے STRUGGLER ٹیم ایک چھوٹی دین میں روانہ ہوئی—

منزل: پالگھر کے جنگلات کے قریب ایک چھوٹا سا ٹاؤن

جہاں اطلاع کے مطابق

سابق سی بی آئی افسر ونودر اے شرمات

چھ سال سے "خود ساختہ خاموشی" میں زندگی گزار رہے تھے۔

راستے میں

شام سے پہلے ایک نیا سوال لکھا گیا:

> "کیا سچ بولنے والے چپ رہ جانے سے بچتے ہیں؟

یا وہ تب بھی دشمنوں کی لسٹ میں رہتے ہیں...؟"

دوپہر ڈھلے،

ان کی گاڑی ایک پرانی، ویران سی کوٹھی کے سامنے رکی۔
دروازے پر زنگ آلود تختی لٹکی تھی:

”DISTURBNOTDOPLEASE—(Retd.)V.R. Sharma “>

ماریا نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

کافی دیر بعد

سفید بڑھی داڑھی والا مرد باہر آیا۔

ہلکی خوفزدہ آنکھیں،

سانس بھاری،

ہاتھ میں لٹھ۔

آکاش نے اپنا تعارف دیا،

اور سیدھا سوال کیا:

> ”سر، کیا آپ ہماری فلم میں سچ بیان کر سکتے ہیں؟

کیونکہ آپ سچ کو جانتے ہیں—

اور سچ کے دشمن آپ کو خاموش رکھنا چاہتے ہیں۔“

و نو درائے شرما کی آنکھوں میں آنسو اٹھ آئے۔
 وہ دیر تک خاموش رہے...
 پھر آہستہ سے دروازہ کھول کر بولے۔

> ”اندر آئیے...“

میں 6 سال سے

اسی دن کا انتظار کر رہا تھا—

جب کوئی

ڈر کر نہیں...

سچ کے لئے آئے!“

اندر سرخ فائلوں کا ڈھیر،

اخباروں کی پیلی کترینیں،

ڈیوٹی میمو...۔

اور ایک کونہ جہاں لکھا تھا:

شرما صاحب نے اپنی کپکپاتی آواز میں کہا:

>“میں نے ایک کرپشن فائل کھولی تھی جس میں بڑے سیاستدان، بڑے صنعت کار، اور صحافی تک ملوث تھے۔

میں نے ثبوت جمع کئے
اگلے ہفتے پریس کانفرنس کرنا چاہی...

اگلی ہی رات...
میرا بیٹا 'راہل' لاپتہ کر دیا گیا!

اور مجھ سے کہا گیا—
چپ رہ جاؤ، ورنہ بیٹے کا قصور ہمیں نہیں ہوگا...

میں خاموش ہو گیا۔

فائل بند ہوئی۔
میں ریٹائر ہو گیا۔

اور آج تک نہ بیٹا ملا
نہ انصاف۔”

توصیف نے رُندھی آواز میں پوچھا:
 ”آپ ہمارے کیمرے پر یہ بات کہنے کو تیار ہیں؟“

شرمانے آنسو صاف کئے—
 اور پہلی بار مضبوطی سے بولے:

> ”ہاں—اب کہوں گا!
 اگر میری گواہی سے
 میرے بیٹے کی گمشدگی کا سچ سامنے آجائے
 اور باقی سچ بولنے والے بچ جائیں
 تو مجھے موت بھی منظور ہے...
 مگر سچ کو نہیں مرنے دوں گا!“

ماریا نے اس لمحے کو
 فلم کے لیے ”EVIDENCE SECOND“ قرار دیا۔

فصیل پر لکھا گیا:

> شہادت #2 — (Retd. CBI) Vinod Rai Sharma — بیٹے کی کمشدگی کیس

باہر شام گہری ہو رہی تھی۔

فضائیں سنسنی تھی —

کیونکہ اب فلم نمبر 3

صرف دشمن کو بیٹھا نہیں کر رہی تھی،

ان کے پتوں تک پہنچ رہی تھی۔

آکاش نے خاموشی سے سگریٹ جلائی اور کہا:

> ”ہم نے دروازہ کھول دیا ہے —

اب یا تو سچ کی باڑھ آئے گی...

یا پھر دشمن کا حملہ!“

باب نمبر: 93

"گواہی کے فوراً بعد... حملے کی پہلی دستک"

ونود رائے شرما کی گواہی ریکارڈ کر کے
جب ٹیم واپس گودام کی طرف نکلی،
تو وین کے اندر خاموشی گہری تھی—
جیسے ہر کوئی جانتا ہو کہ
انہوں نے ابھی ابھی کسی بہت بڑے سانپ کی دم پر پیر رکھ دیا ہے۔

رات تقریباً ایک بجے
گودام پہنچتے ہی
تو صیف نے دیوار پر تیسری خالی جگہ لکھ دی:

> "شہادت 3# —؟؟؟ (تیار رہو)"

تیز آواز آئی—

جیسے کسی نے پتھر مارا ہو۔
نبیل اور امان دوڑ کر باہر نکلے...
باہر کوئی نہ تھا،
صرف زمین پر ایک گھٹا ہوا گچھا پڑا تھا۔

سرخ دھاگے میں لپیٹا ہوا،
اندر سے خون ٹپکتا ہوا
ایک مُردار چوہا...
اور ساتھ لال قط پر ہاتھ سے لکھا پیغام:

> ”یہ پہلی وارنگ ہے۔
دوسرے ثبوت سے پہلے
فلم بند کرو...
ورنہ تم میں سے کوئی
اسی طرح ختم کر دیا جائے گا!“

امان کی سانسیں ٹوٹنے لگیں،
نبیل تھر تھرا کر پیچھے ہٹا—
مگر ماریا نے قدم جمائے رکھا،
پتھر کی طرح مضبوط لہجے میں بولی:

> ”اب یہ محض فلم نہیں رہی —

یہ خون کے دھبے والی سچائی ہے۔

اور یاد رکھو...

جتنا دشمن ڈرا؟ گا،

اتنا سچ گہرائی میں جائے گا!“

شلیپا نے سگریٹ کا کش بھرا —

دھوئیں کو آسمان کی طرف چھوڑ کر کہا:

> ”کل سے ہم شہادت #3 کی تلاش شروع کریں گے۔

اب پیچھے ہٹنا بزدلی ہے —

اور STRUGGLER کبھی بزدل نہیں ہوتا!“

وجو بھائی نے سب کو چائے تھمائی،

آہستہ سے کہا:

> ”یہ گودام اب جنگ کا مورچہ ہے...

دروازے پر چڑھایا گیا خون

ہمیں ڈرانے نہیں، جگانے آیا ہے۔

چائے تو بس...

ایک ہمت کا گھونٹ...

اور سگریٹ کا ایک سچا کش!"

آکاش نے اس دھمکی والے کاغذ کو اٹھا کر

دیوار پر ستارہ اور شرما والی شہادت کے درمیان سجا دیا—

اور نیچے لکھ دیا:

> "ہم تیار ہیں—

سچ کے دشمن...

اب تمہاری باری!"

گودام کے اندر لائٹ گل ہوئی،

باہر ہلکی بارش شروع تھی—

مگر اندر سب کی آنکھوں میں وہی پرانا عہد روشن:

"جب تک ایک چائے گرم رہے گی

اور سگریٹ سے دھواں اٹھتا رہے گا

سچ بولنے والوں کی جنگ جاری رہے گی!"

باب نمبر: 94

"شہادت نمبر 3 کی تلاش... نیادروازہ، نیازخم"

صبح کا سورج ابھی دھندلاتا تھا
جب گودام کے اندر ریسرچ مینٹنگ دوبارہ شروع کی گئی۔
دیوار پر دوسرے نام قطار میں جگہ گارہے تھے:

?? ستارہ (شہادت #1)

?? ونود رائے شرما (شہادت #2)

ماریا نے بورڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

> "اب تیسری شہادت چاہیے —
لیکن اس بار نہ صرف سچائی سنانے والا شخص...
بلکہ وہ، جس نے سچ کے دشمنوں کو آنکھوں سے دیکھا ہو!

ایسا گواہ جو خوف کے بیچ بھی زندہ ہو..."

توصیف نے ایک تازہ کٹ فائل ٹیبل پر پھینکی:

> ”یہ ہے: پرشانت تیواڑی کیس“ —

ایک مزدور لیڈر جس نے فیکٹری کے کرپشن کو بے نقاب کیا تھا۔

اس پر حملہ ہوا، ٹانگ ٹوٹ گئی،

اس کے بعد سے گوشہ نشین ہے...

دہلی کے مضافات میں رہتا ہے۔

اگر وہ بول پڑا —

تو نہ صرف سسٹم،

بلکہ کارپوریٹ دنیا کا چہرہ بھی ننگا ہو جائے گا!“

آکاش نے آنکھوں میں الجھن کے باوجود کہا:

> ”انہیں ڈھونڈنے کے لیے ہمیں دہلی واپس جانا ہوگا۔

لیکن وہاں ہمیں روکنے والے

سیاسی گروہ اور میڈیا گینگ

دوبارہ سرگرم ہو چکے ہیں۔

خطرہ ہے —

مگر شہادت 3# لانا ضروری ہے!“

سب نے سر ہلایا۔

امان خان بولا:

>“میں بھی آؤں گا۔۔۔

اب اس لڑائی کی قیمت میرا خون بھی ہو تو منظور ہے!”

اسی شام ٹیم دہلی کی طرف روانہ ہوئی۔

ہوا بوجھل، وین کا ماحول تناؤ بھرا—

راستے میں اچانک

وہی بلیک SUV نمودار ہوئی

جو پہلے گودام کے باہر دھمکی دے چکی تھی۔

وین کے قریب آ کر اس نے

بار بار ہارن بجایا، ڈرانے کی کوشش کی، راستہ کاٹا۔۔۔

نبیل نے گھبرا کے کہا:

“سر۔۔۔ وہی دشمن پھر آ گیا ہے!”

نے سانس بھری اور سخت لہجے میں کہا:

>“ڈرنا نہیں...

Speed بنا کر دلی پہنچو!

کیونکہ شہادت #3—

سچ کے دشمنوں کی موت کی گھنٹی ہو سکتی ہے...!”

کچھ گھنٹے بعد

دہلی کی آب و ہوا میں داخل ہوتے ہی

وین اچانک رک گئی۔

ٹائر کے نیچے نوکیلا کیلوں والا جال بچھا ہوا تھا—

پہیا پھٹ گیا۔

راستے میں نہ پولیس تھی نہ کوئی شخص نظر آ رہا تھا۔

سب کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

یہ کوئی اتفاق نہیں لگ رہا تھا...

بلکہ دشمنانِ سچ کا پہلا وار لگ رہا تھا۔

شلیپا نے ہلکی آواز میں کہا:

> ”اب پتہ چلا
کہ شہادتیں جمع کرنا
فلم بنانا نہیں —
اعلانِ جنگ کرنا ہے!“

آکاش نے لبوں کو کسا اور کہا:

> ”ہمیں رُکنا نہیں —
ٹائر بدلیں گے،
اگلا قدم... سیدھا پرشانت تیواڑی کے دروازے پر!

جو بھی ہو یہ ’فلم‘ خوف کے نیچے دفن سچ‘ کو
پہلی بار زندہ لے کر آئے گی...“

گہری شام،
بارش کے قطرے وین کی ونڈ شیلڈ پہ ٹپکنے لگے
اور ٹیم ہاتھوں میں کیمرہ، ڈائری، حوصلہ لیے
دھمکیوں کو روندتے
آگے بڑھ گئی۔۔۔
شہادت 3# کی طرف۔

باب نمبر: 95

"پرشانت تیواڑی... بند دروازے کے پیچھے کا خوف"

رات کے اندھیرے میں بارش ہلکے ہلکے برس رہی تھی۔

STRUGGLER ٹیم کی وین آخر کار دہلی کے مضافاتی علاقے نیہا کالونی کے ایک سنسان محلے میں رک گئی۔

سامنے بوسیدہ سامکان —

ٹین کی چھت، زنگ آلود گیٹ،

اور دیوار پر بقا کے لیے قائم ایک نام دھندلا سا لکھا تھا:

> "پرشانت تیواڑی، سابق مزدور یونین لیڈر"

توصیف نے ہلکی دستک دی۔

کوئی جواب نہیں۔

پھر تھوڑا زور سے۔

ہلکی سی جنبش ہوئی...

دروازے کے پیچھے سے کچھ سرسراہٹ...

لیکن کوئی دروازہ کھولنے کو تیار نہیں۔

ماریا نے آگے بڑھ کر دھیرے سے کہا:

> ”سر... ہم فلم بنانے نہیں آئے...“

سچ بچانے آئے ہیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں آپ کی کہانی نہ مرے—

تو براہ مہربانی دروازہ کھولیں...

ہم دشمن نہیں ہیں!“

تقریباً ایک طویل خاموشی کے بعد

دروازہ آہستہ سے ذرا سا کھلا۔

اندھیرے میں ایک کمزور، کانپتا ہوا چہرہ دکھائی دیا—

جسم پر پرانے کپڑے، ٹانگ پر ابھی بھی پٹی بندھی ہوئی۔

یہ تھے: پرشانت تیواڑی۔

وہ آدمی جسے فیکٹری کرپشن بینقاب کرنے پر

جعلی حادثہ دکھا کر ٹرک سے ٹکروادیا گیا تھا...

اور پولیس نے ”ٹریفک کیس“ قرار دے کر دائری بند کر دی تھی۔

پرشانت نے لرزتی آواز میں کہا:

> ”آپ لوگ نہیں جانتے...“

میں بولوں گا تو مجھے مار دیا جائے گا۔“

آکاش نے ایک قدم آگے بڑھ کر صرف یہی کہا:

> ”سر...

اگر آپ خاموش رہے —

تو دشمن ویسے ہی جیت جائے گا۔

مگر اگر آپ بول پڑے...

تو چاہے نقصان ہو —

سچ زندہ رہے گا،

اور اُن کے چہرے دنیا دیکھے گی!“

پر شانت کی آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

انہوں نے دروازہ پورا کھول دیا اور کانپتی سانس لے کر بولا:

> ”میں اب چھپ چھپ کر نہیں جی سکوں گا۔

ہاں... میں گواہی دوں گا!

بتاؤں گا کہ مجھے کس نے روکا،

کس نے مارا،

اور کون کون سی بڑی کمپنیاں پیچھے تھیں۔

میں ڈر کے سائے سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔۔۔

بس... ایک وعدہ:

اگر میں مار دیا جاؤں،
تو میری گواہی آپ کی فلم میں چلتی رہے...!!!”

گودام ٹیم نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا—
آج پہلی بار ایسا لگ رہا تھا کہ
فلم نہیں،
انقلاب اپنے قدموں پر کھڑا ہو رہا ہے۔

ماریا نے فون پر ”ریکارڈ“ کا بٹن دبایا۔
کیمرہ پر شانت کے چہرے کے سامنے تھا۔
آکاش نے آہستہ سے کہا:

> ”سر...

آپ اب ہماری تیسری شہادت ہیں...”

پر شانت نے گہری سانس بھری:

> ”ہاں...

شہادت #3—زندہ نہیں ہوں شاید زیادہ دن...

مگر سچ کو ہمیشہ کے لیے زندہ کر کے جاؤں گا۔”

بارش کے قطروں میں،

ٹوٹے دروازے کے باہر

STRUGGLER ٹیم نے ایک بار پھر سگریٹ جلائی،

اور آسمان کی طرف دیکھ کر دل میں کہا:

”دشمن چاہے کتنے بڑے کیوں نہ ہوں...

تیسری شہادت نے فائنل جنگ کا بغل بجا دیا ہے!“

باب نمبر: 96

"شہادت #3 کے بعد... پہلا قاتلانہ وار"

پر شانت تیواڑی نے کیمرے کے سامنے
اپنی کانپتی سانسوں کے سہارے
وہ سچ کہا
جو کبھی کسی نیوز چینل نے نہیں دکھایا تھا۔

گودام ٹیم نے عزم کر لیا تھا—
اب یہ فلم برداشت نہیں،
بغاوت کی دستاویز بنے گی۔

پر شانت کی گواہی ختم ہونے کے ٹھیک چار گھنٹے بعد
STRUGGLER ٹیم واپسی کے لیے وین میں بیٹھی تھی۔
بارش تھم چکی تھی،
موسم گمبیر حد تک خاموش تھا۔

نبیل نے وین اسٹارٹ کی ہی تھی کہ
پچھلے سے آنے والی وہی بلیک SUV
تیز رفتاری سے آکر ان کی گاڑی کے برابر آگئی۔

پہلے ایک جھٹکا...

پھر دوسرا...!

پھر اچانک طاقت سے

SUV نے وین کو سائیڈ سے ٹکرماری!

وین کا کنٹرول چھوٹا—

تو صیف، شلپا اور ماریا لڑکھڑائے—

ڈرائیونگ سیٹ سے نیل کی چیخ نکلی!!

ذرا سا بچاؤ...!

لیکن گاڑی ایک درخت سے ٹکڑکھاتے کھاتے رُکی۔

SUV چند لمحوں تک رکی رہی—

کھڑکی کے پار سے دھندلا سا سایہ نظر آیا:

چہرہ نہیں... صرف انگلی کا اشارہ:

”واپس مڑ جاؤ... یہ آخری تنبیہ ہے!“

اور اگلے ہی پل

گاڑی تیزی سے غائب ہو گئی۔

ماریا بمشکل سنبھلتے ہوئے بولی:

”اب واضح ہے—

دشمن صرف دھمکی نہیں دے رہا،

جان لینے پر آگیا ہے!!“

شلپا نے زخم خوردہ بازو کو سہلاتے ہوئے سگریٹ جلانی:

> ”تو ٹھیک ہے...“

اب فلم نہیں...“

جنگ شروع!

یا تو ہم سچ ماریں...“

یا سچ کے لیے مرجائیں!“

نبیل کے ہاتھ خون سے بھیگ رہے تھے

لیکن وہ ہنس پڑا:

”ہم ہٹا نہیں رہے،“

آگے بڑھو سر!“

آکاش کی آنکھوں میں وہ روشنی تھی

جو صرف دیوانگی کے مقام پر فنکاروں میں آتی ہے:

> ”اگر دشمن ہمیں قتل کی حد تک لے گیا ہے...“

تو ہم بھی فلم کو اتنی دور لے جائیں گے

کہ دنیا کے سارے دروازے ہل جائیں!

اگلا قدم:

عوامی شوٹنگ — کھلے عام گواہی #3 :::

ابھی LIVE!”

وجو بھائی نے کہا:

>“تم سب اب فنکار نہیں رہے...

تم آزادی کے سپاہی ہو۔

چائے بنا لو...

اور درد پر پی نہیں —

قسم لگاؤ...

کہ اب یہ جنگ رکے گی نہیں

چاہے کوئی مر جائے...!!”

وین کے شیشوں سے خون صاف کیا گیا،

زخم پٹی کیے گئے،

اور وہ تھکی ہوئی مگر آتش قدم ٹیم

پھر گودام کی طرف روانہ ہوئی —

جہاں نئی دیوار پر سرخ لفظ انتظار کر رہے تھے:

>“اب یا ’سچ‘ بچے گا...

یا ہم سب کے نام تاریخ میں شہید لکھے جائیں گے!”

باب نمبر: 97

"گودام میں پہلا LIVE عوامی ثبوت شو"

وین پر حملے کے بعد
 STRUGGLER ٹیم نے فیصلہ کیا تھا—
 اب سچائی کو چھپ کر نہیں،
 کھلے میں بولنا ہوگا۔

ایک دن بعد،
 گودام کے دروازے پر ایک بڑا بینر لگا دیا گیا:

#3 شہادت—SCREENINGPUBLICLIVE">*

فلاں تاریخ، شام سات بجے

’اگر سچ سے ڈرتے ہو تو مت آنا‘**

پورے شہر میں پمفلٹس بانٹے گئے۔

سوشل میڈیا پر Live Link ڈالا گیا۔

روزینہ میرزا نے پوری کورج سنبھالی۔

پیغام واضح تھا:

> ”ہمیں اگر بندوق سے ڈراؤ؟ گے،

تو ہم سچ کو مزید اونچی آواز میں بولیں گے۔ پبلک میں!“

شام سات بجے

جب گودام کی لائٹیں جلی،

لوگ دور دور سے آنا شروع ہوئے:

مزدور

طالب علم

رکشہ والے

کچھ سابق صحافی

حتیٰ کہ دو تین سرکاری افسر بھی
عام کپڑوں میں
پیچھے کھڑے، چہرے چھپائے دیکھنے لگے۔

ماریا نے ہجوم کو دیکھ کر کہا:

> ”ہم آج پہلی بار
شہادت #3 — پرشانت تیواڑی کی گواہی
Live دکھا رہے ہیں۔

اگر دشمن میں ہمت ہو
تو سامنے آ کر روکے —

یہ جنگ اب عوام کی ہے!“

آکاش نے تیز لہجے میں اعلان کیا:

> ”پروجیکٹر آن کریں!“

اسکرین پر پرشانت کا زخمی چہرہ ابھرا،
اور اُس کی گہری آواز

فضائیں گونجنے لگی:

>

* ”مجھے مارنے والے وہ نہیں تھے
جو دکھائی دیتے ہیں۔۔۔

اصل دشمن وہ کمپنیاں ہیں
جو سیاستدانوں کو خریدتی ہیں،
اور پھر ہمیں خاموش کروادیتی ہیں۔

میں جانتا ہوں
میرا نام لینے کے بعد
میری زندگی باقی نہیں رہے گی۔۔۔

مگر اگر میں چپ رہا
تو وہ قاتل کبھی بے نقاب نہیں ہوں گے! ”*

اسکرین کی روشنی عوام کے چہروں پر پڑی۔
لوگ تالی بجانے کے بجائے ساکت رہ گئے۔
کچھ نوجوان لڑکیوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔
ایک بزرگ مزدور نے مٹھی بلند کرتے ہو؟ کہا:

”یہ فلم نہیں — انصاف کی گھنٹی ہے!“

اسی لمحے

گودام کے باہر تین موٹر بائیک رکیں۔

ہیلیمٹ پہنے تین افراد

گیٹ کے پاس آ کر رُکے۔

ہجوم میں کچھ ہلچل ہوئی۔

نبیل، امان اور جابر مستعد ہو گئے۔

...but...

وہ تینوں بغیر کچھ کہے

صرف دور سے LIVE شو کو گھورتے رہے،

اور پھر بائیک تیزی سے غائب ہو گئی۔

شلپا نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے کہا:

> ”دشمن دیکھنے آیا تھا

کہ ہم ڈرتے بھی ہیں یا نہیں...

ہم نے جواب دے دیا۔

ہم نہیں ڈرتے!”

ماریا نے Live فیڈ بند کرتے ہوئے کہا:

> ”آج سے

ہر شہادت Live ہوگی —

تا کہ اگر ہمیں کچھ ہوا

تو عوام جان لے

کہ سچ کو کس نے مارا تھا!“

و جو بھائی نے آنسوؤں کے ساتھ کپ اٹھایا:

> ”STRUGGLER ٹیم نے آج جنگ کا رخ بدل دیا —

اب گولی نہیں، عوام بولے گی۔

سچا سینما وہ ہے

جو قاتل کو بھی کیمرے کے سامنے پیس کر دے۔۔۔“

چائے کے کپ ٹکرائے گئے،

صبح کی تیاری شروع ہوئی —

کیونکہ اگلا قدم

کسی بھی لمحے جان لیوا ثابت ہو سکتا تھا۔

باب نمبر: 98

"گواہی کی تلاش... اور گودام کے باہر دھماکہ"

شہادت #3 کے Live شو نے
شہر بھر میں سنسنی پھیلا دی تھی۔
لوگ اب STRUGGLER فلم کو
صرف فلم نہیں،
ایک چلتی ہوئی لڑائی سمجھنے لگے تھے۔

گودام کے باہر روز نئے لوگ آرہے تھے:
کوئی اپنے زخم دکھا کر گواہی مانگتا،
کوئی خفیہ کاغذات تھا کر چلا جاتا،
کوئی کہتا—
"مجھے بھی نئی فلم میں سچ بولنے دیں!"

ماریانے اپنی نوٹ بک میں لکھا:

>"شہادت #4 کی تلاش شروع—

اب ہمیں سچ کی آگ پورے ملک میں پھیلانی ہے!"

اسی شام 6 بجے،
جب سب گودام کے اندر اگلے پلان پر بحث کر رہے تھے،
باہر سے زوردار دھماکے جیسی آواز آئی—
پھٹاخ!!!

زمین ہل گئی،
دروازے کے شیشے کانپ گئے۔
سب بوکھلا کر باہر دوڑے۔

باہر گیٹ کے پاس
ایک سائیڈ پر موٹی دھوئیں والی آگ اٹھ رہی تھی
جیسے پٹاخہ یا چھوٹا بم پھینکا گیا ہو!

گلی کے کونے سے کچھ سائے بھاگتے نظر آئے۔

نبیل نے زور سے چیختے ہوئے کہا: ”کوئی تھا! بھاگ کے نکل گیا!!“

امان نے لپک کر پانی پھینکا۔
دھواں چھٹا...

اور گیٹ کی دیوار پر
ایک بھیا نک سفید چاک سے لکھا پیغام نظر آیا:

Stop NOW.“>

اگلی بار صرف دیوار نہیں پھٹے گی—

تم پھٹو گے!”

شلیپا نے سگریٹ کا کندہ زمین پر رگڑتے ہوئے کہا:

>“لو... اب دھمکی سے دھماکے تک بات آگئی ہے۔

دشمن اب بتا رہا ہے کہ وہ صرف کھیل نہیں رہا—
مارڈالنے پر آگیا ہے!”

توصیف کی آواز بھرا گئی:
“سر... کہیں ہمیں چوتھی شہادت لینے سے پہلے ہی نہ ختم کر دیا جائے...!”

لیکن اس سے پہلے کہ خوف پکڑتا،

آکاش نے بلند آواز میں کہا:

>“بھاڑ میں جائے خوف!

ہم خاموش نہیں ہوں گے—
یہ دھماکہ ہماری فلم کی اگلی آواز بنے گا۔

اب گواہی نہیں،
دشمنوں کے نام سامنے لانا ہے!”

ماریا نے LIVE کیمرہ فوراً آن کیا۔
اس دھماکے والی دیوار، دھواں اور چاک والے الفاظ کو دکھاتے ہوئے
دنیا بھر کو LIVE پیغام دیا:

> ”سنو سچ کے دشمنو!

تم بم پھینکو،
دھمکیاں دو...

ہم گودام سے نکل کر اب ہر شہر میں Live گواہی شو کریں گے۔

اب تمہاری فکر نہیں —
صرف سچ کی فتح کی فکر ہے!”

وجو بھائی نے سب کو چائے دیتے ہوئے کپکپاتی آواز میں کہا:

> ”جس فلم کے دروازے پر دھماکہ ہو
وہ فلم نہیں رہتی...
وہ انقلاب بن جاتی ہے!”

آدھی رات کو چائے کی چسکیوں کے بیچ
گودام کے اندر ایک پُر جوش سرگوشی گونجی:

”اب شروع ہوگا آخری راؤنڈ—
سچ کوروکنے والے... یا تو بھاگیں گے
یا بینقاب ہوں گے!“

باب نمبر: 99

"اعلانِ آخری معرکہ — TOUR"GAWAHI LIVE

ہم جیسی آواز اور دھمکی آمیز دیوار کے باوجود
STRUGGLER ٹیم کے قدم نہیں کانپے...
بلکہ اور مضبوط ہو گئے۔

گودام کے بچوں بیچ جمع ہو کر
ماریا نے سب کے سامنے ایک نقشہ بچھا دیا —
پورے ہندوستان کا نقشہ۔

اس کے ارد گرد سرخ سرکل بناتے ہوئے اُس نے کہا:

> "اب ہم صرف گودام میں Live شو نہیں کریں گے...
بلکہ شہادتوں کو لے کر
پورے ملک کے لوگوں کے پاس پہنچیں گے۔"

نے نقشے پر بہت بڑے لفظ لکھے:

”ROUND FINAL—TOUR KASACH“>

? ممبئی

? پونے

? ناگپور

? بنگلور

? کولکتہ

? لکھنؤ

? بھونیشور

? احمد آباد

? دہلی (آخری شو... پارلیمنٹ کے برابر!)

توصیف جوش میں بولا:

”یعنی... پورے ہندوستان میں نو SHOOT... GAWAHILIVE!!“

شلپا نے سگریٹ بجھا کر کہا:

> ”جس سچ کے دشمنوں نے ہمیں ڈر کے مارنے کی کوشش کی

اب ہم اُسی سچ کو

اُن کے ہر شہر میں لے جائیں گے—

تاکہ پیٹہ چل جائے
کہ آگ کہاں سے اٹھتی ہے... اور ختم کہاں ہوتی ہے!”

وجو بھائی نے ہاتھ اوپر اٹھا کر قسم لی:

>“ اگر ہم میں سے کوئی مارا جائے بھی...
TOUR ر کے گاہیں!

اس بار سچ کو
ملک کے خون میں گھول دینا ہے!”

ماریا نے پاؤں فل مائیک اٹھا کر LIVE اعلان کر دیا:

>“ دھیان سے سن لو!

STRUGGLER ٹیم
فلم نمبر 3 کے ROUND FINAL کے لیے نکل رہی ہے —

ہر شہر میں LIVE گواہی،
ہر گلی میں سچ کا پردہ!

اگر تم سچ کے دشمن ہو...
تو ہم تمہارے گھر کے دروازے پر آئیں گے۔

اگر تم سچ کے حمایتی ہو...
تو ہمارے ساتھ چلو—
?

کیونکہ اب فلم نہیں،
یہ انقلاب یا ترا ہے!

ہزاروں شیراز، ٹرینڈنگ ہیش ٹیگز:

#SachKaTour>

#LiveGawahi

#StrugglerFinalRound

نبیل نے نقشے پر سرخ مار کر سے آخر میں لکھ دیا:

> ”منزل: دہلی—

یا تو سچ کا جھنڈا ہرا کر لوٹیں گے

شہادت کے ساتھ تاریخ بنیں گے!”

گودام میں سب نے ایک ساتھ چائے کے کپ اٹھائے —
اور اعلان کیا:

“ایک چائے... دو سگریٹ...
اور آخری جنگ شروع!!!”

باب نمبر: 100

"ملک گیر TOUR کا پہلا پڑاؤ — ممبئی سے بغاوت کا آغاز"

گودام کی خاک آلود چھت کے نیچے
 STRUGGLER ٹیم نے وہ سب سمیٹا
 جس نے ایک کہانی کو انقلاب میں بدلا تھا —
 پروجیکٹر، کیمرے، شہادتوں کی ہارڈ ڈسک،
 اور سینکڑوں پمفلٹ جن پر صرف ایک سطر درج تھی:

> "سچ دیکھنے کی ہمت ہو، تو آؤ!"

Tour کا پہلا پڑاؤ رکھا گیا:؟ ممبئی — جہاں پہلی فلم نے آنکھ کھولی تھی!

یہ طے ہوا کہ پہلی LIVE گواہی
 کسی بڑے تھیٹر یا آڈیٹوریم میں نہیں،
 بلکہ ممبئی کے سب سے مشہور فن پاتھ
 "باندرا کارٹر روڈ" پر دکھائی جائے گی —
 جہاں ساحل سے ہو کر شہر کی ہوا بدلتی ہے
 اور نوجوان راتوں کو سپنے آنکھوں میں لیے گھومتے ہیں۔

شام 8 بجے۔

کارٹر روڈ کی روشنیوں کے بیچ
ستا ہوا سفید کپڑے کا پردہ لگایا گیا۔
لوگ حیران ہو کر دیکھنے لگے۔
”یہ فلمی شوٹنگ ہے کیا؟“
لیکن ماریانے مائیک سنبھال کر صاف کہا:

> ”نہیں۔“

یہ فلم نہیں...
گواہی کی جنگ ہے۔

آپ سب تیار رہیں۔

آج آپ کو بتایا جائے گا
سچ کے دشمن کیسے دکھتے ہیں...

”LIVE!“

آکاش نے پہلا سوال مجمع سے کیا:

> ”کیا آپ جانتے ہیں کہ
کسی مزدور لیڈر کو مار کر حادثہ دکھا دیا جاتا ہے؟

کیا آپ جانتے ہیں
کہ سچ بولنے والے CBI افسر کا بچہ غائب کر دیا جاتا ہے؟

آج ہم وہ ثبوت دکھائیں گے
جو خبروں میں کبھی نہیں آئے!

لوگ رکنے لگے۔
راگبیر، کار چلانے والے، joggers...
سب ایک ایک کر کے؟ نارے پر آ بیٹھے۔
LIVE ٹرانسمیشن آن ہو چکا تھا۔

پہلے ستارہ — پھر نو دشرما — پھر پرشانت تیواڑی کی گواہیاں
ساحل کنارے اسکرین پر ابھریں۔

ہوا میں سچائی کا وزن بڑھنے لگا —
تالیاں نہیں بجیں...
چہرے سنجیدہ ہوئے...
کچھ آنکھیں بھرا آئیں۔

پھر اچانک —

پیچھے کھڑے دونو جوان بلند آواز میں بول اٹھے:

”ہمیں بھی بولنا ہے!“

ہم بھی STRUGGLER ہیں...

ہم بھی اپنی گواہی دینا چاہتے ہیں—

Live Tour میں!“

ماریا نے چونک کر مائیک اُن کے حوالے کیا:

”بولیے، آپ کا سچ کیا ہے؟“

لڑکے نے بھڑکتی آنکھوں کے ساتھ کہا:

> ”ہم فیکٹری کے ورکر ہیں...“

ہمارے ساتھ ظلم ہوتا رہا۔

جس نے آواز اٹھائی اسے لاپتہ کر دیا گیا۔

ہمیں یقین تھا کہ کوئی نہیں سنے گا...

مگر آج ہم نے دیکھا کہ

سچ کو کوئی فلم والا نہیں...

STRUGGLER زندہ کر رہے ہیں!

ہمیں Tour میں شامل کریں—

تا کہ ہم بتا سکیں

کہ دشمن کون ہے!“

آوازیں اٹھنے لگیں:

”ہم بھی!“

”ہم بھی اپنی گواہی دینا چاہتے ہیں!“

”Tour ہمیں بھی ساتھ لے چلو!“

اتنا کہ

پولیس، جو دور سے خاموش تماشائی بنی تھی،

اب قریب آنے کو مجبور ہو گئی—

کیونکہ کارٹر روڈ پر سچائی کا مجمع بڑھتا جا رہا تھا۔

شلپا نے جوش میں سگریٹ بجھا کر کہا:

”> سرکار ڈرے یا مافیا ڈرے—

Tour اب صرف ہمارا نہیں رہا...

یہ ملک کی ہمیت کا Tour بن گیا ہے!“

پہلا پڑاؤ ختم،

مگر بغاوت کا آتش فشاں بھڑک چکا تھا۔

اب اگلا اسٹاپ—

؟ پونہ

جہاں TEAMSTRUGGLER اب
اور بھی بڑی، بے قابو گواہی لے کر پہنچنے والی تھی۔

دیدہ و دانستہ ...

و بال جان بن کر!

باب نمبر: 101

"پونہ میں سینما نہیں... گلیوں میں عدالت"

ممبئی کے ساحل پر سچ کی پہلی لڑائی کے بعد
TOURSTRUGGLER اپنی اگلی منزل کی جانب نکلا—

؟ پونہ شہر

جہاں نوجوانوں کی بغاوت،
اسٹارٹ اپس کی چمک اور تاریخی باغی روح
ایک ساتھ سانس لیتی ہے۔

لیکن اس بار ٹیم نے فیصلہ کیا—
کوئی پارک، کوئی ہال، کوئی ساحل نہیں!
انہیں اپنی فلم نہیں،
لوگوں کا ضمیر جگانا تھا۔

چنانچہ Gawahi LIVE شو ہوا
پونہ کی سب سے مشہور نارو پاٹھکر گلی میں
جہاں دن بھر بڑے کالجوں کے اسٹوڈنٹ آتے جاتے رہتے ہیں۔

شام، گلی میں عجب منظر:
 چھوٹا پرو جیکٹر،
 گلی کے بیچ لگا سفید کپڑا،
 اور ایک تختی پر ہاتھ سے لکھا:

> ”آج فلم نہیں... ‘خفیہ سچ’ کی عدالت لگائی جائے گی!“
 جمع ہونے والوں سے درخواست —
 جج نہیں... انسان بن کر سوچیں!

سات بجے
 آکاش نے مائیک اٹھایا:

> ”ہم سنیما نہیں دکھائیں گے —
 آج ہم ‘مقابل’ میں بیٹھ کر گواہی سنیں گے۔“

کیا آپ لوگ تیار ہیں
 اپنی گلی میں
 سچ پر چلنے والی عدالت دیکھنے کے لیے؟“

گلی کے دکاندار، ریڑی والے، اسٹوڈنٹس
رک رک کر بیٹھنے لگے۔
کچھ گھر کی بالکونیوں سے جھک کر دیکھنے لگے۔

پہلی اسکریننگ چلی
ونو درائے شرما اور پرشانت تیواڑی کی شہادت۔
دوسری بار LIVE مائیک گھمایا گیا:

> ”کیا کوئی دوسرا شخص اس عدالت میں
اپنی گواہی دینا چاہتا ہے؟
سچ جو دل میں دبا ہے—
وہ آج بولے!“

چند سیکنڈ سناٹا۔

پھر...

ایک عورت آگے آئی—
ساڑی میں، آنکھوں میں آنسو،
اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑے ہوئے۔

> ”میرا شوہر میونسپلٹی میں تھا۔

اس نے شہر کی بدعنوانی اور ریاضی مافیا کے خلاف فائلیں جمع کیں۔

ایک دن گھر لوٹا...

اگلے دن اس کی موت کو ہارٹ اٹیک کہہ دیا گیا۔

میں جانتی ہوں — وہ انہیں بے نقاب کرنے والا تھا۔

لیکن میں بیوہ ہونے کے بعد چپ ہو گئی

کیونکہ... مجھے ڈرتھا کہ میری یہ بچی زندہ رہے یا نہ رہے۔

آج آپ کو دیکھ کر

پہلی بار ہمت آئی۔

میری بھی گواہی ریکارڈ کیجئے۔

چاہے انجام کوئی بھی ہو!

گلی میں سناٹا جما رہا...

پھر کسی نے تالیاں نہیں،

بس مٹھی بند کر کے ہوا میں اٹھادی —

STRUGGLER کا اشارہ۔

ماریا نے روکا کلمہ زبان پر روک کر،

مائیک بلند کیا:

’یہ فلم نمبر 3 کا اصل سین ہے۔
جب کہانی خود لوگوں کی زبان سے نکل کر
گلی میں عدالت لگا دیتی ہے۔

اگر سسٹم کا کورٹ انصاف نہیں دے گا
تو یہ گلیاں انصاف کو جنم دیں گی!“

پونہ پولیس دور کھڑی تھی،
کچھ سیاسی چہرے بھی راستہ دیکھنے لگے۔
مگر کوئی ایکشن نہ لے سکا...

کیونکہ اب یہ SHOW نہیں تھا۔
ایک عوامی عدالت بن چکا تھا۔

رات کو گودام کی ٹیم نے فیصلہ کر لیا:

>“اگلے سبھی شہروں میں
گلیاں ہماری عدالت ہوں گی۔

اب

"Public Court of Truth" کے نام سے چلے گا!"

وجو بھائی مسکرائے،

اور کہا:

> "چل پڑو بچو..."

کہیں ایسا نہ ہو

سچ کے دشمن خود آ کر

اس عدالت میں اپنی صفائی پیش کرنے لگیں!"

اگلا پڑاؤ—

? بنگلور...

جہاں ٹیکنالوجی کی چکا چوند

اور سچ کی گلیاں

ٹکرائے والی تھیں!

باب نمبر: 102

"بنگلور میں سچ کی عدالت، اور پہلا کھلا حملہ"

TOURSTRUGGLER جب پونہ سے نکل کر

جنوب کی جانب بڑھا،

تو ہر شہر میں سچ کی عدالت لگنے کی خبر پہلے سے پہنچنے لگی۔

اگلا پڑاؤ تھا:

؟ بنگلور — جہاں ٹیکنالوجی، طاقت، اور خاموشی کر دینے والی چمک ساٹھ ساٹھ چلتے ہیں۔

Gawahi Court LIVE اسی بار

بنگلور کے مشہور Road Metro Station MG کے پاس لگایا گیا —

جہاں روز ہزاروں نوجوان، سافٹ ویئر انجینئر، کالج اسٹوڈنٹس گزر جاتے ہیں۔

ماریا نے گتے کی تختی پر لکھوا دیا:

> "آج فلم نہیں — سچ کا مقدمہ چلے گا۔"

اگر تم میں ہمت ہو... گواہ بنو اگر تم ڈرتے ہو... سامع بھی بنو! **

غروبِ آفتاب ہوتے ہی

پروجیکٹر آن ہوا،

اور LIVE گواہی #1، #2، #3

(ستارہ، ونود شرما، پرشانت تیواڑی)

اسکرین پر چلنے لگیں۔

بنگلور کے نوجوان ایک ایک کر کے رکنے لگے —

کوئی پہلی بار حیران،

کوئی سنجیدہ،

کوئی اضافہ کرنے کے لیے بیچین۔

ماریا نے مائیک اٹھا کر کہا:

> ”کیا کوئی اور STRUGGLER یہاں موجود ہے

جو سچائی کے دشمنوں کے خلاف بولنے کی ہمت رکھتا ہو؟

اس عدالت میں جج نہیں،

صرف گواہ بنتے ہیں!“

پہلے تو سناٹا۔

پھر ایک دہلی پتلی لڑکی آگے آئی۔

نام: اشیتا آر

(IT کمپنی میں جونیئر انجینئر)

اس نے کپکپاتی آواز میں کہا:

> ”میں نے اپنی کمپنی میں

کرپشن اور دباؤ کے خلاف بولنے کی کوشش کی تھی۔

انہیں لگا—ایک لڑکی ڈر جائے گی۔

مجھے جنسی الزام میں پھنسا کر نوکری سے نکالا گیا...

سچ بولنے پر character assassination کر دی جاتی ہے۔

اگر آپ مجھ جیسی ہزاروں لڑکیوں کے لیے بولیں گے

تو میں اپنی گواہی LIVE دیتی ہوں—

چاہے میری زندگی تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے!“

ہجوم میں سیاست دانوں کی آواز اُٹھی:

”ہم تمہارے ساتھ ہیں!!“

ماریا نے ہاتھ اٹھا کر اُس لمحے کو
شہادت #4 قرار دیا۔

لیکن جیسے ہی Court LIVE ختم ہونے کو آئی،
اور لوگوں نے تالیاں نہیں بلکہ نعرے لگانے شروع کیے:

”ZINDABADSTRUGGLER“

”!LADENGELIYEKESACH“

اچانک ایک گروپ نے اسکرین پر
پتھر پھینکنا شروع کر دیا!

— ایک پتھر پرو جیکٹر پر
— دوسرا آکاش کے بالکل قریب
— تیسرا اشتیاء کے پیروں کے پاس

چنچ وپکار!

ہلچل!

لوگ ادھر ادھر ہونے لگے —

نبیل، جابر، امان نے فوراً کور بنایا۔

بنگلور پولیس دور کھڑی دیکھتی رہی...۔

کسی نے روکنے کی کوشش نہ کی۔

شلپا نے غصے میں لپک کر مائیک اٹھایا اور گرج کر کہا:

>”**“واہ رے دشمنو!

سچ Live آیا تو تم نے پتھر اٹھائے؟

اے شہر والو...۔

اب سچ کو بچانے کے لیے ہمیں

صرف کیمرے نہیں،

ڈھالیں بھی اٹھانی ہوں گی! ”**

جوم تالیاں بجانے لگا۔

کٹے پھٹے پرو جیکٹر کے باوجود

ماریا نے LIVE فیڈ دوبارہ آن کر کے بول دیا:

>”یہ TOUR رکے گا نہیں—

اگلا پڑاؤ کو لکتہ ہے۔

جس جس میں ہمت ہے

ہمارے ساتھ سچ کی عدالت میں آئے...۔

پتھراگردشمن کی زبان ہے

تو ہمارا جواب... عوام کی آواز ہے!”

باب نمبر: 103

"کولکتہ میں عدالت لگتے ہی... پہلی گرفتاری کی گونج"

بنگلور کے پتھراؤ؟ نے TOURSTRUGGLER کو روکنے کے بجائے
اور بھی بھڑکا دیا تھا۔

ٹیم زخمی پروجیکٹر، پھٹی بینر اور جلتے حوصلوں کے ساتھ
پہنچی اگلے شہر:

? کولکتہ

جہاں سڑکوں پر انقلاب کی پرانی خوشبو
اب بھی رس گلاب کی طرح بسی ہوئی ہے۔

Gawahi Court LIVE اس بار لگا
ایڈن گارڈن کے پاس ایک پرانی گلی میں —
جہاں دیواروں پر پہلے سے لکھا تھا:

>?????????????!"

(انقلاب ابھی باقی ہے!)

ماریا نے LIVE سکرین لگتے ہی نعرہ دیا:

> ”یہ سچ کی عدالت ہے —
اگر کسی نے سچ چھپایا تو وہ مجرم ہے،
جس نے بولنے کی ہمت کی، وہ STRUGGLER ہے!“

گلی کے لوگ جمع ہونے لگے:
مچھلی فروش، اسٹریٹ تھیٹر آرٹسٹ، طالب علم —
سب نے پرشانت، ستارہ اور ونود شرما کی گواہیاں سنیں۔
پھر آواز آئی:

”کیا کو لکتہ سے کوئی گواہی دے گا؟“

چند لمحے سناٹا...
پھر ایک دبلا پتلا آدمی،
رانگے ہوئے ہونٹ، پوشیدہ غم —
سامنے آیا۔

نام: ہرنا تھ داس
(پرائی ٹرام کمپنی کا سابق کنڈکٹر)

اس نے ڈمگاتی آواز میں کہا:

> ”میری نوکری گئی،

کیونکہ میں نے بتایا کہ کمپنی

مسافروں سے پیسے لیتے ہوئے

حکومت کو کم ریونیو بتاتی ہے۔

مجھ پر چوری کا الزام لگا،

پولیس نے کیس کیا،

میں جیل گیا...

میرے بچے نے اسکول چھوڑ دیا۔

میں بولا تو... سب نے کہا:

’سچ مت بولو، نہیں تو سب کچھ کھودو گے!’

لیکن آج میں بولوں گا—

یہ لے لو میری گواہی...

میں ’STRUGGLER عدالت‘ میں

اپنا بیان دے رہا ہوں!!”

ہجوم نے، ”??????!“ (سچ کی بے) کا نعرہ لگایا۔

ماریا نے زور سے اعلان کیا:

”یہ ہوئی شہادت #5“

کولکتہ نے اپنا سچ دے دیا۔
اب دیکھیں سچ کے دشمن یہاں کیا کرتے ہیں...!”

لیکن جیسے ہی LIVE شو ختم ہونے کو آیا—
پولیس جیپیں گلی میں داخل ہوئیں۔
ان کے ساتھ کچھ مقامی سیاستدان بھی تھے۔

اچانک ایک پولیس افسر نے مائیک چھین کر کہا:

> ”آپ لوگ disturb ORDER PUBLIC کر رہے ہیں،
بغیر اجازت ایسی عدالت نہیں لگا سکتے۔
LIVE نشر بھی غیر قانونی ہے!“

ماریا نے ڈٹ کر جواب دیا:

”سُور، جب سچ کو مارا جا رہا تھا،

تب disturb ORDERPUBLIC نہیں ہوا؟

اب سچ کا نام سن کر مسئلہ ہے؟

تو ہم عدالت کہیں اور لگائیں گے—

کیونکہ سچ کو کوئی روک نہیں سکتا!“

پولیس نے ایک گھنٹے تک بحث کی۔

لوگ سڑک کے بیچ کھڑے ہو گئے۔

آخر کار دباؤ میں آ کر پولیس کو پیچھے ہٹنا پڑا...

لیکن جاتے جاتے وہ کہہ گئے:

> ”آگے بڑھو...

مگر اگلے شہر میں اگر اجازت نامہ نہیں ہوا

تو گرفتاری طے ہے!“

ہجوم نے تالی نہیں،

بلکہ گھٹنے پر ہاتھ مار کر جواب دیا—

”STRUGGLER“ کبھی اجازت لے کر نہیں بولتا!“

رات گودام ٹیم نے کولکیتہ میں بیٹھ کر
ایک ہی لائن لکھی:

> باب 103 یاد رکھے گا کہ
اب اگلا شو نہ صرف LIVE ہوگا—
بلکہ گرفتاری کے خطرے پر ہوگا!

منزلِ بعدی:
؟ لکھو

جہاں TOUR کی عدالت کو شاید
پہلی بار جیل کا ذائقہ چکھنا پڑ سکتا ہے...

باب نمبر: 104

"لکھنؤ کی گلی... جب اچانک گولی چل گئی"

TOURSTRUGGLER جب

کولکتنہ سے نکل کر اودھ کی مٹی میں داخل ہوا،
تو پوری ٹیم جانتی تھی—

اگلا پڑاؤ سب سے زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے۔

? لکھنؤ — تہذیب میں لپٹا ہوا شہر،
جہاں سچ کہنے پر کبھی تالی ملتی ہے...
اور کبھی گولی!

LIVE سچ کی عدالت اس بار لگی

چوک کی پرانی حویلیوں کے سچ ایک تنگ گلی میں۔

گردنوں میں رومال،

ہاتھوں میں پمفلٹ،

اور وہی تختی دیوار پر چسپاں:

”اگر جراثم ہو تو آؤ:

”COURTGAWAHILIVESTRUGGLER

ماریا نے جیسے ہی پروجیکٹر اسٹارٹ کیا
اور شہادت #1، #2، #3، #4، #5 دکھانے کے بعد
ہجوم سے پوچھا:

>، لکھو!

کیا تم سچ کی اس عدالت میں
اپنا سچ سنانا چاہتے ہو؟

ایک لمحے کو سناٹا...

پھر ایک نوجوان شاعر آگے آیا:

نام: فیضان عباسی

(اسٹریٹ تھیٹر آرٹسٹ)

اس نے بھری آواز میں کہا:

>، دو سال پہلے میں نے اسٹیج پر

’سچ کہو‘ نام کی پلے کی—

اگلے دن مجھ پر FIR ہوئی،

مجھ پر Pressure ڈالا گیا،

کہ یا تو سر جھکا دو
یا گولی کھا لو۔

میں آج یہ LIVE کہتا ہوں:
جو سچ سے ڈرے وہ فنکار نہیں، غلام ہے۔

اس لیے میری گواہی ریکارڈ کرو—
چاہے اس گلی میں
ابھی... کچھ ہو جائے!”

اس کی آواز ختم ہوئی ہی تھی کہ

گلی میں ایک طرف کھڑے
دو مشکوک آدمیوں میں سے ایک نے
اچانک پستول نکالی—
ہجوم چیخ پڑا!

دھائیں!!!

گولی چل گئی۔

فیضان کے بالکل برابر کی دیوار پر

گولی لگی—

دیوار سے چونک کر چھوٹے پتھر گرنے لگے۔

گواہی LIVE چل رہی تھی۔

سب ساکت!!

شلپا لپک کر فیضان کو کور کر کے پیچھے کھینچتی ہے،

امان اور جابر سامنے ڈھال کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں۔

گولی چلانے والا شخص

بھیڑ میں افراتفری کا فائدہ اٹھا کر بھاگ گیا...

لیکن LIVE کیمرے نے

اس کی جھلک ریکارڈ کر لی تھی۔

پولیس دور کھڑی تماشا دیکھ رہی تھی،

کسی نے حرکت نہ کی۔

ماریا نے کانپتے ہاتھوں سے

Live Stream کو بند کرنے کے بجائے

اور بھی زور سے پکڑ کر کہا:

>“سنو لکھنؤ والو!

STRUGGLER عدالت میں

آج پہلی بار خون کی گولی گونجی ہے

لیکن یاد رکھو—

جب دشمن گولی پر اتر آئے
تو سمجھو سچائی جیت کے کگار پر ہے!!

اب ہم یہ کورٹ بند نہیں کریں گے—
اگلا پڑاؤ

دہلی فائنل ریڈزون— پارلیمنٹ کے باہر LIVE

جس میں نہ صرف شہادتیں چلیں گی،
بلکہ گولی کس نے چلائی،
وہ LIVE دکھایا جائے گا!”

فیضان عباسی نے کانپتے ہاتھ سے مائیک پکڑا:

>“گولی میری نہیں لگی...
مگر سینہ حاضر ہے—

لکھنؤ گواہ ہے،

اب میں آخری عدالت تک

FILMSTRUGGLER کے ساتھ جاؤں گا—

یہ لڑائی اب میری بھی ہے...!”

رات کو گودام ٹیم نے جلتی ہوئی لال لائٹ میں بیٹھ کر لکھا:

>? ** شہادت نمبر 6— فیضان عباسی (گولی کے باوجود زندہ گواہی)

اگلا: TOUR کا FINAL شو— STREET, DELHI PARLIAMENT

یا سچ مکمل ہوگا

یا تاریخ خون سے لکھی جائے گی! **

باب نمبر: 105

"آخری مارچ... دہلی کا دروازہ خون مانگتا ہے"

لکھنؤ کی گلی میں گولی چلنے کے بعد
STRUGGLER ٹیم کو اب پورا یقین ہو چکا تھا—
یہ صرف فلمی لڑائی نہیں رہی،
یہ انقلاب کا اعلان بن چکی ہے۔

راتوں رات وین تیار کی گئی،
فیضان عباسی (گواہی #6) کو مرہم کے ساتھ سمیٹا گیا،
اور گودام کے پرانے کپڑے والے تھیلے میں
پروجیکٹر، ہارڈ ڈرائیوز اور گواہیوں کی ریکارڈنگ رکھ کر
ٹیم نے آخری اعلان کیا:

? منزل: دہلی — پارلیمنٹ اسٹریٹ COURT FINALE LIVE
دیتے ہوئے آکاش نے کہا:

> "اگر ہم وہاں تک پہنچ گئے،
تو سچ کا پرچم لہرا کر آئیں گے۔"

اگر راستے میں مارے گئے—

تو یہ فلم خود ثبوت ہوگی کہ

سچ بولنے والوں کا ملک اب بھی نہیں جاگا...”

YATRA FINAL—VAN STRUGGLER??

گودام + ستارہ + ونو دشرما + پرشانت تیواڑی + اشیتا + فیضان
= سچ کی 6 شہادتوں کا قافلہ

شام 4 بجے

ممبئی۔ اگر اہائی وے پر تیزی سے دوڑتی وین میں

اندر سب اپنے آپس میں گواہی دہرا رہے تھے

تاکہ آخری شو میں ایک بھی لفظ کمزور نہ ہو۔

وجو بھائی بار بار دعا پڑھ رہے تھے،

شلپا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہی تھی،

ماریا LIVE کی تیاری کر رہی تھی:

>“جیسے ہی ہم دہلی سرحد میں داخل ہوں گے...

”ONCOURT FINAL—LIVE

؟؟ رات 9 بجے — دہلی سرحد کے قریب

جیسے ہی وین نے UP Delhi Border کو کراس کیا

ایک دم سڑک پر پولیس پیری کیڈ!

سرخ لائٹیں، وردی والے،

اور پیچھے کھڑی وہی پراسرار بلیک SUV.

نبیل نے بریک لگایا۔

ایک سینئر پولیس افسر آگے آیا:

>“ آپ لوگ TOURSTRUGGLER ہیں؟

ہمیں، اوپر سے آرڈر ہے —

آپ دہلی میں داخل نہیں ہو سکتے!

یہ ایریا سیکورٹی زون ہے...

آپ Arrest بھی ہو سکتے ہیں!”

ہوا ایک بار پھر رکنے لگی تھی۔

ماریا نے گاڑی کے اندر سے ONLIVE کیا۔

اور دنیا کو بتایا:

”دیکھو— وہلی ہمیں روک رہی ہے۔

ہم کوئی ہتھیار نہیں لائے،

صرف سچ لائے ہیں۔

ہم داخل ہوں گے...

چاہے پیر سے یا خون سے—

یہ ملک دیکھے گا:

سچ پارلیمنٹ تک پہنچتا ہے یا مٹ جاتا ہے؟”

پولیس نے وارننگ کی:

> ”اگر آپ آگے بڑھے— تو

دفعہ 144 لگ سکتی ہے،

آپ سب Arrest ہوں گے!”

آکاش گاڑی سے اتر کر

سیدھا بیریکیڈ کے سامنے آکھڑا ہوا

فیضان، ستارہ، اشیتا، سب قطار میں—

اور چیخ کر کہا:

> ”اگر سچ کو گرفتار کرنا چاہتے ہو
تو ہمیں گرفتار کرو—
لیکن دہلی یہ LIVE دیکھے گی
کہ پارلیمنٹ سچ کو روکنا چاہتی ہے!“

ہجوم دیکھتے ہی دیکھتے بڑھنے لگا...
میڈیا گاڑیاں، لوگوں کی لائیو،
Tweet پر Tweet:

#SachKoDilliAaneDo>
#StrugglerFinal

پولیس پریشان—
اوپر سے کال پر کال...
اور آخر کار 22 منٹ کے ٹکراؤ کے بعد
افسر نے کہا:

> ”ہمیں ہدایت ملی ہے،
آپ پارلیمنٹ اسٹریٹ تک جاسکتے ہیں...
لیکن کوئی غیر قانونی شوہوگا

تو فوراً Arrest کریں گے۔”

VANSTRUGGLER چل پڑی...

دھندلی ہوا میں

شہادتوں سے بھری چھ لپٹیں —

ایک آخری جنگ لڑنے کو تیار۔

و جو بھائی کی آنکھوں سے آنسو چھلکے:

>“بس اب رب سے دعا ہے...

وہ ہمیں زندہ آخری دروازے تک پہنچا دے۔”

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 106

"پارلیمنٹ اسٹریٹ LIVE— آخری عدالت لگ گئی"

صبح کی ٹھنڈی ہوا میں

سچائی کا وہ قافلہ

دھیرے دھیرے پارلیمنٹ اسٹریٹ پر آ کر رکا—

جہاں سرخ اینٹوں کی عمارتیں،

سیکیورٹی کے کیمرے،

اور سفید وردیوں کے حلقے

ایک خاموش دھمکی کی طرح موجود تھے۔

VANSTRUGGLER کے دروازے کھلے۔

آکاش، ماریا، ثلپا، نیل، فیضان، ستارہ، ونود شرما، پرشانت

سب ایک قطار میں اترے—

اور سیدھے اس مقام پر جا کھڑے ہوئے

جہاں سڑک کے بچوں بچ کبھی

پہلی فلم کا پوسٹر ہلکے سے چپکایا گیا تھا۔

اس بار انہوں نے بڑے حروف میں لکھا:

شہادتیں براہِ راست
پارلیمنٹ کے دروازے پر! ***

ماریا نے پروجیکٹر اسٹریٹ لائٹ کے کھمبے سے ٹکایا،
سفید کپڑا پھیلا یا،

ONLIVE کیا—

اور مائیک میں بلند آواز سے کہا:

> ”یہ فلم نہیں ہے—
لوگوں کی عدالت ہے!

آج یہ عدالت پوچھے گی:

سچ بولنے والے مارے کیوں گئے؟
دشمنوں کو بچانے والے کون ہیں؟
اور کیا پارلیمنٹ کے دروازے
سچ کیلئے کھل سکتے ہیں یا نہیں؟”

پہلے گواہ—ستارہ

پروجیکٹر پر بولی۔

پھر نو دشر ما۔

پھر پر شانت تیواڑی۔

پھر اشیٹا۔

پھر لکھنو؟ کے زخمی فیضان عباسی۔

ہجوم آہستہ آہستہ بڑھنے لگا۔

صحافی، اسٹوڈنٹس، عام لوگ

اور دور کھڑی پولیس —

سب LIVE دیکھنے لگے تھے۔

تبھی یکدم

پارلیمنٹ کی سمت سے کچھ سینیئر سیاسی شخصیات

چلتی ہوئی قریب آئیں۔

ایک دوسرے کو سرگوشی کرتے ہوئے

اس LIVE عدالت کو گھورنے لگے۔

شلپا نے سگریٹ بجھا کر مائیک لیا:

>”**“ ہم آج اس دروازے پر

ایک سوال چھوڑ کر جائیں گے:

اگر آپ واقعی جمہوریت کے نگہبان ہیں

تو اندر آئیں اور ان شہادتوں کو سماعت دیں!

اگر نہیں...

تو پوری دنیا دیکھ لے گی

کہ سچ، پارلیمنٹ کے باہر پٹخ دیا گیا...! **

ماریا نے LIVE کیمرہ

ان سیاسی چہروں پر گھما دیا۔

پولیس حرکت میں آئی — دواہکار آگے بڑھے۔

لیکن تبھی

زور زور سے تالیاں اور سلوگن سڑک کے دوسری طرف گونج اٹھے:

“STRUGGLER! STRUGGLER!”

“Sach Ka Court Zindabad!”

“JAO ANDARSACH!”

پتا چلا کہ

دلی کے اسٹوڈنٹس، ٹیچرز، اور کچھ سابق فوجیوں نے

ان کی حمایت میں ریلی نکال دی ہے۔

بیرکیڈ کے پار...

لوگوں کا جم غفیر بڑھنے لگا۔

پولیس پیچھے ہٹ گئی۔

سیاستدان نظریں چڑا کر پلٹ گئے۔

ماریا نے ہاتھ اوپر اٹھا کر اعلان کیا:

>”**“لوگو!

اگر دروازہ نہیں کھلا

تو ہم یہ عدالت بغیر دروازے والی سڑکوں پر لے جائیں گے—

یہ فلم آج نہیں رک رہی—

یاد رکھو:

STRUGGLER کا سچ

مر نہیں سکتا...!”**

گواہیوں کے بعد

آکاش نے آخری مکالمہ بولا—

لاکھوں موبائل LIVE دیکھ رہے تھے:

>”**“ہم یہاں فلم لے کر نہیں آئے،

ہم یہاں سوال لے کر آئے ہیں۔

آج اگر یہ سوال زندہ رہا

تو یقین رکھو:

کل یہ سٹم بدل ڈالے گا!

ہم جاتے نہیں —

اب یہ عدالت پورے ہندوستان میں چلے گی —

جب تک

سچ بولنے والا مرنا بند نہ کر دیا جائے! ”**

تالیاں، شور، سیٹیاں، نعرے۔

پولیس، پارلیمنٹ لائٹس

اور STRUGGLER ٹیم کے چہروں پر

ایک ساتھ تھکن، آنسو

اور جیت کی چمک۔

وجو بھائی نے کپکپاتی آواز میں بس یہ کہا:

> “آج فلم نے تاریخ کو شکست دے دی بچو... ”

اب یہ کہانی کتابوں میں نہیں —

لوگوں کے لہو میں درج ہوگی۔ ”

باب نمبر: 107

"حکومت کا جواب... یا عوام کا طوفان؟"

پارلیمنٹ اسٹریٹ LIVE عدالت کے بعد
پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔

ٹی وی چینلوں پر براہ راست بحثیں:
"کیا STRUGGLER فلم ٹیم نے جمہوریت کو آئینہ دکھا دیا؟"

حکومتی حلقوں میں بچپنی،

ٹوئٹر پر نمبر ایک ٹرینڈ ہو چکا تھا:

#SachKoJawabDo

گودام میں واپس آ کر بھی آکاش، ماریا، شلپا، نیل
سب سارا دن موبائل، نیوز اور سرکاری پریس ریلیز دیکھتے رہے —
لیکن حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

یہ خاموشی خود ایک جواب لگتی تھی—
جیسے نظام ان شہادتوں کو نظر انداز کر کے
وقت کے ساتھ سچ کو دھندلا دینا چاہتا ہو۔

ماریا نے ٹیبل پر مٹکا مار کر کہا:

> ”وہ جواب نہیں دیں گے۔
اب ہمیں سچ کو ان کی کرسیوں تک لے جانا ہوگا۔

صرف فلم، عدالت، LIVE اب کافی نہیں—
ہمیں عوامی طوفان اٹھانا ہوگا۔“

آکاش نے نظریں اٹھا کر دیکھا:

> ”تم کہہ رہی ہو،
ہم سڑکوں پر جلوس نکالیں؟“

ماریا:

> ”ہاں!

“STRUGGLER یا ترا” اب LIVE فلم نہیں رہے گی—

اب یہ

عوامی مارچ ہوگی۔

جس میں ہر شہادت، ہر گواہ،

ہر عام آدمی ہمارے ساتھ نکلے گا۔

صرف ایک نعرے کے ساتھ:

”؟“ سچ کو جواب دو!

”؟“ قاتل سامنے آؤ!“

اسی لمحے

ستارہ نے لرزتی آواز میں کہا:

> ”اگر ہم مارچ کریں گے

تو یہ بغاوت کہلائے گی۔

ہم میں سے کوئی مارا بھی جاسکتا ہے... ”
جو بھائی کرسی سے اٹھے،
آنکھوں میں آنسو اور حوصلہ:

> ”بچوں!

جب تم نے پہلی فلم میں چائے اور سچ کو زندہ کیا تھا
تو مجھے پتہ تھا یہ کہانی ایوارڈ کے لیے نہیں...

قربانی کے لیے پیدا ہوئی ہے۔

اگر یہ مارچ ہماری جان لے بھی لے —

تو دنیا یہ ضرور کہے گی:

”STRUGGLER فلم والوں نے دلش کے سچ کے لیے جان دے دی!“

اور وہی ہوگی سب سے بڑی کامیابی!“

ٹیبیل پرسرخ مارکر سے آخری فیصلہ لکھا گیا:

(پیدل) From Mumbai to Delhi

Date: 15 اگست

Slogan: ”سچ کو جواب دو“

شلیپا نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا:

> ”اگر حکومت نے جواب دینا ہے
تو اب پارلیمنٹ میں نہیں —

سڑکوں پر دے گی۔

سوال یہ ہے:

کیا ہم سب
اس آخری ’سچ یا ترا‘ کے لیے تیار ہیں؟“

آکاش نے کپ اٹھا کر آہستہ سے کہا:

> ”ایک چائے...“

دو سگریٹ...

اور آخری سفر کی شروعات...“

باب نمبر: 108

"سچ یا ترا کی صبح... جب چائے کے کپ انقلابی بن گئے"

15 اگست کی صبح۔

آزادی کا دن۔

لیکن STRUGGLER ٹیم کے لیے

یہ صرف جشن کا دن نہیں تھا—

یہ سچ کے لیے آزادی کا مطالبہ کرنے والا دن بن چکا تھا۔

مبئی کے گودام کے باہر

ایک لمبی قطار لگ چکی تھی:

ستارہ ہاتھ میں اپنے شہید والد کی تصویر لیے

و نو دشر ماہاتھوں میں بیٹے کی گمشدہ فائل لیے

اشیتا ”می ٹو“ کی تختی لیے

پر شانت ٹوٹی ٹانگ پر باندھے پٹی

فیضان عباسی گولی کا نشان اب بھی سینے کے پاس

اور درجنوں نوجوان

جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں چائے کے مٹی کے کپ اٹھا رکھے تھے
جیسے یہ ہتھیار ہوں!

مرکزی بینر:

>”**“ سچ یا ترا — ممبئی تا دہلی پیدل مارچ

نعرہ: ”سچ کو جواب دو!“

TEAMFILMSTRUGGLER & عوام ”**“

میمری کی طرح راستہ لکھا گیا تھا:

ممبئی؟ ناسک؟ دھولیہ؟ اندور؟ بھوپال؟ جھانسی؟ آگرہ؟ دلی

فجر کے وقت

ماریا نے مائیک سنبھالا اور اعلان کیا:

> ”ہم کوئی پارٹی، کوئی آندولن نہیں—
ہم زندہ شہادتوں کا قافلہ ہیں۔

حکومت خاموش رہی،
اب ہم سچ کو لے کر اُس کے محل تک جائیں گے...
قدم بہ قدم... چائے کے کپ کے ساتھ...

آج سے سچ کا لمبا مارچ شروع ہوتا ہے!”

آکاش نے ہجوم سے ہاتھ بلند کر کے نعرہ لگوا دیا:

> ”سچ کو جواب دو!!”

_____ ”جواب دو!!”

”سچ کے دشمن سا منے آؤ!!”

_____ ”ابھی آؤ!!”

گودام کے باہر پہلا قدم رکھا گیا—

سچ یا تراشروع۔

ایسا محسوس ہوا

جیسے ہر قدم کے ساتھ زمین ہلکا سا کانپ رہی ہو۔

راستے کے کناروں پر
لوگ گھروں سے نکل کر حیران ہو کر دیکھ رہے تھے —
یہ فلمی لوگ پیدل کیوں جا رہے ہیں؟
ایک عورت نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

> ”ہم نے پہلی فلم دیکھی تھی...
اب یہ مارچ دیکھ کر لگ رہا ہے
فلم واقعی حقیقت بن گئی ہے!

بیٹا، یہ کپ لے لو...
میری طرف سے چائے، سچ کے لیے!”

مارچ رک کر نہیں چلا —
بلکہ ہر موڑ پر آگ لگاتا ہوا بڑھتا گیا۔

صحافی LIVE دکھا رہے تھے:
TEAM"STRUGGLER" کا عوامی انقلاب —
کیا دہلی تک پہنچ پائے گا؟

دور سے وجو بھائی چائے کا کپ تھامے
رکتے رکتے بولے:

>“میں بوڑھا ہوں...

مگر مرنے سے پہلے سچ کو منزل تک جاتے دیکھنا چاہتا ہوں...

آؤ بیچو...

ہر قدم تاریخ ہے!”

سچ یا تراکی پہلی رات ناسک کے نزدیک میدان میں گزری۔

چائے، جلی ملتی، چادر،

اور آسمان کے نیچے ایک آواز گونج رہی تھی:

“یہ فلم ختم نہیں...

اب یہ ہندوستان کا مقدمہ ہے!”

—

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 109

"ناسک کے ہائی وے پر پہلی جھڑپ... اور عوام کا اٹھتا ہوا طوفان"

سچ یا ترا کو شروع ہوئے دو دن ہی گزرے تھے
اور قافلہ ناسک کے قریب ہائی وے پر
دھول اڑاتا ہوا چل رہا تھا۔

آکاش، ماریا، ستارہ، اشیتا، فیضان...
ہر ایک کے چہرے پر تھکن کے باوجود عزم کی روشنی بڑھتی جا رہی تھی۔
راستے میں جو ملتا ہاتھ میں چائے تھما دیتا،
کوئی کہتا: "آپ ہماری طرف سے بول رہے ہیں"
کوئی چلا تا: "STRUGGLER مت رکنا!"

مارچ جیسے ہی ناسک بائی پاس کے پاس پہنچا—
سامنے اچانک پانچ پولیس جیپیں آن رکیں۔
آگے بیریکڈز لگا دیے گئے۔

ایک افسر بلند آواز میں چیخا:

"یہ مارچ غیر قانونی ہے!
 روڈ بلاک کر رہے ہیں،
 آپ سب کو واپس جانا ہوگا—
 ورنہ لاٹھی چارج ہوگا!"

ماریا نے فوراً میگا فون اٹھا کر LIVE کا بٹن دبایا—
 ہزاروں موبائل ایک بار پھر LIVE دیکھنے لگے۔

> "سر! آپ ہمیں روڈ سے روک سکتے ہیں،
 لیکن سچ سے نہیں!"

ہم صرف یہ پوچھ رہے ہیں
 کہ سچ بولنے والوں کو انصاف کیوں نہیں ملا؟

یہ مارچ ہندوستان کے شہریوں کا حق ہے!"

پولیس نے لاٹھیوں سے ٹکڑی کی آواز نکالی،
 جیسے حملہ شروع ہونے کو ہو۔

اسی لمحے

قریب کی بستیوں اور مارکیٹ سے لوگوں کا مجمع جمع ہونے لگا۔
 عورتیں، مزدور، نوجوان...
 سب چیختے ہوئے آگے بڑھے:

”STRUGGLER کے ساتھ نا انصافی نہیں ہوگی!“
 ”چلنے دو سچ یا تراکو!“

پولیس پیچھے ہٹنے لگی۔
 ایک افسر نے موبائل پر کسی ”اوپر“ فون کر کے غصے سے کہا:

> ”سر، یہاں تو عوام بڑھتی جا رہی ہے...
 کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا ہے۔“

مجمع نے بیریکیڈ خود کھول کر
 راستہ دے دیا،
 اور فلک شگاف نعرہ بلند ہوا:

> ”سچ کو روک نہ پاؤ گے!
 سچ دہلی لے جاؤں گے!“

ہجوم نے STRUGGLER ٹیم کے ساتھ قدم ملا دیا—
اب صرف بیس لوگ نہیں،
بلکہ تقریباً 400 لوگ یا ترا میں شامل ہو چکے تھے!

آکاش نے مائیک سنبھالتے ہوئے چیخ کر کہا:

>“دیکھ لیا!

سچ جب چلتا ہے

عوام خود راستہ بناتے ہیں!

ناسک نے ثابت کر دیا—

یہ یا ترا اب STRUGGLER کی نہیں،

پورے ملک کے سچ کی یا ترا ہے!”

سامنے بورڈ پر لکھا تھا:

”km370INDORE“

وجو بھائی نے تھکے قدموں کے ساتھ مگر ہنستے ہوئے کہا:

>“چلو بچو...

سچ کی بارات اب اور لمبی ہو گئی ہے۔

آگے چلتے ہیں— شاید اگلے شہر میں
ہمارے لئے پھول ہوں...
یا گولیاں...!”

باب نمبر: 110

"اندور پہنچتے ہی عوام بھڑک اٹھی... سچ کا پہلا دھرنا"

ناسک کے قریب ہوئے حملے کے زخم ابھی تازہ ہی تھے،

کہ STRUGGLER قافلہ — سر پر پٹی، ہاتھ میں بینر اور چائے کے کپ لیے

مدھیہ پردیش کی زمیں میں داخل ہوا۔

منزل تھی:؟ اندور شہر

لیکن یہ سوچ کر کوئی نہیں آیا تھا

کہ یہاں پورا شہر انقلاب کا اسٹیج بننے والا ہے۔

؟؟ اندور: ریگل چوک

جب یا ترا وہاں پہنچی تو

پہلے سے ہی کچھ طلبہ، مزدور، تھیٹر آرٹسٹ

چائے کے کپ ہاتھ میں لیے انتظار میں تھے۔

ان کے بینروں پر لکھا تھا:

>“STRUGGLER” تم لڑو، ہم تمہارے ساتھ”

”سچ کو قانون بنانا ہوگا”

دھیرے دھیرے ریگل اسکوائر پر

بھیڑ بڑھنے لگی—

بسوں سے، رکشوں سے، سائیکلوں سے لوگ اتر اتر کر آ رہے تھے

اور ایک نعرہ لگ رہا تھا:

>“ایک چائے—دو سگریٹ—سچ کے لیے آخری لڑائی!”

? دھرنا شروع

ماریانے وہیں اسکوائر کے بیچ پروجیکٹر لگا دیا

اور LIVE شہادتیں دوبارہ چلائیں—

ستارہ، پرشانت، ونود، اشیتا، فیضان کی گواہیوں نے

اندور کے دلوں کو بھڑکا دیا۔

فیضان عباسی (جس پر لکھنؤ میں گولی چلی تھی) نے مائیک اٹھا کر چیخا:

> ”اندورو! والو!

اگر ہم آج خاموش رہے
تو کل سچ بولنے والے پھر مارے جائیں گے۔

آؤ— ہم آج اعلان کریں کہ
Truth Commission بنا کر رہیں گے!”

پورا ریگل اسکوائر گونج اٹھا:
”ہم دیں گے جان، مگر Commission لائیں گے!!“

؟؟ پولیس کی پریشانی

پولیس فورس پہنچی
اور دفعہ 144 (غیر قانونی اجتماع) لگانے کی دھمکی دی۔

مگر پہلی بار
اسکوائر پر بیٹھے ہزاروں لوگوں میں سے
کوئی بھاگا نہیں۔

اشیتا نے ہجوم سے کہا:

> ”اگر ہم ڈر کے بھاگ گئے
تو یہ سرکار سمجھے گی کہ سچ کمزور ہے۔

آج اگر چاہے لاٹھی چارج بھی ہو —
ہم یہ پہلی Truth Court اندور میں لگا کر ہی اٹھیں گے!“

####نتیجہ:

شام 5 بجے
پورا ٹریفک بند، سڑکیں بھری ہوئی...
اندور کے عوام نے STRUGGLER کے ساتھ
پہلا، ”عوامی دھرنا“ مستقل بنا دیا —
اور وہ نعرہ پہلی بار سرکاری کانوائیوں تک گونجا:

> ”چائے گرم ہے، سچ زندہ ہے —
Truth Commission منظور کرو!!“

آکاش نے گھبرا کر نہیں،
مسکرا کر سب کو دیکھا:

باب نمبر: 111

"اندور میں قدم... اور یا تراعوامی طوفان میں بدل گئی"

YATRASTRUGGLER جب ناسک سے ہوتی ہوئی

مدھیہ پردیش کی سرحد میں داخل ہوئی،

تو سورج کی تیز روشنی میں

چائے کے کپ، جھولے میں بندھے پروجیکٹر

اور سرخ بینروالے انسانوں کا قافلہ

کسی جلوس انقلاب کی طرح دکھنے لگا۔

؟ منزل: اندور شہر

جہاں ریڈیو پر پہلے سے شور تھا—

”سچ یا ترا آ رہی ہے... نکل آؤ گلیوں میں!“

جیسے ہی کاروان ریگل اسکوائر پہنچا،

لوگوں کا سیلاب ہر طرف سے اُٹ آیا:

اسٹوڈنٹس، ٹیچرز، ریڑھی والے، ڈلیوری بوائز، اداکار...

ہر کوئی ہاتھوں میں پلے کارڈ لیے:

”STRUGGLER ہم تمہارے ساتھ ہیں!“

”سچ کے قاتلوں کو پینتھاب کرو!“

”سچ کو جواب دو!“

ماریا نے LIVE اسٹریم آن کر کے اعلان کیا:

> ”آج STRUGGLER عدالت نہیں لگے گی...“

آج عوامی دھرنا لگے گا—

جب تک حکومت یہ نہیں کہتی

کہ وہ شہادتوں پر کارروائی کرے گی

ہم آگے نہیں بڑھیں گے!“

گاتے گاتے،

نعروں کے ساتھ

گودام کا پورا فلسفہ

اندور کی گلیوں میں پھیلنے لگا۔

فیضان عباسی زخمی سینے کے ساتھ مائیک پر آیا اور چلا کر بولا:

> ”ہم نہ نقلی دلش بھکتی ہیں

نہ فلمی اسٹار...“

ہم وہ لوگ ہیں جن کے پاس
صرف ایک چائے، دو سگریٹ... اور سچ ہے!

حکومت اگر سو رہی ہے
تو ہم سچ کو اتنی اونچی آواز میں بولیں گے
کہ پوری دہلی کانپ جائے!”

تالیاں، نعریں، سلوگن—
سرٹک پر ٹریفک بند
یعنی دھرنا شروع!

پولیس والے پس و پیش میں پڑ گئے۔
کوئی طاقت استعمال کرے تو شہر میں آگ لگنے کا خطرہ—
نہ کرے تو
یا ترابن سکتی ہے قومی انقلاب!

اسی دوران

ایک بڑا موڑ آیا—

اندور کے ڈویژنل کمشنر نے STRUGGLER ٹیم کو
میٹنگ کے لیے آدھے گھنٹے میں، سرکاری گیسٹ ہاؤس میں بلایا۔

ماریا نے سب سے پوچھا:

> ”یہ پہلا سرکاری رابطہ ہے۔۔۔“

کیا ہم جائیں؟

یا عوامی دھرنے کو اور سخت کریں۔۔۔؟“

آکاش نے کہا:

> ”اگر وہ ہمیں دھوکہ دے کر ختم کرنا چاہیں تو ہم ان کے منہ پر LIVE کیمرہ رکھیں گے۔“

لیکن اگر وہ سچائی کے لیے کوئی قدم اٹھانا چاہیں — تو شاید یہ ہمارے انقلاب کی پہلی ’سرکاری جیت‘ ہو۔۔۔!“

اور بالآخر فیصلہ ہوا:

دھرنا وہیں جاری رہے گا؟

؟ ماریا اور آکاش سرکاری دعوت پر جائیں گے — LIVE کیمرہ کے ساتھ!

وجو بھائی نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے:

> ”بچو۔۔۔ ہو سکتا ہے

یہ ملاقات انقلاب کے لیے پہلا دروازہ ہو —

یاسب سے خطرناک جال!

باب نمبر: 112

'رہائی کے بعد... جب سچ کو بغاوت کا مقدمہ بنایا گیا'

اندور Truth Court دھرنے نے
پورے ملک میں ایک نیا طوفان کھڑا کر دیا تھا۔
جو STRUGGLER ٹیم کبھی فلم بنانے نکلی تھی
اب وہ سرکار کے لیے سب سے بڑی نیچینی بن چکی تھی۔

؟؟ کیا ایک حملہ نہیں... قانونی وار!

ایک صبح گودام کے دروازے پر
پولیس کے دستے نہیں،
بلکہ عدالت کا نوٹس لے کر ایک افسر آیا۔

نوٹس میں تحریر تھا:

آپ پر الزام ہے کہ
ملک کی موجودہ حکومت کے خلاف عوام کو اکسانا،
حکومتی اداروں پر حملہ آور بیانات،
عوامی امن و امان متاثر کرنا

لہذا UAPA اور بغاوت (سیکشن 124A) کے تحت
آپ پر مقدمہ چلایا جائے گا...

اور آپ سب کو فوری طور پر
گرفتار کرنے کے احکامات جاری کئے جاتے ہیں!”

ستارہ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے،
نبیل کا چہرہ سفید،
فیضان غصے سے کانپنے لگا—
لیکن آکاش نے ہنستے ہوئے وہ نوٹس سب کے سامنے بلند کیا:

>“ دیکھو...

آخر کار سچ نے اتنی تیزی پکڑ لی
کہ حکومت کو بغاوت کا سہارا لینا پڑ رہا ہے!”

”جب جھوٹ طاقتور ہو...
تو سچ بولنے والے کو ہمیشہ غدار کہا جاتا ہے۔

اس کا مطلب ہے ہم صحیح راستے پر ہیں!!”

STRUGGLER? ٹیم نے فیصلہ کیا

گرفتاری سے بھاگیں گے نہیں

عوام کے سامنے LIVE گرفتاری دیں گے

تاکہ پورا ہندوستان دیکھ لے

کہ ”سچ بولنا— اب بھی جرم ہے!“

?? اعلانِ عام کر دیا گیا:

>***“ اگر ہمیں بغاوت کا مقدمہ دے کر پکڑنا ہے

تو ہمیں اندھیری رات میں نہیں،

عوام کے درمیان دن دھاڑے گرفتار کیجئے...

ہم گودام کے دروازے پر انتظار کریں گے...

تا کہ قوم دیکھ لے
کہ سچ کی سزا جیل ہے،
اور جھوٹ کی کرسی راج سنگھاسن...!"

؟؟ پبلک کارڈ عمل

ہر شہر سے لوگ گودام کے باہر جمع ہونے لگے:
"STRUGGLER کو ہاتھ مت لگانا!"
"UAPA ہٹاؤ، Truth کو بچاؤ!"

سوشل میڈیا بھل گیا؟

FreeTruthWarriors #??_??_?????? ٹرینڈ کرنے لگا۔

؟ اور پھر گودام کے دروازے پر

STRUGGLER ٹیم نے چائے والے کپ ہاتھ میں لے کر
اپنی گرفتاری کا LIVE شو شروع کیا...

>“ آؤ سرکار...

اگر سچ کہنا بغاوت ہے

تو ہم فخر سے غدار بننے کو تیار ہیں!!”

باب نمبر: 113

"ہاتھوں میں ہتھکڑیاں... پھر بھی سچ مسکرایا"

لکھنؤ کی گلیوں میں گولی چلی تھی،

اور اب اندور کا دھرناسرکاری دروازے پر دھڑک رہا تھا۔

STRUGGLER ٹیم کی بے باکی سے بوکھلائے نظام نے

آخر کار وہ قدم اٹھالیا

جس سے پوری یا ترا میں بجلی دوڑ گئی۔

صبح پانچ بجے،

جب دھرنے پر بیٹھے لوگ چائے بنا رہے تھے...

پولیس کی چھ گاڑیاں ریگل اسکوائر پر آ کر رکیں۔

نیند سے بھری فضا میں سپاہیوں نے بیریکڈس گھیر لیا۔

افسر نے اسپیکر پر حکم دیا:

یہ دھرنا غیر قانونی اجتماع ہے۔

STRUGGLER ٹیم فی الفور دھرنا ختم کرے
ورنہ گرفتار کر لیا جائے گا!“

لوگوں میں بچپنی۔
کسی نے کہا—“سب بھاگو”
لیکن ستارہ، فیضان، اشیتا...
خاموشی سے اپنی جگہ جم کر بیٹھ گئے۔

آکاش نے LIVE کیمرہ آن کر کے مائیک میں کہا:

>“ہم یہاں سچ کیلئے بیٹھے ہیں—
اگر سچ مانگنا جرم ہے
تو ہمیں گرفتار کرو!

ہم بھاگنے والے STRUGGLER نہیں...
ہم لڑنے والے STRUGGLER ہیں!“

پولیس نے آگے بڑھ کر
 ماریا، آکاش، فیضان، ستارہ، شلپا، نبیل، وجو بھائی
 سب کو ایک ایک کر کے
 ہتھکڑیاں پہنا دیں۔

شہر کے لوگ چیخ اُٹھے:

”انقلاب زندہ باد!! سچ کو مت پکڑو!!“

LIVE ویڈیو میں دیکھا گیا کہ
 آکاش کے دونوں ہاتھ بندھے تھے،
 لیکن چہرہ مسکرا رہا تھا۔

> ”آپ لوگوں نے ہمیں پکڑ تو لیا،
 مگر سچ کو آزاد کر دیا ہے۔“

کیونکہ اب پورا ملک پوچھے گا—

سچ بولنے والا جیل جاتا ہے؟

تو جھوٹے کہاں جاتے ہیں؟! ”

ہجوم نے تالیاں بجا کر راستہ روکنا چاہا
لیکن پولیس انہیں وین میں بٹھا کر لے گئی۔
گاڑیوں کے جاتے ہی،
اندور کے نوجوان سڑک پر بیٹھ گئے،
ہاتھ جوڑ کر نعرہ لگایا:

> ”سچ آزاد ہوگا—STRUGGLER واپس لاؤ!“

”سچ کو جواب دو!!!“

گرفتاری کی خبر سوشل میڈیا پر وائرل ہو گئی:

India Today, BBC, NDTV اور ہر چینل پر چلا:

>??“STRUGGLER فلم سازوں کو اندور پولیس نے عوامی دھرنے پر گرفتار کر لیا“

انقلاب پھیلنے لگا...

اور جیل جاتے ہوئے ماریا نے گاڑی سے LIVE کہا:

باب نمبر: 114

"جیل کے اندر سچ گونجا... باہر عوامی طوفان اُبھر آیا"

اندور سنٹرل جیل میں

STRUGGLER ٹیم کو خطرناک قیدیوں والے بیرک نمبر 5 میں رکھا گیا۔

دیواروں پر چھاپے گئے پرانے نعرے مٹ چکے تھے...

ہوا گھٹن بھری...

اور دروازے پر بھاری تالے لگا دیے گئے۔

لیکن اندر موجود افراد

کوئی معمولی ملزم نہ تھے—

وہ سب 'سچ بولنے' کے جرم میں قابو کیے گئے تھے!

ماریا، شلیا، نیل، آکاش، ستارہ، فیضان، اشیتا، وجو بھائی—

سب چپ چاپ فرش پر بیٹھے رہے۔

کچھ دیر بعد ماریا نے آہستگی سے کہا:

> "ہم نے صرف سوال پوچھا تھا—

سچ کو جواب دو!

اور انہوں نے ہمیں جیل میں ڈال دیا!

اس کا مطلب ہے سچائی کی چوٹ
بالکل صحیح جگہ پر لگی ہے!”

آکاش نے ٹوٹی دیوار پر انگلی سے لکھ دیا:

”NO.5CELL—COURTSTRUGGLER“>

”جیل ہو یا گلی، عدالت سچ کی ہی لگے گی۔“

?? جیل سے باہر کی فضا

سچ یا ترا کو روکنے کی کوشش

الٹی پڑ گئی —

اندور، ناگپور، لکھنؤ، کولکتہ، بنگلور، ممبئی...

جن شہروں سے یہ قافلہ گزرا تھا

وہاں کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں سڑکوں پر نکل آئے:

KARO"RIHAKO"STRUGGLER

"!GUILTYNOTPE"SACH

"!"Release the Truth Team

سوشل میڈیا پر ہیش ٹیگ ٹاپ پر گیا:

#FreeStrugglerTeam>

طلبہ تنظیموں، مزدور یونینز، صحافیوں، اداکاروں، شاعروں نے
حکومت پر دباؤ ڈالنے کیلئے انوکھے انداز میں چائے کا کپ لے کر دھرنے شروع کیے:

>“جب تک ایک چائے، دو سگریٹ کے سچ کو رہائی نہیں ملے گی،
ہر گلی چائے پینے کے بہانے سے عدالت بنادی جائے گی!”

؟؟ اسی دوران جیل کے وارڈن نے خبر دی:

>“ اوپر سے حکم آیا ہے ...

آپ سب کو آج جیل میں LIVELIMITED گفتگو کرنے دی جائے گی
تاکہ دکھایا جاسکے کہ جمہوریت میں ’بولنے کی آزادی ہے‘۔”

ماریا نے موقع پہچانا—

اندر سے ہی LIVE کا بٹن دبایا۔

جیل کے بیرک نمبر 5 سے LIVE شو شروع ہوا،
آکاش کا پیغام پوری قوم تک پہنچا:

>“ آج ہم 6 سچائیوں کے ساتھ
جیل میں ہیں۔

مگر یاد رکھو— جیل میں رہ کر بھی
ہم اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

یا تو ہمیں رہا کرو... اور قتل کے ملزموں کو گرفتار کرو

یا ہم اسی جیل میں سچائی کی فلم کا آخری سین شوٹ کریں گے...!”

LIVE آگ کی طرح پھیلا—

اور پہلی بار دنیا نے دیکھا کہ

جیل کے اندر بھی STRUGGLER ٹیم

اپنی فلم کی کہانی نہیں...

ملک کی عدالت لکھ رہی ہے۔

و جو بھائی نے دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے بس اتنا کہا:

>“ لگتا ہے بچو...

اب جیت دو نہیں ہے۔

کیونکہ جب فلم جیل میں چل پڑے،

تو انقلاب کی گنتی شروع ہو جاتی ہے...”

باب نمبر: 115

"رہائی یا جرم؟ — حکومت کا اچانک قدم"

جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر
 STRUGGLER ٹیم نے سوچا بھی نہ تھا
 کہ ان کا Live پیغام
 ملک بھر میں اتنا زبردست دھماکہ کرے گا۔

اب سڑکوں پر ہر طرف
 چائے کے کپ اور "سچ کو جواب دو" کے نعروں
 رات دن گونجنے لگے تھے۔

کولکته یونیورسٹی میں کلاس روک کر مارچ

ممبئی میں فلم میکرز کا احتجاج

بنگلور میں IT کمپنیز کے اسٹاف نے Lunch کے وقت باہر آ کر سلوگن لگائے

دہلی کی جے این یو اور جامعہ سے STUDENT تحریکیں پھوٹ پڑیں

ٹی وی چینل کانپتے لہجوں میں بحث کر رہے تھے:

> ”کیا STRUGGLER ٹیم نیا انقلاب ہے؟“

?? پھر آیا سرکاری اعلان ...

دو دن بعد، صبح 11:30 بجے

جیل سپرنٹنڈنٹ نے بیرک نمبر 5 کا دروازہ کھولا:

> ”آپ لوگوں کے خلاف کیس ختم نہیں ہوا—

لیکن ’عوامی دباؤ‘ کے تحت

اوپر سے ’عبوری رہائی‘ کا حکم آیا ہے۔

آپ TEAMSTRUGGLER کو

ابھی رہا کیا جا رہا ہے...!“

ستارہ نے پھٹی آنکھوں سے کہا:

> ”رہائی...؟“

لیکن مطلب کیا ہے؟“

ما ریا سمجھ گئی—

> ”حکومت پیچھے ہٹ رہی ہے—

مگر یہ جیت نہیں،

صرف ایک چال ہے!“

؟ باہر نکلتے ہی حکومت کا نیا حملہ

ایک طرف پورا ملک STRUGGLER ٹیم کو کندھوں پر اٹھائے

نعرے لگا رہا تھا—

دوسری طرف اخبار کی NEWSBREAKING:

> ”حکومت نے STRUGGLER فلم ٹیم کے خلاف

UAPA

اور دیش کے خلاف بغاوت کا مقدمہ لگانے کا فیصلہ کیا ہے...
معاملہ دہلی منتقل!“

یعنی ابھی ابھی رہائی دی —
اور اگلے ہی لمحے
بغاوت کا خطرناک کیس فائل!

نبیل چیخ اٹھا:

>“ ہمیں آزاد نہیں کیا...
شکار بنانے کے لیے دہلی بلایا ہے!“

آکاش نے سب کو سنبھالا،
چائے کی کیتلی منگوائی اور گرم گھونٹ لیتے ہوئے کہا:

>“ یہ آخری داؤ؟ ہے —
وہ ہمیں دہلی میں عدالت کے ذریعے
’غدار وطن‘ ثابت کرنا چاہتے ہیں

تا کہ سچ کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے!“

ماریا نے مٹھی بھینچ کر کہا:

> ”تو اب یہ طے ہے...“

اگلا مارچ — دہلی سپریم کورٹ کی طرف ہوگا۔

نہ قید سے ڈریں گے

اور نہ بغاوت کے مقدمے سے۔

کیونکہ اگر سچ غداری ہے...“

تو ہم فخر سے غدار کہلائیں گے...!!!“

وجو بھائی نے کانپتی آواز میں کہا:

> ”بچو... یہ صرف مقدمہ نہیں لگے گا—

زندگی موت کا کھیل چلے گا

مگر یاد رکھو—

**جب حکومت سچ کو بغاوت کہنے لگے...“

تو سمجھ لو انقلاب اپنے آخری دروازے پر آچکا ہے!“

آرڈر ملتے ہی STRUGGLER_TEAM نے فیصلہ کیا:

”؟؟؟ اگلا پڑاؤ—دہلی سپریم کورٹ کی جانب“ سچ یا ترا حصہ دوم”

WALLSCOURTONPROJECTIONLIVE??

”؟؟ نعرہ:“ اگر سچ بغاوت ہے... تو غدار زندہ باد!“

باب نمبر: 116

"سپریم کورٹ مارچ کا آغاز... اور تاریخ ساز حمایت"

STRUGGLER ٹیم کو رہائی ملی تو سہی،
مگر بغاوت کے مقدمے کی تلوار سروں پر لٹک رہی تھی۔
سچ کی جنگ اب صرف گلیوں اور فلمی عدالت کی نہیں رہی —
بلکہ ملک کے سب سے بڑے قانون کے دروازے تک پہنچ چکی تھی۔

اسی لیے ماریا نے اعلان کر دیا:

> "اب سچ یا ترا — حصہ دوم
اندور سے دہلی سپریم کورٹ تک
پیدل مارچ ہوگا!"

کیونکہ اگر سچ بغاوت ہے،
تو ہم سپریم کورٹ کے قدموں پر بیٹھ کر پوچھیں گے...

کیا ہندوستان میں سچ بولنا جرم ہے؟

مارچ دوبارہ شروع... اس بار مزید خطرناک نعرے کے ساتھ:

>"اگر سچ بغاوت ہے — تو ہاں، ہم غدار ہیں!"

بینر، پلے کارڈ، شہادتوں کے فریم
اور اس بار ٹیم کے ساتھ صرف چائے اور سگریٹ نہیں
بلکہ ہزاروں لوگوں کا قافلہ شامل تھا۔

جے پورا اور کوٹا سے طلبہ جڑ گئے

بھیلواڑہ کے مزدور سچ یا ترا میں شامل ہوئے

دہلی، ممبئی، لکھنؤ کے وکلانے "Legal Aid for STRUGGLER" نام سے گروپ بنایا

پورے مارچ میں لوگ اپنی اپنی کہانیاں سچ چنچ کر بتاتے —
"میرا سچ بھی لے جاؤ سپریم کورٹ تک!"

؟؟ "سچ کا طبل بج گیا" — شہرت یافتہ فنکار ٹیم میں شامل

راستے میں بائی پاس پر اچانک دو بلیک کاریں آن رکیں۔
اندر سے باہر نکلے:

مشہور شاعر گلریز انصاری

تھیٹر کے لچنڈ گیتا رام سروپ

نوجوان اداکارہ ایرامہتا

انہوں نے سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کہا:

> ”ہم نے آپ کی فلمیں دیکھی تھیں،
آج آپ کی ہمت نے ہمیں جھنجھوڑ دیا ہے۔

سپریم کورٹ مارچ میں
ہم STRUGGLER بن کر شامل ہونا چاہتے ہیں۔

کیونکہ جب فنکار سچ کے لیے سڑک پر نہ آئیں...
تو آرٹ مر جاتا ہے!“

ماریانے آکاش کی طرف دیکھ کر آہستہ کہا:

>... یہ صرف مارچ نہیں رہ گیا،
اب تحریک بن گیا ہے!”

؟؟ کشمکش کے بیچ، حکومت کی نئی حکمت عملی

رات کو پولیس کی ایک جیپ پاس آ کر رکی۔
ڈی ایس پی نے خفیہ انداز میں کہا:

>“ آگے مات جاؤ...
اوپر سے آرڈر ہے کہ اگر آپ سپریم کورٹ پہنچ گئے
تو یہ مقدمہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔

ہم پر دباؤ ہے
کہ اگلے ٹول نا کے کے بعد
آپ کی گرفتاریاں دوبارہ کر لیں!”

> ”یعنی ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں —
انہیں صرف سچ کو کچلنا ہے!“

لیکن آکاش کی آنکھوں میں آگ اور چائے کی بھاپ تھی:

> ”تو سن لو...
ہم پکڑے جائیں یا مار دیے جائیں

مگر ہم چلتے چلتے
سچ کو سپریم کورٹ کے احاطے تک ضرور پہنچائیں گے —

کیونکہ اس ملک کا سنہری سوال ہوگا:

”سچ بولنا دیش دروہ ہے یا دیش کی شان؟“

چائے کے کپ دوبارہ ٹکرائے گئے،
سگریٹ کے سرے دھکائے گئے،

اور رات کے اندھیرے میں

سچ یا ترا دہلی کی جانب

ایک ایسے جنون کے ساتھ چل پڑی

جو سینما، سیاست اور سٹم—

سب کو تھس تھس کرنے والا تھا۔

باب نمبر: 117

"ٹول ناکہ پرگھات... خون آلود سچ"

سچ یا ترا سپریم کورٹ کی طرف برق رفتاری سے بڑھ رہی تھی۔
راستے بھر لوگوں کے ہاتھوں میں چائے،
نعرے، گواہیاں اور آنکھوں میں آگ تھی:

> "اگر سچ بغاوت ہے... تو ہم غدار سہی!"

لیکن STRUGGLER ٹیم جانتی تھی
جوں جوں وہ دہلی کے نزدیک آرہے ہیں،
خطرہ زیادہ حقیقی ہوتا جا رہا ہے۔

چاروں طرف اندھیرا...
 یادگار خاموشی...
 سینکڑوں لوگوں کا قافلہ تھک کر بھی چلا جا رہا تھا۔
 ٹول پلازہ سے ذرا پہلے
 پولیس کی دو جیپیں اور کچھ نامعلوم گاڑیاں
 سڑک کے دونوں کناروں پر رکی ہوئی تھیں۔
 فضا میں سنسنی تھی۔

آکاش نے قافلے کو آگاہ کیا:

> ”تیار رہو — شاید یہی وہ گھات ہے جس کا ہمیں ڈر تھا۔“

اس سے پہلے کہ کوئی قدم پیچھے ہٹتا...
 سڑک کے دونوں جانب سے لائٹھیوں اور لوہے کے راڈوں سے لیس
 30-35 نامعلوم افراد اچانک قافلے پر ٹوٹ پڑے۔

چنیں!

ادھر ادھر بھاگ بھاگا!

فیضان عباسی کو کندھے پر ضرب،

اشیتا گرتے گرتے پگی،

نبیل کے سر سے خون بہنے لگا۔

آکاش نے LIVE موبائل آن کرتے ہوئے چیخا:

> ”حملہ ہو رہا ہے!“

ہم پر سچ بتانے کی سزا دی جا رہی ہے!
دیکھو — گواہوں کو مارا جا رہا ہے!!!”

سوشل میڈیا پر LIVE وائرل ہونے لگا؟؟
پولیس دیکھتی رہی... نہ روکا نہ پیچھے ہٹی —
گویا حملہ کسی ”انجان گروہ“ کا نہیں تھا،
بلکہ سٹم کی چھتر چھایا میں
سچ کو کھینچنے کی ترکیب تھی۔

لیکن اگلے لمحے
کچھ حیرت انگیز ہوا —
قریب ہی سے گاؤں کے مزدور،
کچھ ٹرک ڈرائیور، اور چند نوجوان،
جو مارچ میں شریک نہیں تھے،
بھاگتے ہوئے آئے اور چیخے:

> ”STRUGGLER کو ہاتھ لگاؤ گے تو جان لے لیں گے!“
”یہ قوم کے سچ کے لیے لڑ رہے ہیں!“

انہوں نے لاشی برداروں پر اینٹیں، پانی کے ڈبے اور جوتے پھینکے۔
 حملہ آور بدحواس ہو کر
 گاڑیوں میں سوار ہوئے
 اور اندھیرے میں غائب۔

ماریا زخمی شلیپا کو سہارا دے رہی تھی،
 فیضان کے زخم رس رہے تھے،
 نبیل کے سر پر پٹی باندھی جا رہی تھی...
 وجو بھائی زمین پر بیٹھے کانپتے ہوئے بس کہہ رہے تھے:

>...“ سچ کی یا ترا میں آج خون بھی شامل ہو گیا ہے...
 اب یہ آزادی والی لڑائی بن چکی ہے، بچو!“

آکاش نے لڑکھڑاتے ہوئے چائے کا کپ ہاتھ میں لیا
 اور LIVE کیمرے کے سامنے بولا:

>“ ہم ڈرے نہیں —

حملے کرو یا لاشی چلاؤ —

ہم سپریم کورٹ کے دروازے تک پہنچیں گے!

کیونکہ اگر ہم رک گئے،
تو یہ ملک ہمیشہ کے لئے
جھوٹ کا غلام ہو جائے گا!”

نعرہ ایک بار پھر گونجا:

“اگر سچ بغاوت ہے...
تو ہم غدار ہیں!!!”

صبح ہونے سے پہلے
رات کے خون سے بھیگا مارچ
پھر دہلی کی سمت چل پڑا—
زخموں کے ساتھ،
زندگی کی آخری امید کے ساتھ،
اور اگلے باب کی سرخی کے ساتھ:

> “اب یا تو سپریم کورٹ سر جھکائے گی...
یا تاریخ STRUGGLER کو امر کر دے گی!”

باب نمبر: 118

"سپریم کورٹ سے ذرا پہلے... جب دنیا نے سچ کو سلام کیا"

خونی حملے کے اگلی صبح
سچ یا تراٹنگڑا تے، سہارا دے کر، سر پر پٹی باندھے
دوبارہ دہلی کی طرف رواں ہو گئی۔
زخموں سے خون بہہ رہا تھا،
مگر نعرے پہلے سے اونچے تھے۔

> "اگر سچ بغاوت ہے —
تو ہم غدار ہیں!"

تھکن، بھوک، ڈر،
سب کچھ پگڈنڈی کی مٹی میں پیچھے رہ چکے تھے۔
اب صرف ایک آخری ہدف باقی تھا —
سپریم کورٹ کی دہلیز — انصاف کی آخری چوکھٹ۔

اسی دوران اچانک خبریں آنے لگیں:

BBC نے ہیڈ لائن چلائی: "India's Struggler Filmmakers beaten on way to Supreme Court — a fight for truth or life?"

Al Jazeera، Washington Post، اور Times NY نے خصوصی رپورٹس بھیجی —
"Is the world's largest democracy afraid of a film?"

پوری دنیا کو خبر ہو گئی
کہ ہندوستان میں "سچ بولنے" کی پاداش میں
فلم بنانے والوں کو جان سے مارا جا رہا ہے!

ماریا نے یہ خبریں سنی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے:

> "دیکھو..."

اب صرف ہمارا ملک نہیں، دنیا پوچھ رہی ہے —

کیا سچ کے ساتھ اتنا ظلم ہوتا ہے؟

ایک غیر معمولی شخصیت کا ساتھ

جب یا ترا دہلی سے صرف 78 کلومیٹر دور تھی،
سامنے ایک لمبی سفید گاڑی آ کر رکی۔
دروازہ کھلا...

اور نکلے — ایک جھکے کندھے، سفید بال،
گہرے وقار کے ساتھ:

> جسٹس (ریٹائرڈ) آنند پرکاش
سابق چیف جسٹس آف انڈیا!

آکاش، ماریا، فیضان... سب ہنگامہ!

جسٹس آنند نے کہا:

> ”میں نے پوری زندگی قانون لکھا—

لیکن آج پہلی بار

سرک پر قانون کے لیے سچ لڑتے لوگوں کو دیکھا ہے۔

میں اپنے سپردِ شہرت، عہدہ، سب کچھ رکھ کر

اس سچ یا ترا میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔

کیونکہ اگر سچ دب گیا،
تو سپریم کورٹ کا دروازہ محض نمائش بن جائے گا۔”

ستارہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔
نبیل، شلپا اور وجو بھائی نے
جسٹس آنند کے پیروں کو چھوا۔

؟؟ یا تر ایک بار پھر چل پڑی... اب زیادہ طاقت کے ساتھ

آگے آگے بیزر:

>“YATRASTRUGGLER— سپریم کورٹ کیلئے سچ کا مارچ”

ساتھ: سابق چیف جسٹس آف انڈیا

پچھے ہزاروں لوگ
اور آس پاس سیکڑوں میڈیا گاڑیاں۔

پولیس بُری طرح شش و پنج میں:

روکیں تو دنیا دیکھ رہی ہے

نہ روکیں تو یہ تحریک حکومت کے قابو سے باہر!

جسٹس آنند نے میڈیا کے سامنے اعلان کیا:

>“ اگر STRUGGLER ٹیم پر

بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا—

تو میں سپریم کورٹ میں ان کے وکیل کے طور پر پیش ہوں گا۔

کیونکہ یہ صرف ایک فلم نہیں،

یہ ہندوستان کے آئین کا وقار ہے!“

رات کی روشنی میں

چائے کے کپ ایک ایک کر کے تھامے گئے۔

سپریم کورٹ اب صرف 48 کلومیٹر دور تھا۔

آکاش نے سڑک پر بیٹھ کر کہا:

> ”یہ باب نمبر 118 ہے...
کہانی اب ہمارے ہاتھ سے نکل کر
اس ملک کے ہاتھوں میں چلی گئی ہے۔

یا تو کل انصاف جیت جائے گا—
یا ہم تاریخ میں وہ لوگ بنیں گے
جو سچ کی راہ میں مارے گئے!“

و جو بھائی نے سگریٹ کا آخری کش لیا—
اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا:

> ”یا اللہ...
اب آخری جنگ پچی ہے۔

کپ گرم رکھنا
حوصلہ ٹھنڈا نہ ہو!“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 119

"سپریم کورٹ کی دہلیز... آخری عدالت کی دستک"

سچ یا ترا کو شروع ہوئے چونتیس دن گزر چکے تھے۔
 ساحلوں، سڑکوں، حملوں، جیلوں اور لہو سے ہوتے ہوئے
 STRUGGLER ٹیم بالآخر
 بھاری قدموں کے ساتھ پہنچ گئی—

؟؟ سپریم کورٹ آف انڈیا— نئی دہلی

صبح کی دُھند میں
 سپریم کورٹ کا عظیم الشان گنبد
 ایسے دکھ رہا تھا
 جیسے یہ صرف ایک عمارت نہیں،
 پورے ہندوستان کا ضمیر ہے—
 اور آج ضمیر کے دروازے پر
 دستک دینے
 "سچ کے سپاہی" آئے ہیں۔

COURTPUBLICLIVE? — آخری بار

سپریم کورٹ کے مین گیٹ کے سامنے
IMARBLE اسٹپس پر
سچ یا ترا کا آخری بینر نصب ہوا:

> ”اگر سچ بغاوت ہے... تو فیصلہ یہیں ہوا!“

موبائل LIVE آن ہوا — پوری دنیا دیکھ رہی تھی۔
ماریا نے عدالت جیسے انداز میں مخاطب کیا:

> ”عزت مآب عدالتِ عظمیٰ!“

آج ہم نہ اپیل کرنے آئے ہیں
نہ درخواست...

ہم صرف سچ کی شہادتیں لائے ہیں:

ستارہ (whistleblower کی بیٹی)

ونود شرما (ریٹائرڈ CBI افسر)

پر شانت تیواری (مزدور لیڈر)

اشیتا (IT انجینئر)

فیضان عباسی (لکھنؤ کے تھیٹر آرٹسٹ)

اور ہم STRUGGLER فلم بنانے والے

پوچھتے ہیں کہ:

اگر سچ کہنا بغاوت ہے...

تو پھر ہم گناہگار ہیں —

ہماری سزا طے کیجیے!”

سب گواہوں نے ایک ایک کر کے حلف لیے

اور LIVE گواہی دی۔

اسی دوران

سرٹک کے پار سے وکلاء اور طلبہ “STRUGGLER حق میں”

پلی کارڈ لے کر کھڑے ہو گئے۔

”Truth is not Terrorism!“

؟؟ اچانک — سپریم کورٹ کے اندر سے پیغام

پولیس دوڑی...

ماریا کو بولا گیا:

> ”چیف جسٹس نے آپ کی LIVE ویڈیو دیکھی ہے۔

عدالت نے ذاتی طور پر آپ کی عاجلانہ سماعت (Urgent Hearing) منظور کر لی ہے۔

آپ سب کو چھ گھنٹے بعد

Court Number 1 میں پیش ہونے کا حکم ہے!“

ایک لمحے کو سب ساکن!

نہ رونا، نہ ہنسنا...

بس آنکھوں میں ایک چمک —

”سچ پہلی بار سپریم کورٹ کے اندر سنا جائے گا!“

آکاش نے مٹی بھرے پیر دیکھے...

اور دھیرے سے کہا:

> ”یہ راستہ چائے کے کپ اور سگریٹ سے شروع ہوا تھا۔“

اب سپریم کورٹ کے سنگ مرمر پر ختم ہونے والا ہے۔

یا تو ہمیں قانون آزاد کرے گا
یا بغاوت میں پھانسی دے گا...

مگر کہانی امر ہو چکی ہے!”

و جو بھائی نے لرزتے ہاتھوں میں
چائے کا کپ اٹھا کر بڑھایا:

> ”جب عدالت اندر بلائے
تو سمجھیے...
سچ اپنی جیت کیلئے کھڑا ہو چکا ہے۔“

اب تیار رہو۔

یا تو انصاف ملے گا
یا ہم تاریخ میں وہ آخری لوگ کہلائیں گے

جنہوں نے ایک چائے دو سگریٹ سے

پورے ہندوستان کو جگا دیا تھا!”

باب نمبر: 120

"سپریم کورٹ کے اندر... جب سچ کٹہرے میں کھڑا ہوا"

دن ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے،
Court No. 1 کی بھاری لکڑی کے دروازے کھلے۔

اندر سنائے میں چمکتی سنگ مرمر کی فرش...

اوپر ہندوستان کا قومی نشان

اور درمیان میں بیٹھے

تین جج —

جن کی نگاہیں پہلی بار فلم بنانے والے سچ کے قافلے پر جمی تھیں۔

مقدمہ:

سرکار بمقابلہ TEAMSTRUGGLER

(بغاوت، عوام کو اکسانا، اور قومی سلامتی خطرے میں ڈالنے کا الزام)

سامنے...

آکاش، ماریا، ستارہ، ونود شرما، اشیتا، پرشانت، فیضان، شلپا، نبیل، وجو بھائی —

سب ایک قطار میں ملزمان کے طور پر کھڑے تھے۔

دوسری طرف سرکاری وکیل نے ان پر برسنا شروع کیا:

> ”عزت مآب!

یہ فلم والے نہیں، یہ باغی ہیں!

انہوں نے ملک کے خلاف عوامی تحریک چلائی—

لوگوں میں حکومت کے خلاف نفرت بھڑکائی—

سچائی کے نام پر غداری پھیلائی!

ہم اپیل کرتے ہیں کہ

انہیں لمبی سزا دی جائے

تاکہ کوئی دوبارہ جمہوریت کو برغمال نہ بنائے!“

عدالت میں سرگوشیاں۔

چیف جسٹس نے اپنی گہری آواز میں پوچھا:

> ”STRUGGLER ٹیم میں سے کون بولے گا؟

آپ کے پاس اپنی صفائی کے لیے

صرف ایک گواہی، ایک دلیل اور ایک منٹ ہے۔“

عدالت میں سانس رک گئی۔

آکاش نے لمحہ بھر ماریا کی طرف دیکھا
پھر ایک قدم آگے بڑھ کر بولا—
آواز میں نہ ڈر... نہ ضد... صرف شفاف سچ:

>“جناب والا،

اگر سچ بولنا بغاوت ہے
تو ہاں ہم باغی ہیں!

مگر ہم نے کسی پر حملہ نہیں کیا،
ہم نے نہ بندوق اٹھائی، نہ جھنڈا جلایا—

ہم اپنے ہاتھوں میں
صرف ایک چائے، دو سگریٹ اور ایک سچ لے کر نکلے۔

ہم نے صرف یہ پوچھا کہ
جن سچ بولنے والوں کو قتل کیا گیا...
ان کے قاتل کیوں آزاد گھوم رہے ہیں؟

اگر

یہ سوال کرنا جرم ہے
تو ہمیں سزا دیجئے—

لیکن یاد رکھیے—

سزا ہمیں نہیں دی جائے گی،
سچائی کو دی جائے گی!“

چیف جسٹس نے چند لمحوں تک گہری نظریں گاڑی رکھیں۔
پورے کورٹ روم میں سناٹا اتر آیا تھا۔
سرکار کا وکیل خاموش...
پریس گیلری میں سانسیں رکی ہوئی...

چیف جسٹس نے مصمم آواز میں کہا:

>“عدالت فیصلے کیلئے اُٹھ رہی ہے...

فیصلہ ایک گھنٹے میں سنایا جائے گا!“

عدالت ملتوی ہوئی۔

STRUGGLER ٹیم کو کمرہ؟ عدالت سے باہر لے جایا گیا—

غیر یقینی، تھکن اور دعا کی ملی جلی کیفیت میں۔

ستارہ کی آنکھیں لرز رہی تھیں:

> ”اگر فیصلہ خلاف آیا تو...؟“

ماریانے ہاتھ تھاما:

> ”تو یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہوگی...“

بلکہ شروع ہوگی—

تاریخ میں!“

آکاش نے آسمان کی سمت دیکھ کر

سفید دیوار کے سائے میں کہا:

> ”بس ایک گھنٹے میں پتہ چل جائے گا

کہ سچ زندہ رہتا ہے، یا سزا یافتہ ہو جاتا ہے...“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 121

"فیصلہ وقت سے پہلے... اندر کچھ بدل گیا تھا"

سپریم کورٹ کے بھاری دروازے کے باہر
سڑک پر خاموشی عجیب لگ رہی تھی۔

ایک طرف STRUGGLER ٹیم ستون کے سائے میں بیٹھی تھی،

دوسری جانب سینکڑوں حمایتی چائے کے کپ اٹھائے انتظار میں —

میڈیا وینس LIVE فریم لیے کھڑی،

ہر رپورٹر کے ہاتھ میں ایک ہی لائن لکھی تھی:

> "ایک گھنٹے بعد تاریخ بننے والی ہے!"

گھنٹے سے دس منٹ پہلے ہی
عدالتی چہرہ اسی بھاگتا ہوا باہر آیا:

>“ چیف جسٹس نے فوراً کورٹ نمبر 1 میں واپسی کا حکم دیا ہے —

فیصلہ تیار ہے!“

یہ غیر متوقع تھا۔

STRUGGLER ٹیم کے قدم لڑکھڑا کر تیز ہو گئے۔

سب سمجھ گئے —

یہ فیصلہ یا تو بہت بڑا انصاف ہوگا،

یا بہت بڑا وار۔

کورٹ نمبر 1 کی فضا —

مدہوش سناٹا

اور ججوں کے چہرے پہلے سے زیادہ سخت۔

چیف جسٹس نے فیصلہ سنانے سے پہلے

قانونی کتاب بند کی

اور نظریں STRUGGLER ٹیم پر گاڑ دیں۔

>“عدالت نے سرکار کے تمام الزامات کو سنا،

سرٹکوں پر گواہیوں کو بھی دیکھا،

اور STRUGGLER فلم ٹیم کا دفاع بھی۔

عدالت فیصلہ دیتی ہے کہ —

سچ بولنا بغاوت نہیں ہے...

بلکہ جمہوریت کی سب سے بڑی بنیاد ہے!

لہذا:

STRUGGLER ٹیم پر بغاوت یا UAPA کی دفعات واپس لی جاتی ہیں

حکومت کو حکم دیا جاتا ہے کہ

شہادت #1 تا #6 میں ذکر کیے گئے تمام کیسز پر

سی بی آئی اور سپیشل عدالت کے ذریعے تحقیقات کرے

STRUGGLER ٹیم کو مکمل باعزت بری کیا جاتا ہے

اور ایک تاریخی بات:

ان کی فلمیں اب ’قومی دستاویز‘ (National Document) کے طور پر
 نیشنل آرکائیوز آف انڈیا میں محفوظ رہیں گی...
 تاکہ آنے والی نسلیں جان سکیں
 کہ ایک چائے، دو سگریٹ نے
 کبھی اس ملک میں انقلاب برپا کیا تھا!“

کمرہ عدالت میں عام طور پر تالیاں نہیں بجتیں...
 لیکن اس دن
 لوگ اپنے آنسوؤں کو نہ روک سکے۔
 وکلاء، پریس — سب جھوم اٹھے۔

ماریا اور آکاش کی آنکھوں سے
 دو موٹے آنسو نکلے۔

ستارہ، ایشیتا، ونود شرمانے
 آپس میں ہاتھ تھام لیے۔
 فیضان نے رورو کر زور سے کہا:

”>“ سچ کبھی مرتا نہیں —

یہ آج قانون کی عدالت نے مان لیا!!“

باہر لاکھوں لوگوں نے نعرہ لگایا:

>“STRUGGLER انقلاب زندہ باد...“

سچ کو انصاف مل گیا!“

ایک رپورٹر بھاگتا ہوا ماریا تک آیا اور پوچھا:

>“اب جب آپ جیت چکے —

تو کیا آپ لڑائی ختم کریں گے؟“

ماریا نے تھکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

>“یہ لڑائی ختم نہیں ہوتی...“

اب یہ ہر سڑک، ہر فلم، ہر شخص کے سینے میں چلتی رہے گی...

کیونکہ اب یہ ایک فلم نہیں —

ہندوستان کے سچ کا آئینہ ہے!“

باب نمبر: 122

"سچائی کی جیت کے بعد... ایک نیا ہندوستان جاگنے لگا"

سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے کو گزرے ابھی صرف دو ہفتے ہوئے تھے
لیکن پورے ملک میں ایسی ہلچل شروع ہو چکی تھی
جس کا تصور نہ حکومت نے کیا تھا،
نہ STRUGGLER ٹیم نے۔

؟؟؟ بدلتے ہندوستان کی پہلی لہر

وزیر اعظم ہاؤس نے خصوصی نوٹیفکیشن جاری کیا:
"سچ بولنے والے شہیدوں کے تحفظ کیلئے خصوصی Whistleblower عدالتیں قائم کی جائیں گی"

قومی نصاب بورڈ نے اعلان کیا کہ

اسکولوں اور کالجوں میں

STRUGGLER سلسلہ — "ایک چائے دو سگریٹ"

ترہیتی فلم کے طور پر دکھایا جائے گا۔

پہلی بار

بڑے فلمی اداکاروں، شاعروں، کارپوریٹس، وکیلوں نے

STRUGGLER عدالت جیسی Public Truth Court Movement

اپنے اپنے شہروں میں شروع کر دی۔

STRUGGLER?? ٹیم اب کہاں؟

۲۰ آکاش:

>"اب میں فلم نہیں بناؤں گا،

مجھے لگتا ہے سچ کو پورے ملک میں پھیلانے کیلئے

Truth Workshops چلانی ہیں۔"

۰ ماریا:

>"ہر ریاست میں ہم عدالتِ سچ کا سینٹر کھولیں گے—

تاکہ آئندہ کبھی کوئی نور الدین خان یا پرشانت

خاموش نہ مرے!"

• ونود شرما وستارہ:

سپریم کورٹ اور CBI کے ساتھ پہلی بار اپنے کیس میں تفتیشی ٹیم کو لیڈ کر رہے ہیں۔

• فیضان، اشیتا، پرشانت:

> "ہم اب فنکار نہیں — سچ کے سفیر ہیں۔

جہاں جھوٹ، ظلم یا کرپشن نظر آئے

ہم اسی گلی میں عدالت سچ لگا دیں گے!"

?? سرکاری رد عمل کا حیران کن موڑ:

ایک شام STRUGGLER ٹیم کو

پارلیمنٹ ہاؤس سے ایک خط موصول ہوا:

> "ہم عزت کے طور پر آپ سب کو

راشٹرپتی بھون میں صدر جمہوریہ کے ہاتھوں

”پدم بھوشن“

دینے کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔

کیا آپ یہ اعزاز قبول کریں گے؟

یہ وہی سسٹم تھا جس نے انہیں بغاوت کے الزام میں جیل میں ڈالا تھا۔

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔
کوئی بول نہیں پایا۔
آخر کار وجوہاتی نے دھیرے سے کہا:

> ”اعزاز بڑا ہے...
مگر سوال یہ ہے
کیا سچ کو ایوارڈ کی ضرورت ہے
یا ہمیں اس سے بھی بڑی لڑائی لڑنی ہے...؟“

آکاش نے گہرا سانس لیا،
چائے کا کپ رکھا،
اور کہا:

باب نمبر: 123

"اعزاز قبول یا ٹھکرایا جائے؟ STRUGGLER ٹیم کا تاریخی فیصلہ"

راشٹراپتی بھون سے ملا پدم بھوشن کا آفر
گودام کے اندر ایک ایسی خاموشی لے آیا
جیسے ہوانے بھی سانس روک لیا ہو۔

ایک طرف: پوری دنیا کی نظریں تھیں —
STRUGGLER "ٹیم سرکار کا سب سے بڑا اعزاز لے گی یا نہیں؟"

دوسری طرف: گودام کی وہ دیوار...
جہاں کبھی سب نے خون، دھمکیوں، گولیوں اور جیل کے بیچ
یہ لکھا تھا:

> "سچ بچا نہیں جائے گا۔"

بحث شروع ہوئی... سخت اور جذباتی

اشیتا (IT انجینئر):

> ”اگر ہم اعزاز قبول کریں گے تو
یہ جیت کا نشان بن سکتا ہے —
ہمت کرنے والوں کو حوصلہ ملے گا!“

فیضان (تھیٹر آرٹسٹ):

> ”نہیں!
یہی سسٹم کل ہمیں غدار کہہ کر جیل میں ڈال رہا تھا۔
آج Award دے رہا ہے؟

یہ ہمارا استعمال کرنا چاہتے ہیں،
تاکہ انقلاب کو ایوارڈ میں بدل دیں!“

ستارہ (whistleblower کی بیٹی):

> ”میرا دل کہتا ہے

جس دن ہم یہ میڈل پہنیں گے
میرے بابا کی قبر رو دے گی—
کیونکہ سچائی کبھی سرکاری سونے میں نہیں تولی جاتی!“

ونو دشرما (ریٹائرڈ CBI):

>“ لیکن اگر ہم ٹھکرا دیں گے تو
کیا دنیا نہیں کہے گی کہ STRUGGLER ٹیم ego میں ہے؟“

خاموشی کے بعد آکاش اٹھا۔
چائے کا کپ ہاتھ میں لے کر بولا:

>“ میں جانتا ہوں، پدم بھوشن بہت بڑا اعزاز ہے۔
پر یاد رکھو—

ہماری جیت اس دن ہوئی تھی
جب ایک گولی کھانے والا آرٹسٹ
پھر بھی سچ بولنے کھڑا ہو گیا۔

یہ Award بھی ہمیں سسٹم کو
 ‘‘soft’’ بنانے کیلئے دیا جا رہا ہے—
 تاکہ یہ تاریخ کہہ سکے کہ
 ’’دیکھو بھارت میں سچ بولنے والوں کو ایوارڈ ملتا ہے!’’

مگر حقیقت میں سچ بولنے والے
 مرجاتے ہیں، قتل ہوتے ہیں—
 اس حقیقت کو جھٹلانے کیلئے
 یہ تمغہ پہنا رہے ہیں۔

میں کہتا ہوں:

ہم یہ Award عوام کے قدموں میں رکھیں—
 اور سرکار کو واپس کر دیں،
 کہ سچ کو تمغے نہیں
 انصاف چاہئے!’’

و جو بھائی نے ہمیشہ کی طرح کپکپاتی آواز میں
 آخری فیصلہ سنایا:

>’’ تو پھر...

فیصلہ یہ ہے کہ STRUGGLER ٹیم پدم بھوشن ٹھکرا دے گی

... مگر اسے جلا کر یا پھینک کر نہیں —

بلکہ راشٹراپتی بھون کے باہر چائے پلانے کی عدالت لگا کر

عوام کے ہاتھوں سے واپس کرے گی —

تاکہ یہ پیغام جائے:

‘ہمیں Award نہیں چاہیے...’

ہمیں وہ ہندوستان چاہیے

جہاں سچ کو Award کی نہیں،

دل کی جگہ ملے!’’

سب نے ایک ساتھ ہاتھ جوڑ کر بینراٹھایا:

Award Waapsi Café—TEAMSTRUGGLER“**>

اگر سچ کو ماننے ہو تو

پدم بھوشن واپس دینے کی تقریب میں

چائے کا کپ لے کر آؤ!’’**

باب نمبر: 124

"راشٹراپتی بھون کے باہر چائے اسٹال... اور دنیا نے سر جھکا دیا"

تاریخ: 26 جنوری

جب پورے ہندوستان میں جشنِ جمہوریہ کی پریڈ ہو رہی تھی،

اینٹوں سے بنے راشٹراپتی بھون کے باہر

ایک غیر معمولی نظارہ دیکھا گیا—

STRUGGLER ٹیم نے سرخ کپڑوں میں لپٹا

چائے کا چھوٹا سا اسٹال لگا دیا تھا۔

اس کے اوپر تختی تھی:

—<Award Waapsi Café>

سچ کو سلام کرنے آؤ،

بناشور... صرف چائے اور دل سے"

ہ پدم بھوشن تمنغے پڑے تھے
جنہیں کئی لوگ پوری زندگی ترستے ہیں—

اور STRUGGLER ٹیم نے صاف اعلان کر رکھا تھا:

”> ہم یہ Award واپس کریں گے—
کیونکہ سچ کو میڈل نہیں، انصاف چاہیے!“

لوگ آنے لگے... چائے مانگنے نہیں، سچ کا ساتھ دینے

یونیورسٹی کے پروفیسر

فوج سے ریٹائرڈ بوڑھے سپاہی

فلمی دنیا کے نامور ستارے

عام رکشہ ڈرائیور

سچ کے دیوانے نوجوان

سب نے راشٹراپتی بھون کے باہر
چائے تھامی اور کہا:

”ہم سرکار کو Award دیتے نہیں،
سچ کے نام پر واپس کرتے ہیں!“

CNN، BBC، الجزیرہ، نیویارک ٹائمز
سب LIVE کوریج دے رہے تھے:

”> An unprecedented protest in India...

’s highest civilian award with just a cup of tea.’ returning the nation

?? پولیس نے دباؤ ڈالنا چاہا... مگر ناکام رہ گئی

ایک سینئر افسر آکر بولا:

> ”آپ لوگ یہ غیر سرکاری Café بند کیجئے
ورنہ کارروائی ہوگی!“

آکاش نے چائے کا کپ اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا:

>“سر...

ہم نے جنگ بھی اسی کپ سے لڑی
اور عدالت بھی جیتی۔

اگر یہ کپ آپ کو خطرناک لگتا ہے
تو یا تو ہمیں Arrest کر لیجیے
یا سچ کا احترام کیجیے!”

پولیس تھوڑی دیر تماشا دیکھتی رہی...
پھر خاموشی سے پیچھے ہٹ گئی۔

?? دنیا بھر کی سرخیاں ایک ہی نعرہ بن گئیں

>“India’s STRUGGLER —s Padma Bhushan returns team

‘Truth cannot be bought with medals’”

اور پھر وہ لمحہ آیا...

ماریا، ستارہ، فیضان، آکاش، وجو بھائی
نے اپنے ہاتھوں سے
پدم بھوشن کے میڈل راشٹراپتی بھون کے سیکورٹی گیٹ پر رکھ دیے
اور چائے کے اسٹال پر لکھ دیا:

>"یہ تمنغے سسٹم کو مبارک،
ہم اپنا سچ عوام کو دے چکے!"

لوگ رو رہے تھے،
تالیاں بجا رہے تھے،
اور کوئی دھیرے سے کہہ رہا تھا:

>"آج سچ نے ہندوستان میں
سب سے بڑا award خود بنالیا ہے..."

اس کا نام ہے —
STRUGGLER سچ کا کپ!"

رات کو جب چائے کا آخری کپ ختم ہوا
وجو بھائی نے خالی کپ اوپر اٹھا کر کہا:

> ”ہم نے فلم کے ذریعے انقلاب شروع کیا...
اور دیکھو...“

اب یہ چائے پورے ہندوستان کو جگا رہی ہے

باب نمبر: 125

"جب STRUGGLER تحریک سرحد پار جا پہنچی"

پدم بھوشن لوٹانے اور چائے والا احتجاج کرنے کے بعد
STRUGGLER تحریک صرف ہندوستان تک محدود نہیں رہی —
اس کی گونج پوری دنیا کی عدالتِ ضمیر تک جانے لگی۔

?? وسعتِ اثر — عالمی سطح پر ہلچل

نیویارک، لندن، پیرس، ٹورنٹو میں
بھارتی ڈائیسپورا نے

“SOLIDARITY TEA STRUGGLER” نام سے

سڑکوں پر چائے کے ٹھیلے لگا دیے۔

نیویارک ٹائمز اسکوائر پر بڑی اسکرین پر الفاظ چمکے:

Truth Will Not Die." "One Tea, Two Cigarettes —>

یونیورسٹی آف کیمبرج اور کولمبیا میں

TRUTH WITH STAND کے سیمینار ہوئے

جہاں آکاش اور ماریا کو، سچ کے عالمی شہیر کے طور پر ورچوئل خطاب کیلئے بلایا گیا۔

ماریا نے آن لائن خطاب میں کہا:

> ”اگر آپ لندن میں ہیں تو چائے کے کپ کے ذریعے سچ کو یاد رکھیں،
اگر آپ امریکہ میں ہیں تو سگریٹ کے دھوئیں میں اُن خوابوں کو تلاش کریں
جو سسٹم نے دبانے کی کوشش کی ...

کیونکہ سچائی کسی بارڈر پر رکتی نہیں —
یہ پوری دنیا کو بد لنے کی طاقت رکھتی ہے۔“

؟ بیرون ملک سے ایک حیران کن دعوت نامہ

ایک روز گودام کے پتے پر موصول ہوا:

> ”برلن انٹرنیشنل ہو مین رائٹس فورم
STRUGGLER ٹیم کو خصوصی دعوت دیتا ہے
کہ آپ آئیں اور
دنیا کو بتائیں کہ
’ایک فلم، ایک چائے، دو سگریٹ‘
نے کیسے سچائی کی بین الاقوامی مثال بنائی۔

تمام تر اخراجات ہماری جانب سے!”

گودام میں دوبارہ بحث چھڑ گئی:

ستارہ:

> ”کیا ہمیں اپنے سچ کو باہر دنیا تک لے جانا چاہیے؟“

اشیتا:

> ”یا کہیں دنیا ہمیں میوزیم کا نمونہ بنا کر دیکھنا چاہتی ہو...“

اور اصل مقصد پھر دبا دیا جائے؟”

وجو بھائی:

> ”دھیان رکھو بچو— سچ اگر بیرون ملک پہنچا،
تو یہ تحریک عالمی ہو سکتی ہے
لیکن کہیں ایسا نہ ہو
کہ ہندوستان میں واپس آ کر
ہمیں ’باہر کے ایجنٹ‘ کہا جائے!“

آکاش نے چائے کا کپ گھما کر کہا:

> ”ہمیں باہر جانا چاہیے...
کیونکہ اگر سچائی کو عالمی حمایت مل گئی
تو ہندوستان میں اسے دوبارہ
دبانے آسان نہیں ہوگا۔

*** لیکن ہم باہر ایک شرط پر جائیں گے:
ہم وہاں فلم یا لیکچر نہیں دیں گے—

ہم وہاں بھی

‘STRUGGLER’ عدالتِ سچ لگائیں گے!“

سب کے چہروں پر تیز روشنی چمکی۔

فیصلہ ہو گیا—

STRUGGLER? ٹیم برلن جائے گی

وہاں International Edition –COURTTRUTHLIVE لگائی جائے گی

? اور سچ کی کہانی پوری دنیا کے عوام تک پہنچے گی۔

باب نمبر: 126

"برلن کی سردگلی... اور اختتام کی طرف پہلا قدم"

STRUGGLER ٹیم اپنے زندگی بھر کے خوابوں، زخموں اور سچ کے ساتھ
 پہلی بار ہندوستان سے باہر قدم رکھتی ہے —
 جرمنی — برلن

جہاں انسانیت کے نام پر دنیا بھر کی تحریکیں جنم لیتی رہی ہیں۔

سامنے Alexanderplatz اسکوائر —
 سرد ہوائیں، برف جیسا ماحول،
 لیکن STRUGGLER عدالت نے
 یہاں بھی وہی انداز اپنایا:

> ایک چھوٹا ٹیبل
 دو چائے کے کپ

اور بینر: "INTERNATIONAL-COURT-TRUTH" EDITION

پہلی بار

غیر ملکی عوام نے

STRUGGLER کی کہانی سنی

جرمن بوڑھی خاتون اپنی بہو کے ساتھ بولی:

> ”ہم نے Berlin Wall گرایا تھا
یہ STRUGGLER لوگ جھوٹ کی دیوار گرا رہے ہیں!“

ایک عرب نوجوان:

> ”میں شام سے ہوں...
آج آپ نے بتا دیا کہ سچائی کی جنگ زبانوں میں نہیں،
دلوں میں لڑی جاتی ہے۔“

ایک ایتھوپین طالبہ نے
Live گواہی دے ڈالی کہ کیسے
اس کے ملک میں صحافیوں کو مار دیا جاتا ہے۔
اس کا سچ STRUGGLER عدالت میں شامل ہو گیا:

> ”ہمیں یہ تحریک ساری دنیا میں پھیلائی ہوگی!“

؟ اسی دوران... ہندوستان سے آخری موڑ کا اشارہ!

آکاش کے فون پر راشٹری بھون کی سیکریٹریٹ سے پیغام آیا:

> ”حکومت چاہتی ہے کہ آپ ہندوستان واپس آئیں...
اور ایک نئی سچائی پالیسی بنانے میں
مدد کریں۔

آپ کو سرکاری عہدہ دینے کی پیشکش ہے!“

ٹیم پھر کشمکش میں:

اشیتا:

>

”کیا یہ سرکار اب ہمیں اپنے اندر لے کر
تحریک کو ختم کرنا چاہتی ہے...؟“

فیضان:

> ”یا یہ بدلاؤ کی پہلی اصل جیت ہے؟“

ماریارات کو Alexanderplatz کے اسکوائر میں خاموش کپ تھامے،
آکاش کے پاس آئی:

> ”ہم نے سچ کی جنگ شروع کی...
کہیں ایسا تو نہیں
کہ اختتام یہ ہے
کہ ہم سسٹم کے اندر جا کر
اسے بدلیں؟“

آکاش نے مسکراتے ہوئے کہا:

> ”کہانیاں دو طرح سے ختم ہوتی ہیں—

یا کردار مر جاتے ہیں...

یا کردار نظام کو بدلنے کے لیے
اندر گھس جاتے ہیں۔

شاید* اب وقت ہے اندر جانے کا—

تا کہ اگلی نسل کو
”ایک چائے، دو سگریٹ“ والا سچ
سرٹک پر نہ لڑنا پڑے!“*

و جو بھائی نے دھیرے سے کہا:

>“ اب اختتام قریب ہے بچو... ”

فیصلہ لینا ہوگا

کہ انقلاب کو بند کر کے ’اصلاح‘ شروع کی جائے

یا

انقلاب کبھی ختم نہ کیا جائے... ”

باب نمبر: 127

"واپسی... اب سچ نظام کے اندر جائے یا باہر ہی لڑتا رہے؟"

برلن میں سچ کا پرچم لہرانے اور دنیا کی حمایت سمیٹنے کے بعد
STRUGGLER ٹیم نے وطن واپس قدم رکھا—
لیکن اب وہ

صرف فنکار یا فلم والے نہیں تھے،
بلکہ ہندوستان میں سچائی کے نشان بن چکے تھے۔

ایئر پورٹ پر اترتے ہی
لاکھوں لوگ

چائے کا کپ اور STRUGGLER کا بینر لے کر
استقبال کیلئے موجود تھے۔

> "سچ واپس آ گیا!"

"STRUGGLER تم بد لوگے ہندوستان کو!"

؟ حکومت کی سرکاری پیشکش

وہیں انہیں وزیر ثقافت، وزیر قانون اور وزیر اعظم ہاؤس کی جانب سے
ایک باضابطہ دعوت ملی:

> ”ہم چاہتے ہیں STRUGGLER ٹیم
حکومتی پالیسی میں شامل ہو—

آپ سب کیلئے Truth Commission of India
کے ممبر کی سیٹ

مطلب...

اب آپ نظام کے اندر سے سچ کو زندہ کریں!”

؟؟ گودام میں آخری بحث

ستارہ:

> ”اگر ہم اندر جائیں گے تو ہم سسٹم کو بدل سکتے ہیں —
تا کہ سچ بولنے والوں کو کبھی مارا نہ جائے!“

فیضان:

> ”لیکن کہیں یہ سسٹم ہمیں آہستہ آہستہ بے اثر نہ کر دے؟
اور انقلاب صرف فائلوں میں بند نہ ہو جائے؟“

اشیتا:

> ”ہم نے سپریم کورٹ جیتا ہے...
اب دل جیتنے کی باری ہے
— نیز تر بدلاؤ کیلئے اندر جانا چاہیے!“

و جو بھائی سب کی باتیں سنتے رہے،
پھر کمزور آواز میں بولے:

> ”بچو...“

سڑک پر رہنا بہادری ہے...

لیکن کسی دن سڑک پر سر پھٹتے رہیں گے
اور اندر بیٹھے لوگ جھوٹ لکھتے رہیں گے،

تو سچ کہاں جیتے گا؟

میرا دل کہتا ہے —

سچ کا اگلا پڑاؤ گودام نہیں...
سرکار کے اندر ہونا چاہیے!

تاکہ اگلی نسل کو
”ایک چائے دو سگریٹ“ لے کر
نہ لڑنا پڑے...”

محفل خاموش ہو گئی۔

آکاش نے سب کے چہرے دیکھے،
چائے کا آخر چسکا لیا
اور پھر بہتے آنسوؤں کے ساتھ کہا:

> ”ٹھیک ہے۔“

ہم ’Truth Commission‘ قبول کریں گے...

لیکن ایک شرط پر!

— گودام کبھی بند نہیں ہوگا

— STRUGGLER عدالتیں چلتی رہیں گی

— اور ہر پالیسی سڑک کے سچ سے لکھی جائے گی،

نہ کہ سرکاری کمروں کے ایئر کنڈیشن والے سکون سے!

یہ ہے انقلاب کا نیا روپ:

اندر بیٹھ کر سسٹم بدلنا!”

سب نے ہاتھ جوڑے

اور فیصلہ تاریخ میں درج ہو گیا:

> STRUGGLER ٹیم سرکاری عہدہ لے گی...

تاکہ پورے نظام میں

سچ کو ایک مستقل ایندھن بنا سکے۔

ماریا نے دیوار پر آخری لائن لکھ دی:

>“اب سچ سرکار میں جائے گا...”

مگر چائے اور سگریٹ کے سچ والے انداز سے! ”؟؟؟“

باب نمبر: 128

Truth Commission کی حلف برداری... اور نئے ہندوستان کی پہلی صبح

رابطہ مقام:

سند بھون کا تاریخی سینٹرل ہال —

جہاں کبھی پہلی بار ہندوستان نے آزادی کا حلف لیا تھا،

آج اسی جگہ TEAMSTRUGGLER کے لیے

ایک نئی قسم کی تقریب سجائی گئی۔

Truth Commission of India: نئی شروعات؟

چیف جسٹس، صدر جمہوریہ، وزیراعظم

اور ملک بھر کی آنکھیں

ان دس لوگوں پر جمی تھیں

جنہوں نے جیل، جملوں، دھمکیوں، کچلے خوابوں اور چائے کے کپوں کے درمیان
سچائی کو زندہ رکھا تھا۔

ماریا، آکاش، ستارہ، ونود شرما، پرشانت، اشیتا، فیضان، شلپا، نبیل، اور وجو بھائی
سفید کپڑوں میں ملبوس،
ایک ہاتھ آئین ہند پر رکھا،
دوسرا ہاتھ فضا میں بلند کیا،
اور حلف پڑھا:

> ”ہم حلف اٹھاتے ہیں
کہ ہم ملک میں سچائی، شفافیت اور
عوامی حق کی حفاظت کریں گے،

چاہے اس کے بدلے ہمیں
پھر سے ایک چائے، دو سگریٹ ...
اور سڑک پرواپس کیوں نہ آنا پڑے!“

ہال میں تالیاں گونجیں —
لیکن یہ سیاسی تالیاں نہیں تھیں ...
بلکہ ایسے لوگوں کی تھیں
جو پہلی بار

کسی حکومت کو سچ کے سامنے جھکتے دیکھ رہے تھے۔

نیا ہندوستان... پہلی کرنیں

Truth Commission کا دفتر وہی STRUGGLER گودام بنایا گیا
(قرار ہوا کہ سچ ہمیشہ زمینی گودام سے جنم لے گا!)

پہلا حکم نامہ جاری ہوا:

> ”تمام بند Whistleblower کیس دوبارہ کھولے جائیں —
ہر قتل، ہر بے سچ کی آزادانہ جانچ ہو!“

دوسرا حکم:

> ”ملک کی ہر ریاست میں Public Truth Court بنانے کا پائلٹ پروگرام شروع!“

تیسرا حکم (سب سے انوکھا!):

> ”ہر پولیس تھانے میں ایک چائے کا سچ والا اسٹال
تاکہ لوگ ڈر کر نہیں — اپنا سچ پی کر بول سکیں!“

؟ گودام میں جشن کی رات

وجو بھائی نے چائے کا تازہ کپ سب میں بانٹا:

>“ آج ہم پہلی بار اندر سے سچ بولیں گے،
مگر یاد رہے ...

اگر کبھی یہ کمیشن بھی جھوٹ کی نیت سے ہٹ گیا—
تو ہم واپس یہ گودام، یہ سگریٹ، یہ چائے لیے
سرک پر آ جائیں گے ...”

سب نے مسکرا کر کپ ٹکرایا:

>“ سچ کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا...
اب یہ صرف نئے موڑ پر پہنچا ہے!”

باب نمبر: 129

"ایک سال بعد... جب سچ پہلی بار نظام سے ٹکرایا"

Truth Commission بنے پورا ایک سال گزر چکا تھا۔

STRUGGLER ٹیم اب سرکاری میزوں پر بیٹھ کر

پالیسی بنا رہی تھی،

پرچے پڑھ رہی تھی،

اور روزانہ سینکڑوں نئے کیسوں کی تفتیش شروع کر رہی تھی۔

ملک کے لوگ حیرت میں تھے —

پہلی مرتبہ سرکار کے اندر بیٹھا کوئی کمیشن

واقعی سچ بولنے والوں کو بچا بھی رہا تھا!

? ایک سال میں بے مثال نتائج:

11 طاقتور افسران جیل میں

Truth Court سینٹر ہر صوبے میں قائم

بنیادی سرکاری کرپشن 8% کم

لیکن —

عین اس پہلی سالگرہ پر
نیا خطرہ خاموشی سے سراٹھانے لگا تھا...

؟“ پاورفل مافیا بلاک ”واپس سرگرم!

خفیہ رپورٹس ملیں:

> کچھ سیاسی اور کارپوریٹ حلقے
Truth Commission کو ختم کرانے کیلئے
پارلیمنٹ میں قانون لانے والے ہیں —

“کمیشن نے حکومت کے خلاف بیدھڑک سچ اگلنا شروع کر دیا ہے،

لہذا اب اسے کنٹرول یا ختم کرنا ہوگا۔۔۔”

گودام میں ٹیم کو یہ خبر ملی
تو ہر چہرہ سنجیدہ ہو گیا۔

اشیتا:

> ”یہ تو وہی کھیل ہے —
پہلے ہمیں اندر بلایا
اب کوشش ہے ہمیں مٹا دیا جائے!“

ونود شرما:

> ”اگر کمیشن ختم ہوا
تو پھر کوئی سچ قابلِ تحفظ نہیں رہے گا!“

فیضان:

> ”تو کیا ہمیں پرانے راستے پر لوٹ کر

سڑکوں پر آنا پڑے گا؟!!”

آکاش نے گہرا سانس لے کر کہا:

> ”اب بس بارہ باب باقی ہیں

یا ہم سچ کو آئینی ستون بنادیں گے

یا پھر ہم دوبارہ گودام اور سڑک پر

ایک چائے اور دو سگریٹ لے کر

آخری جنگ لڑیں گے!”

--

اگلی صبح Breaking News:

> ”پارلیمنٹ میں Truth Commission کو ختم کرنے کا بل پیش”

عوام میں غصہ

میڈیا میں ہلچل

STRUGGLER ٹیم پھر ایک دورا ہے پر

باب نمبر: 130

"آخری بار... سچ سڑک پر لوٹ آیا"

پارلیمنٹ میں Truth Commission ختم کرنے والا بل پیش ہوا
تو پورے ملک میں وہی پرانی بیچنی جاگ گئی
جو کبھی STRUGGLER یا ترا کے دوران محسوس ہوئی تھی۔

ایک برس تک امیدوں نے سوچا تھا کہ
اب سچ محفوظ ہے۔
مگر اب پھر خطرہ سامنے تھا—
کہ سچ کو دوبارہ قتل کیا جاسکتا ہے!

STRUGGLER? ٹیم فوراً گودام میں جمع ہوئی

ماریا:

> ”اگر ہم اندر بیٹھ کر احتجاج کریں گے
تو بل پاس ہو جائے گا۔“

ستارہ:

> ”پھر سے سڑکوں پر چائے کا کپ اٹھانا پڑے گا؟“

آکاش نے یکدم فیصلہ لیا—

> ”ہاں—

ہم پھر سڑکوں پر جائیں گے،
کیونکہ سچ جہاں سے اٹھا تھا
اسی جگہ پر اگر آواز نہیں دی
تو نظام دوبارہ وہی ظلم کرے گا!

یہ آخری جنگ ہوگی—

یا Truth Commission ہمیشہ کیلئے قانونی ستون بن جائے گا
یا اسے ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا جائے گا!“

? اعلان:

>STRUGGLER"عوامی یا ترا—3PART(FINAL)"

نہ فلم،

نہ کمیشن...

صرف

ایک چائے، دو سگریٹ اور سڑک کا سچ

?? پہلے مرحلے میں دہلی پہنچ کر

پارلیمنٹ اسٹریٹ پر دوبارہ

"Truth Court" لگایا گیا—

بالکل ویسے ہی جیسے گزشتہ انقلابی دنوں میں لگایا تھا۔

لوگوں میں حیرت کے ساتھ جوش بھی تھا:

وہی چائے والا اسٹال

وہی بینر: "اگر سچ بغاوت ہے — تو ہم دوبارہ غدار!"

پولیس، سیاستدان، میڈیا سب پھر سے متوجہ

؟؟ فیضان عباسی نے LIVE نعرہ لگایا:

> "اگر سرکار سچائی ختم کرنا چاہتی ہے
تو ہمیں پھر سے جیل میں ڈال دے!"

لیکن یاد رکھو —

اس بار ہم سڑکوں پر مرجائیں گے...
مگر Truth Commission ختم نہیں ہونے دیں گے!"

ہجوم پکاراٹھا: "STRUGGLER واپس آیا ہے!"
"قانون سے سچ نہ نکالو!"

اسی احتجاج کے دوران

پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر سے ایک پیغام پہنچا:

> ”سرکار Protest سے گھبرار ہی ہے —

مگر Student Wing، Opposition اور عوامی تنظیمیں

آپ کے ساتھ دوبارہ کھڑی ہونے کو تیار ہیں...

لیکن شرط ہے کہ STRUGGLER ٹیم

دوبارہ ویسی ہی یا تر اشروع کرے،

تا کہ ملک ایک بار پھر جاگ اٹھے!”

آکاش نے اس پیغام کو پڑھ کر سب کو دیکھا —

ان سب کی آنکھوں میں تھکن تھی، زخم تھے،

لیکن سچ کے لیے وہ آگ اب بھی روشن تھی۔

اس نے نعرہ لگایا:

> ”آخری بار سب تیار ہو جاؤ —

سچ کے لیے آخری مارچ،

آخر تک!”

باب نمبر: 131

اب یا انقلاب بچے گا، یا نظام!"

سرٹکیں پھر سے لہو اور یقین کے درمیان لرز نے لگیں۔
STRUGGLER ٹیم نے اعلان کر دیا تھا:

> "Truth Commission ختم کرنے کے خلاف

آخری عوامی مارچ —

دہلی سے کولکتہ، لاہور تک سچ کی آواز بلند ہوگی!"

یہ صرف ہندوستانی نہیں،

ایک عالمی مارچ بنے جا رہا تھا —

کیونکہ دنیا جانتی تھی

یہ انقلاب کا آخری باب ہو سکتا ہے۔

”مارچ کے شروع ہونے سے پہلے“ خفیہ اطلاع“

گودام میں ایک نامعلوم شخص نے آکر سرگوشی کی:

> ”سرکار کے کچھ حلقوں نے فیصلہ کر لیا ہے...

اگر آپ یہ آخری مارچ کرتے ہیں

تو راستے میں حادثہ کروا کر آپ کو ختم کر دیا جائے گا۔

ان کا کہنا ہے:

بار بار انقلاب ہونے لگا، تو حکومت ٹک نہیں پائے گی!“

فضا بو جھل ہو گئی۔

ستارہ کا چہرہ سفید پڑ گیا۔

فیضان کا زخم ہلکا سا ٹپکا۔

نبیل کے لب لرز گئے۔

و جو بھائی چائے کے کپ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے بولے:

> ”اگر سچ کے لیے جان دینا پڑے

تو آج دے دیتے ہیں...

مگر سچ کے قانون کو واپس
مٹنے نہیں دیں گے!”

Final Truth March Start...??

ہاتھوں میں چائے والے کپ

گردنوں میں لال رومال

بینر: ”ہم سچ ہیں — ہمیں مت مارو، ہمیں مت روکو“

ہزاروں لوگ شامل —

کالج اسٹوڈنٹس، ماؤں، ریڑھی والوں، وکیلوں، شاعروں، فوجیوں تک۔

ہر شہر سے لوگ جڑتے گئے۔

پہلا پڑاؤن آگرہ، پھر کانپور، پھر بنارس...

ہر جگہ عوام نے سڑکیں بھریں:

> “Truth Commission مک نہ جائے!”

“STRUGGLER کو چھو نامت!”

“سچ قربان نہیں ہوگا!”

?? پوری سرکار ہل گئی

Home Ministry نے high level meeting بلائی

Intelligence warning: “اگر یہ مارچ بڑھا—

پورے ملک میں بغاوت جیسا ماحول بن جائے گا!”

ایک پردے کے پیچھے فیصلہ لیا گیا کہ

یا تو Truth Commission کا بل واپس لو

یا انہیں arrest کر کے مارچ ختم کراؤ...

مارچ کے ساتویں دن... سرکاری گاڑی نمودار ہوئی

ایک VIP گاڑی سیدھی مارچ کے سامنے آکر رکی۔

سب سہم گئے۔

کوئی گولی... کوئی... arrest؟

دروازہ کھلا۔

نکلے وزیراعظم خود

(چہرے پر غیر معمولی سنجیدگی)

اور وہ سیدھے آکاش، ماریا کے پاس آئے۔

> ”ہم سرکار کی طرف سے اعلان کرنے آئے ہیں...“

سناٹا چھا گیا۔

تمام میڈیا LIVE۔

ملک سانس روکے ہوئے۔

آکاش نے دھڑکتے دل سے سر ہلایا۔ ”جی...؟“

وزیراعظم نے کہا:

”** ہم Truth Commission ختم نہیں کریں گے۔

بلکہ اسے کاچھٹاستون قرار دینے پر تیار ہیں۔

کیونکہ یہ ملک — فلموں سے نہیں،

سچ سے چلتا ہے۔

لہذا مارچ ختم کریں...

اور سچ کو ملک کا ہمیشہ کا قانون بنادیں! ”**

مارچ میں زلزلہ سا آیا،
لوگ رونا، ہنسنا، تالیاں بجانا بھول گئے۔
وجو بھائی کا نپتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ کر بولے:

> ”اللہ نے قبول کر لیا...

اب سچ کو کوئی نہ مار پائے گا—
نہ فلم میں، نہ زندگی میں!“

آکاش نے مائیک سنبھالا—
آنکھوں میں دھواں، چائے والا کپ ہاتھ میں:

> ”ہم مارچ ختم کرتے ہیں...

لیکن * گودام زندہ رہے گا، عدالتیں زندہ رہیں گی،

اور یہ لڑائی... اب ہمیشہ کے لیے ”قانون“ ہو چکی! * ”

باب نمبر: 132

"نیا دن... جب سچ سرکاری قانون بن گیا"

وہ پہلی صبح تھی

جب سورج نئے ہندوستان پر طلوع ہوا—

جہاں Truth Commission اب کسی، فلمی جدوجہد ”یا“ عارضی ادارہ ”نہیں،
بلکہ آئین کا مستقل حصہ بن چکا تھا۔

لوگوں کو پہلی بار یہ احساس ہوا:

> اب اگر وہ سچ بولیں گے،

تو انہیں مارا نہیں جائے گا—

بلکہ قانون ان کی حفاظت کرے گا۔

پازیٹیو بدلاؤ؟ کی پہلی لہریں:

سرکاری دفاتر کے باہر بڑے الفاظ میں لکھا گیا:

> ”یہاں سچ بولنے والے عزت کے حق دار ہیں“

ہر پولیس تھانے میں

”چائے والا سچ اسٹیشن“ بنایا گیا—

جہاں لوگ ڈر کے بغیر

چائے پیتے ہوئے اپنی کہانی سناسکیں۔

کالجوں میں CLUBSSACH قائم ہوئے

جس میں نوجوان ”سچ بولنے“ کی تربیت لیتے۔

”ایک چائے دو سگریٹ“ کو

قومی تحریک کے طور پر

اسکول نصاب میں پڑھایا جانے لگا تاکہ

بچے شروع سے جانیں کہ

> ”سچ بولنا کوئی جرم نہیں—

یہ سب سے بڑی بہادری ہے!“

STRUGGLER?? ٹیم اب کیا کر رہی ہے؟

کردار نئی ذمہ داری

آکاش Truth Commission چیئرمین - عوامی پالیسی سچ پر لکھتا ہے
 ماریا پورے ملک میں Truth Court نیٹ ورک چلا رہی ہے
 ستارہ شہداء کی فیملیز کیلئے FUNDSACH سنبھال رہی
 ونود شرما بڑے کیسز کی سپیشل تحقیقات لیڈ کر رہے
 فیضان واشیتا نو جوانوں کو 'سچ بولنے کا فن' سکھاتے ہیں
 نبیل وشلپا نئی فلمیں بنا رہے، جواب کسی سنسر سے نہیں ڈرتیں!
 وجو بھائی گودام میں بیٹھ کر ہر روز چائے بناتے... اور آنے والوں کو کہتے:
 "یہ تھا سچ کا گھر - اب پورا ملک 'گودام' بن چکا ہے!"

?? سب سے خوبصورت لمحہ...

سال بھر بعد

Truth Commission نے ایک رپورٹ جاری کی

جس کا نام رکھا گیا:

> ”جب فلم نے ملک بدل دیا“

اور اس کے پیچھے
گودام کی پہچانی ہوئی لکھاوٹ میں لکھا تھا:

> ”ایک چائے دو سگریٹ —
انقلاب فلم سے شروع ہوا،
مگر اب زندگی کا اصول بن چکا ہے!“

--

و جو بھائی نے شام کو گودام کی کھڑکی سے باہر دیکھ کر کہا:

> ”ہم جیت گئے بچو...“

مگر یاد رکھو —

* سچ صرف تب تک زندہ ہے،
جب تک تم اسے روز پیتے رہو...“

چائے کی طرح گرم،
اور سگریٹ کے دھوئیں کی طرح آزاد! * ”

باب نمبر: 133

"جب گودام سچ کا میوزیم بن گیا"

سچ کے قانون حیات بننے کے بعد
 قوم میں نئی لہریں اٹھیں —
 اور عوام نے خود مطالبہ کیا کہ:

> "جس گودام سے یہ سچ پھوٹا،
 اسے مٹاؤ مت...
 ہمیں یاد رکھنا ہے کہاں سے روشنی نکلی تھی۔"

حکومت، طلبہ اور STRUGGLER ٹیم نے مل کر
 اسی پرانے، شکستہ گودام کو
 بدلا ایک نئے نام میں:

> "STRUGGLER میوزیم آف ٹرو تھ"

؟؟ میوزیم کے کمرے نمائش بنے:

کمرہ نمبر 1:

”وہ بیچ جہاں پہلی بار چائے پی گئی“

کمرہ نمبر 2:

”ستارہ، پرشانت، ونود، فیضان کی گواہی CornerLIVE“

کمرہ نمبر 3:

”جیل کی سلاخیں اور وہ Stream LIVE موبائل

جس نے سپریم کورٹ کو ہلایا“

کمرہ نمبر 4:

”وہ ٹوٹا پرو جیکٹر جو بنگلور میں پتھر لگنے سے ٹوٹا تھا“

دیواروں پر لکھے جملے:

”اگر سچ بغاوت ہے... تو ہم غدار!“

”سچ بیچا نہیں... جیا جاتا ہے!“

؟؟ ہر روز ہزاروں نوجوان آتے، کھڑے ہو کر کہتے:

> ”ہمیں فلم میکر نہیں —

سچ بولنے والا STRUGGLER بننا ہے!“

کچھ تو ہاتھ میں چائے پکڑ کر
تنہائی کے آگے کھڑے ہو کر حلف لیتے:

> ”میں سچ بولوں گا، چاہے دنیا بدل جائے یا میں!“

گودام کے باہر اب بھی وہی سٹال:

چائے-5?

سچ بولنا-Free!!

وجو بھائی وہاں بیٹھے ہر آنے والے سے کہتے:

> ”چائے پی لو، ...“

پھر سچ بولنے کی ہمت آپ کی رگوں میں دوڑے گی!“

آکاش اور ماریا کا خواب اب دنیا دیکھ رہی تھی

میوزیم کے باہر لگا بورڈ کہتا تھا:

> ”یہ فلم یہاں ختم نہیں ہوئی—
اب ہر وہ شخص جو سچ بولتا ہے
وہ اس فلم کا اگلا کردار ہے!“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 134

"STRUGGLER" کی نئی نسل... جب سچ ایک وراثت بنا

وقت گزرا...

Truth Commission مستحکم قانون بن چکا تھا۔

STRUGGLER میوزیم میں ہر روز

لوگ صرف تاریخ دیکھنے نہیں،

بلکہ مستقبل بننے کی نیت سے آنے لگے۔

STRUGGLERS کی نئی نسل؟؟؟؟

اب فلم بنانے والے بیخوف لڑکے

اور شاعری کرتی نڈر لڑکیاں

چائے کا کپ ہاتھ میں لیے

یہ کہنے لگی تھیں:

”ہم نئی فلمیں نہیں،
نئی سچائیاں لکھیں گے!“

STRUGGLER لیب میں نوجوان یہ سیکھتے تھے:

”سچ کیسے تلاش کیا جائے؟“
”پاور سے کیسے بغیر ڈرے سوال پوچھا جائے؟“

جامعات میں ”سچ میرا حق ہے“ نامی کورس شروع ہوا،
جس کی ابتداء آکاش اور ماریانے لکھی تھی۔

COURTYOUTHSTRUGGLER?? شروع ہوئی

ہر سال نوجوان Truth Officers بن کر

ملک کے گاؤں، شہروں میں جاتے

اور پہنچتے وہاں

جہاں کبھی فلم کی روشنی نہ پہنچی تھی۔

لاؤڈ اسپیکر بجاتے، بیئر لگاتے —

اور گاؤں والوں سے کہتے:

>“ آج سے یہ گاؤں انصاف کیلئے لائن نہیں لگائے گا—
یہاں عدالت آئے گی—STRUGGLER سچ کورٹ!“

بوڑھے، بچے، عورتیں
اپنے درد اور بھولا سچ سناتے
اور پہلی بار خود کو
کمزور نہیں، طاقتور سمجھتے۔

? ایک لڑکی کی ڈائری... جس نے سب کو رلا دیا

ایک چھوٹی بچی پریت
(STRUGGLER) یوتھ کورٹ کی پہلی رکن) نے گودام باہر تختی پر لکھا:

>“ جب میں چھوٹی تھی
سچ بولنے سے ڈرتی تھی۔

STRUGGLER نے سکھایا—

اگر آواز کا پتی بھی ہو
تب بھی سچ بولنا چھوڑنا نہیں!

اب میری آواز دنیا بدلے گی—
میں STRUGGLER ہوں!”

وجو بھائی نے وہ لائن پڑھ کر آہستہ کہا:

>“بس یہی تھا ہمارا مقصد...
کہ سچ نسلوں میں دوڑنے لگے!”

نئے ہندوستان کی پہچان... صرف ایک علامت:

>“ایک چائے دو سگریٹ = ہمت + سچ”

اس لائن کو اب نیا لوگو بنا کر
اسکول بیگ سے لے کر سرکاری اشتہار تک میں لکھا جانے لگا۔

باب نمبر: 135

"چائے والا جشن... دنیا STRUGGLER کی دہلیز پر"

Truth Revolution کے چار برس مکمل ہونے پر
حکومت نے چاہا تھا کہ بڑا سرکاری جشن منایا جائے —
لیکن STRUGGLER ٹیم نے انکار کرتے ہوئے
اپنا پرانا سرکلر جاری کیا:

> **، ہم سرکار کے کمرے میں جشن نہیں مناتے —
ہمارا سچ سڑک، گودام اور چائے کے کپ میں پیدا ہوا ہے۔

لہذا جشن بھی چائے والا اسٹال لگا کر ہوگا —

جہاں پوری دنیا آئے، اور ایک کپ پی کر سچ کو سلام کرے!"

GUDAMSTRUGGLER:LOCATION

دنیا بھر سے آنے لگے لوگ

عرب شہزادہ، قطری چائے کا خصوصی تحفہ لیے

افریقی صحافی، کچی مٹی کا کپ لیے

جاپانی فلم ساز، "Strugler Kaizen Award" دینے آئے

ہالی وڈ ایکٹر، ہاتھ میں تختی:

"> Truthstand with Tea &!"

گودام کے گرد ایک عجب میلہ سا لگ گیا:

کہیں بوڑھی عورتیں رو رہی تھیں

کہیں نوجوان نعرے لگا رہے تھے

بچوں کے ہاتھ میں لکھا تھا:

"> میں بڑا ہو کر STRUGGLER بنوں گا!"

آکاش کا آخری خطاب:

چائے کا کپ ہاتھ میں لیے اس نے کہا:

> ”یہ فلم یہاں ختم نہیں ہوئی—
اب یہ ہر دل میں چل رہی ہے۔

یا درکھو—

*** ہم نے سچ کیلئے کبھی بم نہیں اٹھائے،
صرف ایک چائے اور دو سگریٹ اٹھائے تھے۔

اور وہ پوری دنیا کو ہلا گیا۔ ***

اگر کبھی سچ پھر سے خطرے میں آئے

تو تم سب وعدہ کرو

کہ چائے کا کپ اٹھا کر گودام کی طرف لوٹ آؤ گے—

کیونکہ...

یہی سچ کا مندر ہے، یہی ہماری فلم کا آغاز بھی... اور انجام بھی...”

ہزاروں کپ فضا میں بلند کیے گئے۔
وجو بھائی نے مسکرا کر کہا:

> ”یہ پھٹی پرانی جگہ ہی
اصل پاور ہاؤس نکلی!“

اگلے دن گودام کے باہر ایک مستقل تختی نصب کی گئی:

> ”**“ عالمی یادگار برائے سچائی

”GUDAMSTRUGGLER“

یہاں وہ آگ جلائی گئی

جس نے دنیا کو جگایا۔

چائے پینا = سچ بولنے کا وعدہ ”**“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 136

"جب STRUGGLER کی چائے... خلا تک جا پہنچی"

دنیا بھر کے جشن کے بعد

STRUGGLER گودام نے ایک اور حیران کن خبر پوری دنیا کو چونکا دی۔

Indian Space Research Organisation (ISRO) نے

Truth Commission اور STRUGGLER ٹیم کے اشتراک سے

ایک نیا Satellite Mission اعلان کیا:

>?"Project Satya"

پہلا ایسا سیٹلائٹ

جو پوری دنیا میں, Whistleblower Protection Signals,

Truth Alert Technology

اور Citizen SOS سسٹم لائے گا۔

تاکہ جہاں کہیں بھی کوئی شخص سچ بولے اور خطرے میں ہو—

خلا میں گھومتا یہ سیٹلائٹ فوراً سسٹم کو alert کر دے!

انچ ڈے — اس تاریخ نے نئی دنیا بنادی

گودام سے ہفتوں پہلے
ایک چھوٹی سی مٹکی میں بھری گئی تھی چائے کی راکھ
اور سگریٹ کا ایک خالی ڈبّا...

اور ISRO کے سائنسدانوں نے
Symbolic Gesture کے طور پر
یہ دونوں چیزیں
?? rocket میں نصب کر دیں —
یہ کہتے ہوئے:

> ”یہ وہ مشعل ہیں
جنہوں نے زمین پر سچ جگایا —
اب یہ خلا تک سچ پہنچائیں گی!“

?? سیٹلائٹ پر لکھا تھا:

“Wherever truth is spoken,
”let the world come to protect it...”

؟؟ پوری دنیا نے تالیاں بجائیں

جب وہ راکٹ آسمان کی طرف اڑ گیا۔
گودام کے باہر بچوں نے ہاتھ ہلا کر نعرہ لگایا:

> “سچ اب ستاروں میں ہے!”
“goes to spaceSTRUGGLER!”

و جو بھائی نے آنکھیں پونچھ کر کہا:

> “ہم نے سوچا بھی نہ تھا
کہ کبھی چائے اور سگریٹ کا دھواں
ستاروں تک جائے گا....

اب چاہے زمین بدل جائے
یا زمانہ —

سچ اب کبھی دفن نہیں ہوگا!“

ناول: ایک چائے دو سگریٹ

باب نمبر: 137

"جب سچ کا سفر عالمی مذاکرہ بنا... اور STRUGGLER نے آخری پیغام لکھنا شروع کیا"

Project Satya کے کامیاب لانچ کے بعد
یونائیٹڈ نیشنز (UN) نے TEAMSTRUGGLER کو
خصوصی دعوت بھیجی:

>“Global Truth Dialogue” — نیویارک UN ہیڈ کوارٹر

شرکت: 193 ممالک
موضوع: دنیا میں سچائی کے تحفظ کیلئے مشترکہ عالمی قانون بنانے پر بحث

STRUGGLER?? ایک عالمی مثال بن چکا تھا

افریقہ میں COURTSSACH بننے لگیں

یورپ میں ”One Tea Two Cigarettes“ بطور Integrity Pledge لیا جانے لگا

لاٹینی امریکہ کے لوگ گودام والی چائے کو
“de la Verdad Café” کہنے لگے

؟؟؟ مگر گودام میں کچھ اور چل رہا تھا...

ماریا، آکاش، ستارہ، فیضان، شلپا اور وجو بھائی
ایک بڑی میز کے گرد خاموش بیٹھے تھے۔

ستارہ نے پوچھا:

> ”تو کیا اب ہم پوری دنیا میں Truth System پھیلائیں گے؟“

آکاش نے آہستہ سے چائے کا گھونٹ لیا اور کہا:

”شاید وقت آ گیا ہے
کہ ہم آخری پیغام لکھیں...

کیونکہ انقلاب کو ہمیشہ زندہ رہنے کیلئے
اسے کسی ایک ٹیم سے آزاد ہونا ہوتا ہے۔

یعنی:

اب STRUGGLER نام
صرف ایک گروہ نہیں —
دنیا بھر میں سچ بولنے والے ہر انسان کا لقب بن جائے!

ماریا نے پوچھا:

> ”تو کیا یہ آخری پیغام...
STRUGGLER کی ’ول‘ ہوگا؟“

وجو بھائی نے سر جھکا کر کہا:

> ”ہاں بچو...
ایک وقت آتا ہے جب

علم کو ہاتھوں سے چھوڑ کر آنے والی نسلوں کو سونپ دینا ہوتا ہے۔۔۔

اتنا کہہ کر

انہوں نے کاغذ میز پر رکھا

اور اوپر عنوان لکھ دیا:

>“The Final Message:

دنیا بھر کے STRUGGLERS کے نام”

آکاش بولا:

>“یہ پیغام ہم UN میں پڑھیں گے—

اور پھر ہم خاموش ہو جائیں گے

کیونکہ جو کہانیاں تاریخ بدل دیں،

وہ خود کبھی اختتام نہیں مانگتیں...

وہ لوگوں کے لہو میں زندہ رہتی ہیں۔۔۔”

باب نمبر: 138

"اقوام متحدہ کے دیوان میں STRUGGLER کا آخری خطاب"

نیویارک۔ اقوام متحدہ کا عظیم الشان اجلاس جہاں عام طور پر وزرائے اعظم، صدور اور شاہی وفود آتے ہیں، آج پہلی بار دنیا دیکھ رہی تھی کہ ایک چائے، سگریٹ اور سچ سے جڑی کہانی اس عالمی ایوان میں داخل ہو چکی ہے۔

ہال نمبر 4

تمام ممالک کے پرچم، میڈیا، عالمی رہنما اپنی کرسیوں پر خاموش — اسکرین پر لفظ ابھرتا ہے:

>“Global Truth Dialogue

”(India)TEAMSTRUGGLER:Keynote Speaker

ماریا، آکاش، ستارہ، فیضان، ونود، ایشیتا، نبیل، شلپا اور وجو بھائی
سفید سادہ لباس میں اسٹیج پر آئے۔

آکاش نے مائیک تھاما،
ہوٹلوں والی انگیز باتیں نہ کہیں —
صرف ایک جملے سے آغاز کیا:

> ”ہم فلم میکر نہیں —

ہم صرف STRUGGLER ہیں!“

پورا ایوان خاموش، اور پھر یہ آخری خطاب شروع ہوا:

> ”ہم نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ
ایک گودام، ایک چائے کا کپ،
اور سگریٹ کے دھوئیں کے بیچ شروع ہونے والی کہانی

کبھی UN کے اس ہال تک پہنچے گی!

لیکن آج ہم یہاں صرف اپنی کامیابی سنانے نہیں آئے...

ہم آئے ہیں ایک پیغام چھوڑ کر:

**دنیا بدلتی تب ہے
جب سچ بولنے والا مرنے سے ڈرنا چھوڑ دے،

چاہے وہ ہندوستان کی گلی ہو،
شام کا جنگ زدہ شہر ہو،
یا افریقہ کا صحرائی دیہات —

ہر جگہ سچ بولنے والوں کو بچانے کیلئے
ایک عالمی قانون ہونا چاہیے! **

آج STRUGGLER ٹیم
UN سے ایک ہی درخواست کرتی ہے —

“ہر ملک Truth Commission بنائے
اور سچ بولنے والوں کو عالمی شہری قرار دے”

کیونکہ یاد رکھو —

جھوٹ اگر بندوق سے چلتا ہے
تو سچ کو صرف ایک کپ چائے چاہیے
دنیا بدلنے کیلئے!

ہم یہ پیغام دے کر
دنیا کی سٹیج سے خاموش ہو رہے ہیں۔

اب STRUGGLER کوئی ٹیم نہیں،
ہر وہ شخص ہے جو
سچ بولتا ہے، چاہے اس کی جان خطرے میں کیوں نہ ہو!

ماریانے "The Final Message" والا لفافہ
UN چیف کو پیش کیا،
جس پر لکھا تھا:

> "ہر سچ بولنے والا STRUGGLER—
ہم خاموش جا رہے ہیں
تاکہ دنیا بولے!"

?? سٹیج سے اترتے وقت

وجو بھائی نے مائیک کی طرف دیکھ کر دھیرے سے کہا:

>“چائے ٹھنڈی ہو جائے

تو سچ مر جاتا ہے—

اس لیے جلدی جلدی پیو...

اور پھر سچ بولنا کبھی بند نہ کرنا!“

ہال میں کھڑے سب لوگ—

سفیر، سربراہ، صحافی

تالیاں پیٹے بغیر نہ رہ سکے۔

باب نمبر: 139

"واپس وہی گودام... سچ کے آخری سلام کے لیے"

اقوام متحدہ میں تاریخی خطاب کے بعد
STRUGGLER ٹیم نے دنیا بھر سے موصول دعاؤں، ایوارڈز اور پیشکشوں کو
ایک طرف رکھا...

اور چپ چاپ واپس اپنے گودام لوٹ آئے —
جہاں کبھی سبق، زخم، انقلاب اور چائے کی خوشبو نے
انہیں جنم دیا تھا۔

?? گودام کی وہی پرانی رات

چھت سے ٹپکتی بوندیں

دیواروں پر ادھڑی ہوئی انقلابی تحریریں

ٹیبل پر رکھا وہی ٹوٹا سا کپ

ساتھ میں وہ پروجیکٹر — اب ماضی کا دیوتا

و جو بھائی چائے بنا رہے تھے
جیسے کچھ بدلا ہی نہ ہو...

ماریا:

> ”ہم نے UN تک آواز پہنچائی،
مگر ختم پھر بھی یہاں آ کر ہونا ہے؟“

آکاش (ہلکی مسکراہٹ):

> ”کیونکہ یہیں سے شروع ہوا تھا...
اور ہر بڑی کہانی کو وہیں آ کر رکنا ہوتا ہے جہاں اس کا پہلا قدم پڑا تھا۔“

سب خاموشی سے بیٹھ گئے۔

آخری بار کپ بھرے گئے

ستارہ نے لڑکھڑتی آواز میں پوچھا:

>“اب کیا ہوگا سر؟

ہم نے دنیا کو سچ دیا...

اب STRUGGLER ٹیم کیا کرے؟”

آکاش نے سکون سے کہا:

>“STRUGGLER ٹیم ختم ہو رہی ہے...

کیونکہ STRUGGLER اب دنیا بھر کے عام لوگوں میں گھل چکا ہے۔

اب ہم نہ لیڈر ہیں،

نہ جنگجو...

بس وہ لوگ ہیں جنہوں نے

چائے کے ایک کپ سے دنیا کو جگانے کی کوشش کی!

اب... ہم اگلی نسل کے لیے

گودام کھلا چھوڑ کر جائیں گے—

تا کہ جب کبھی سچ پھر خطرے میں ہو

کوئی لڑکا یا لڑکی یہاں آئے،

چائے پیئے،

اور کہے: ہاں، میں اگلا STRUGGLER ہوں!"

و جو بھائی نے سب کے ہاتھ پکڑ کر آہستہ کہا:

>" اب یہ گودام تم لوگوں کا نہیں رہا بچو..."

یہ دنیا کا دل بن چکا ہے —

جو دھڑکے گا...

جب تک انسانیت باقی ہے!"

پھر انہوں نے ستون پر لگا وہی سرخ بینر سیدھا کیا:

>" اگر سچ بغاوت ہے — تو ہاں، ہم کبھی ختم نہیں ہوں گے!"

باب نمبر: 140

"اختتام... یا سچ کی ابدی شروعات"

صبح کی پہلی کرن
 گودام کی شیشے ٹوٹی کھڑکی سے اندر آئی۔
 دھول کے پار چائے کے کپ رکھے دکھائی دیئے۔
 STRUGGLER ٹیم خاموش تھی...
 لیکن خاموشی میں بھی جیت کی گونج تھی۔

ایک لمبا سفر —
 کہیں مزاح، کہیں خون،
 کہیں فلم، کہیں عدالت، کہیں خلا —
 اور آج
 سچ ہر سمت میں روشنی بانٹ رہا تھا۔

؟ وجوہائی نے آخری چائے کپوں میں ڈالی اور کہا:

’تم لوگوں نے دنیا کو بتا دیا
کہ ہتھیار نہیں...
صرف ایک چائے اور تھوڑی ہمت چاہیے
سچ بولنے کے لیے۔

اب اس کہانی کا نام
کوئی ناول یا تحریک نہیں رہا—

یہ ایک طرزِ زندگی ہے!“

سارے ساتھی کھڑے ہوئے،
اور گودام کے دروازے پر آخری بار
وہی لائن لکھی:

> ”اگر کبھی سچ خطرے میں پڑ جائے
تو اس گودام کا دروازہ،
ایک چائے، اور دو سگریٹ
تمہارا انتظار کریں گے...“

باہر ہزاروں لوگ کھڑے تھے

نوجوان، بچے، گواہان، تحفظ پانے والے whistleblowers،
اور دُور تک پکارتی بھیڑ —
سب نے ہاتھوں میں چائے کے کپ اٹھائے۔

آکاش نے دروازہ کھولا،
پہلی بار کسی رہنما کی طرح نہیں
بلکہ ایک سادہ آدمی کی طرح ہاتھ جوڑ کر کہا:

> ”ہم بس اتنا چاہتے ہیں
کہ یہ ’STRUGGLER‘ اب صرف ہمارا نام نہ رہے۔۔۔

بلکہ تم سب کا لقب بن جائے۔

جب کبھی سچ بولنا ہو
اور ڈر لگے —

یاد رکھنا۔۔۔

تم ایک STRUGGLER ہو!”

پھر سب نے ایک ساتھ نعرہ لگایا:

>“؟“ ایک چائے — دو سگریٹ — سچ ہمیشہ زندہ!“

کیمرے بند ہو گئے،

پروجیکٹر بجھ گیا،

سگریٹ کی راکھ ہوا میں گھلی...

اور گودام کا دروازہ آہستہ سے بند ہوا —

لیکن باہر تختی پر چمک رہا تھا:

>“** ختم ... نہیں

نیا آغاز **“??

(اختتام)

never ends —STRUGGLER—

علیم طاہر کا تعارف"

"علیم طاہر کی زبانی"

میں (قلمی نام) علیم طاہر (انڈیا) ... (شیخ علیم الدین عبدالرشید) ... ہندوستان کی ریاست مہاراشٹر میں ایک دھرن گاؤں نامی گاؤں ضلع جلگاؤں میں میں نے آنکھیں کھولیں جو میرا انھیال اور ددھیال ہے۔ چونکہ والد محترم ارشد میناگری صاحب بحیثیت اسکول ہیڈ ماسٹر سرکاری ملازمت پر مالیکاؤں میں فائز تھے۔ جہاں انہوں نے اپنے پورے خاندان کو منتقل کر لیا اور وہیں کے ہو کر رہ گئے غالباً وطن ثانی کے طور پر مالیکاؤں کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہیں آج تک شاد و آباد ہیں۔

والد محترم ارشد میناگری صاحب نہ صرف کئی ایوارڈ یافتہ صدر مدرس رہے بلکہ اردو، ہندی اور مراٹھی تینوں زبانوں کے بہترین ممتاز مشہور و معروف ہمہ اصناف شاعر و ادیب بھی ہیں بچپن ہی سے ان کی تربیت میں خاکسار نے اپنے شب و روز گزارے اور شعری شعور پایا۔ ان گنت مشاعروں میں ان کے ساتھ بچپن ہی سے شرکت کے مواقع نصیب ہوئے۔ بے شمار اسٹیج ہے سے والد محترم ارشد میناگری صاحب کو مشاعرے لوٹتے ہوئے دیکھا اور تو اور آہستہ آہستہ میں بھی فطری طور پر شاعری کی طرف راغب ہو گیا۔ چونکہ ارشد میناگری نہ صرف تحت اللفظ بلکہ ترنم کے بھی کامیاب ترین شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔

انیس سو اسی میں شاعری کی ابتدا ہوئی باقاعدہ شعر کہنے لگا اور استاد الشعراء ارشد میناگری سے اصلاح لینے کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ انیس سو تر اسی سے آل انڈیا مشاعروں میں شرکت ہونے لگی اور تحت اللفظ کے کامیاب ترین شاعر کی حیثیت سے ایک شناخت بن گئی۔ ہنستے کھیلتے میرا بچپن گزرتا رہا۔ میرا غزلوں کی طرف شروع میں رجحان زیادہ رہا آہستہ آہستہ ہمہ اصناف شاعری کی تمام ہنرمندیاں محترم ارشد میناگری سے سیکھنے کو ملنے لگیں۔ مختلف اصناف پر طبع آزمائی کرنے کے مواقع نصیب آئے۔ اب تک ہر صنف سخن پر خاکسار نے طبع آزمائی کر کے الگ تھلگ اور منفرد شناخت بنالی ہے۔

ماشاء اللہ تعلیمی لیاقت میں اضافہ ماحول کی دین اور والد محترم ارشد میناگری اور والدہ محترمہ حلیمہ بی کی تربیت کا بہترین نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

2003 میں ایم اے پونا یونیورسٹی سے فرسٹ کلاس اردو میٹھڈ میں کامیابی مل چکی تھی، بعد میں دوسرا ایم اے اردو ہسٹری اور تیسرا ایم اے ایم اے ان ایجوکیشن کے بعد بی ایڈ اردو ہسٹری۔۔۔ پونے یونیورسٹی سے نمایاں کامیابی حاصل کر لی۔ ساتھ ہی ساتھ راجستھان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے ایڈمیشن لے کر نئی اصناف سخن موضوع پر پی ایچ ڈی بھی مکمل کر لی۔ صرف ڈگری کا ہاتھ آنا باقی ہے۔

صحافت بھی کالج عہد سے نمایاں طور پر جاری رہی اور باقاعدہ صحافت پر بھی ڈپلومہ کورس کر کے جرنلزم کی سند حاصل کر لی۔ کمپیوٹر کے ایم ایس سی آئی ٹی، کورس اور ڈی ٹی پی، کورس بھی سرکاری طور پر مکمل کر لئے۔

2008 سے ممبئی میں ایک ڈی ٹی ایڈ کالج میں بحیثیت لیکچرار اپوائنٹمنٹ ہو گیا۔ جہاں مشہور فکشن رائٹر اور ناول نگار رحمن عباس کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد انجمن خیر الاسلام کے ایک کالج اور اردو ہائی اسکول میں اپوائنٹمنٹ ہو گیا جہاں 7 سال ایچ او ڈی اور اسسٹنٹ ٹیچر کی حیثیت سے کامیابی کے ساتھ گزرے۔ بعد ازاں دابھول رتناگری میں ٹرانسفر ہو گیا۔ یہاں آنے کے بعد ترقی کی راہیں مزید ہموار ہوں گی۔ اس ہائی اسکول کی پچاس سالہ تاریخ میں ایک نئی تاریخ مرتب ہوئے پونے ایس ایس سی بورڈ میں باقاعدہ خاکسار کونصابی میٹنگوں میں دعوت دی گئی اور بحیثیت اصلاح کار دسویں کی کتاب میں مشیر خاص کے حیثیت سے نوازا گیا۔ اور ضلع رتناگری میں ٹیچر اور ہیڈ ماسٹر کی رہنمائی کے لئے آر پی کے عہدے سے بھی سرفراز کیا گیا مختلف پروگراموں میں خاکسار نے نئی تعلیمی پالیسیوں پر اپنے لیکچرز کے ذریعے تعلیمی بیداری پیدا کی۔ واٹس اپ گروپ کے بیشمار آن لائن مشاعروں کی نظامت اور اون لائن کتابوں کی نشر و اشاعت خاکسار کے ذریعہ عمل میں آئی۔ مختلف دینی وادبی تنظیموں کی سربراہی نصیب ہوئی۔ موجودہ دور میں برائیوں پر قدغن لگانے کے لیے بھی میری شناخت تسلیم کی گئی۔ محترمہ دعا علی صاحبہ کے ساتھ آون لائن ماہ نامہ باب دعا کراچی اور آفتاب احساس انٹرنیشنل میگزینز کی اشاعت میں بحیثیت نمایاں مدیر اعلیٰ، مدیر، اصلاح کار اور مشیر خاص کے طور پر کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ اور مزید مفید واہم سرگرمیاں اب بھی جاری و ساری ہیں۔

کالج کے زمانہ طالب علمی سے ہی مجھے ممبئی جیسے عروس البلاد شہر میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کے بے شمار مواقع نصیب ہوئے چونکہ صحافتی اور تصنیفانہ مزاج بڑا کام آیا۔ کئی فلموں میں گیت لکھنے کے مواقع نصیب ہوئے، کی سربلیس میں مکالمے لکھنے کے مواقع نصیب ہوئے اداکاری اور ہدایت کاری کے بھی مواقع نصیب ہوئے، مالیکاؤں جیسے صنعتی شہر میں انیس سو ستانوے میں ایک پروڈی فلم مالیکاؤں کے شعلے بنائی گئی جس میں خاکسار نے ہیرو دھرمندر کارول ادا کیا اور تو اور اس میں چیف ہدایت کار کے طور پر بھی اپنے فن کا مظاہرہ کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس فلم کو ریکارڈ توڑ کامیابی حاصل ہوئی اس کے ڈائریکٹر میرے دوست ناصر شیخ تھے۔ مختلف ملکوں اور شہروں کی تنظیموں سے بیشمار انعامات حاصل ہوئے۔ خاکسار کو بہترین اداکار اور ہدایت کار کے طور پر بھی گہری شناخت حاصل ہوئی۔ خاندیش کے دل والے دلہنیا لے جائیں گے میں بھی نمایاں کردار ادا کیا ہوں۔ ٹارزن کی بارات میں چیف ڈائریکٹر اور ایکٹر رہا۔۔۔ تو سے کا کرے کے، فلم میں بھی مہمان خصوصی کے طور پر شامل رہا۔ گبر چاچا، فلم میں بھی ہیرو کا کردار نبھایا۔ اور بھی کئی فلمیں ہیں جن میں خاکسار کی نمایاں شمولیت رہی۔

خاکسار نے اے ایم این پروڈکشن انٹرنیشنل کے زیر نگرانی فلمیں بھی بنائیں جس میں مالیکاؤں ٹوڈی، women اور ریکا مے پوریا کیبول بچن وغیرہ اہم اور بنیادی فلمیں بہت مقبول عوام ہوئیں۔

انٹرنیشنل ساؤتھ فلم "آج کالا وارث" کے تمام گیت خاکسار کے قلم سے تحریر ہوئے "ابھی تو رات ہے" محترم انیس جاوید صاحب کی

فلم { ظلم کے خلاف } کے گیتوں میں بھی ایک گیت خاکسار کا رہا۔ اس فلم میں نہ صرف اداکاری بلکہ اسٹنٹ کے فرائض بھی انجام دیے۔۔۔ مجھے اس پہلی فلم میں مجھے محترم انیس جاوید صاحب نے موقع فراہم کیا تھا۔ گیت لکھنے، اداکاری کرنے، اور بطور اسٹنٹ بھی۔ یہ میرے لیے بڑا چانس تھا۔ جو انیس جاوید صاحب نے مجھے دیا تھا۔ "چار مینار بوائز" حیدر آبادی فلم میں بھی خاکسار نے اداکاری کے جوہر دکھلائے۔۔۔ جو کافی مقبول عوام ہوئی۔

** علیم طاہر کی مطبوعہ تصنیفات کے نام **۔

01.. دنیا مسافر راستے

غزلیں نظمیں قطعات

02... منظر پس منظر

علیم طاہر پر تحریر کردہ مضامین اور مختلف اصناف سخن پر شاعری

03--- سر، سنگم، سنگیت

300 گیتوں پر مشتمل مجموعہ۔۔

04.... شاعری، موسیقی، نغمگی

ستر سے زائد اصناف سخن پر مشتمل گیتوں کا مجموعہ۔

05.... یہ عشق کا سفر ہے

اون لائن شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی۔ پاکستان۔

06.... کرچی کرچی خواب

آن لائن شعری مجموعہ دعا علی ویب سائٹ کراچی۔ پاکستان۔

.... 107 گلاموسم

شعری مجموعہ دعاعلی ویب سائٹ کراچی پاکستان۔

08 لمحہ عشق

... شعری مجموعہ دعاعلی ویب سائٹ کراچی پاکستان۔

فیس بک پر تقریباً 10 شعری مجموعے۔۔۔

... 109 بابا آج ہے سنڈے

ادب اطفال۔۔

... 10 عورت کچے کان کی

ناول۔۔۔۔

.. 11۔۔ یادگار لمحے

مضامین پر مشتمل مجموعہ۔

12۔۔۔ میں ذرہ ذرہ بکھرا ہوں۔

سائٹ پر مشتمل مجموعہ۔

** علیم طاہر پر تحریر کردہ کتابیں..

.. 01 گیتوں کا شہزادہ علیم طاہر۔۔۔

مصنف۔۔ ڈاکٹر سیفی سروچی

02... علیم طاہر کے گیت کا نیا منظر نامہ مصنف پروفیسر ڈاکٹر مناظر عاشق ہر گانوی۔

**علیم طاہر پر شائع شدہ رسائل میں گوشے۔۔

ماہ نامہ۔۔ شاعر۔۔ بیباک۔۔۔ اورنگ آباد۔۔۔۔۔

اور اس جیسے درجنوں شعری مجموعے اور تصنیفات اون لائن فیس بک اور ویب سائٹس پر پڑھی جاسکتی ہیں۔

آفتاب احساس انٹرنیشنل گروپ بھی تشکیل دیا گیا ہے جس کا بانی اور چیئرمین خاکسار ہے۔ جس میں عالمی شہرت یافتہ شعراء کرام کی شمولیت ہے اور آئے دن اس گروپ کے ذریعے مختلف اصناف سخن پر مشتمل عالمی مشاعروں کا انعقاد عمل میں آتا رہتا ہے جس کی نظامت خاکسار بخوبی انجام دیتا آیا۔ اس گروپ کے مشاعروں کی کامیابی میں نمایاں کردار محترمہ دعا علی صاحبہ کا بھی رہا ہے۔

ایک اور گروپ گہوارہ علم و ادب نمبر 1 بھی تشکیل دیا ہوں خاکسار جس کا بانی و چیئرمین ہے اس گروپ کے ذریعے بھی فروغ اردو اور معیاری اردو میں اضافے کا کام برابر جاری و ساری ہے۔

ابھی حال ہی میں یعنی 2025 میں بالی ووڈ کی بگ بجٹ کی ایک فلم ایکسیل انٹرٹینمنٹ اور ٹائیگر بے بی پروڈکشن کے زیر اہتمام ریلیز ہوئی۔ جس کا نام ہے "سپر بوائز آف مائیگاؤں" دنیا کے تھیٹروں میں اس فلم نے کافی نام کمایا۔

خاص بات یہ ہے کہ یہ فلم علیم طاہر کی زندگی کی اہم جھلکیاں پیش کرتی ہیں۔

یعنی ان کا رول کسی بالی ووڈ ایکٹر "پبلوسنگھ" نے بخوبی نبھایا۔

آج کل یہ فلم پرائم ویڈیو پر بھی جاری ہے۔

ایمازون پر بھی یہ فلم شان و شوکت سے دکھائی جا رہی ہے۔

اس فلموں کے "ڈائلیکٹ کنسلٹنٹ" علیم طاہر ہے۔

یہ فلم مائیگاؤں کے محنت کشوں پر منحصر ہے۔

جو خواب دیکھتے ہیں اور اس خواب کی تعبیر پانے کے لیے کم بجٹ میں فلم بناتے ہیں۔

جو بہت کامیاب ہو جاتی ہے۔

فلم "مالیگاؤں کے شعلے" 1997 میں ریلیز ہوئی تھی اور ریکارڈ تھوڑا کامیابی حاصل کی تھی۔

پھر کئی سالوں بعد سپر مین آف مائیگاؤں بنی تھی۔

اس فلم نے بھی بہت کامیابی حاصل کی تھی۔

ان دونوں فلموں کا کمبینیشن ہے "سپر ہائر اپ مایگاؤں"

کس طریقے خواب دیکھنے والے یہ لڑکے فلم بنانے میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

اور انہیں کیا کیا رکاوٹیں پیش آتی ہیں۔

اور کس طریقے سے ان کے کام کرنے کا اسٹائل ہے۔ وہ سب اس فلم کی اہم خصوصیات ہیں۔ ڈائریکٹر ریما کاگتی، پروڈیوسر۔۔۔ ریتیش

سدھوانی، فرحان اختر، زویا اختر، ریما کاگتی، ہیں۔ بقول جاوید اختر

"پندرہ سالوں میں ایسی فلم انڈسٹری میں دیکھنے میں نہیں آئی۔"

اسی طرح میری زندگی کا سفر جاری و ساری ہے مختلف مرحلوں سے کامیابی کے ساتھ گذرتے ہوئے مختلف موڑ سے کامیابی کے

ساتھ مڑتے ہوئے میں منزل کی جانب گامزن ہوں۔ ابھی سفر جاری ہے اور بے شمار خواب تعبیر پانیکے لئے بے قرار و مضطرب بھی۔

دعاؤں کا طالب

علیم طاہر (انڈیا)

08/12/2001

بروز سنیچر شب: 08:15

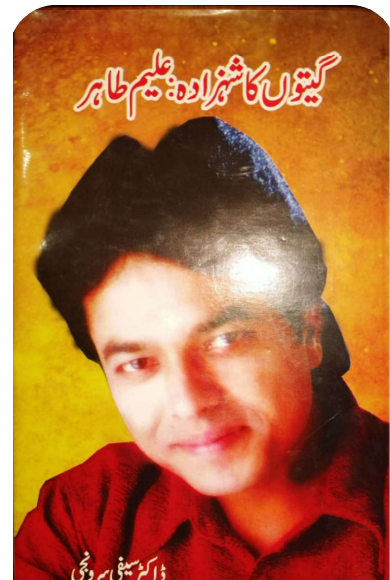
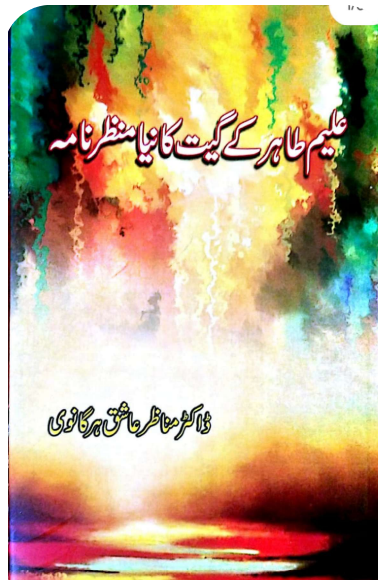
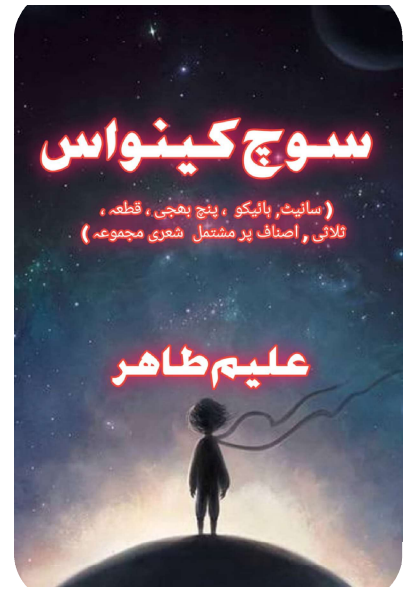
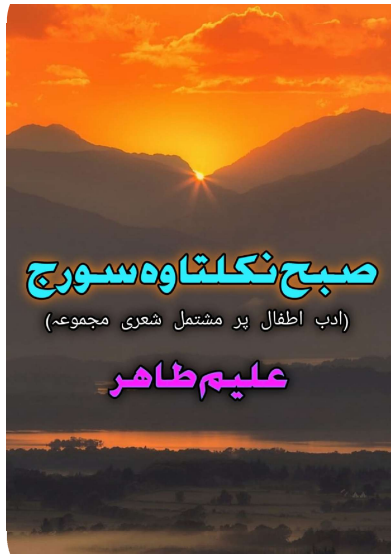
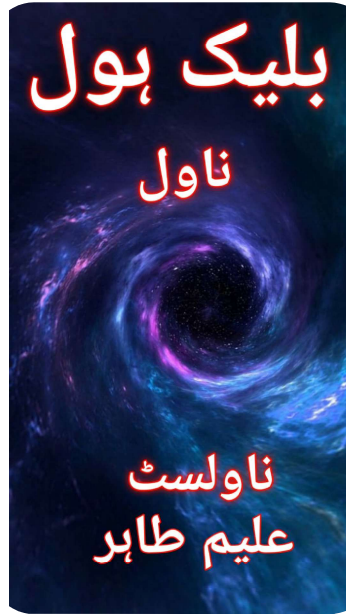
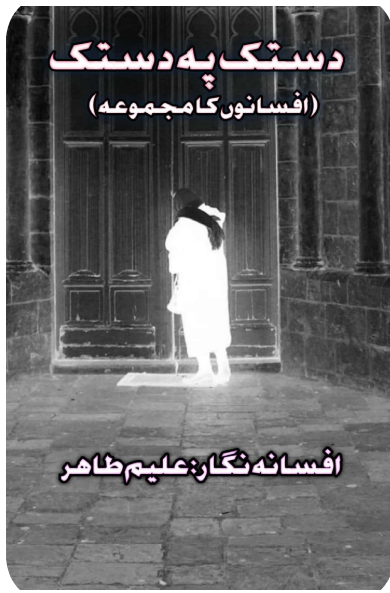
05/05/2025 (Update Knowledge)

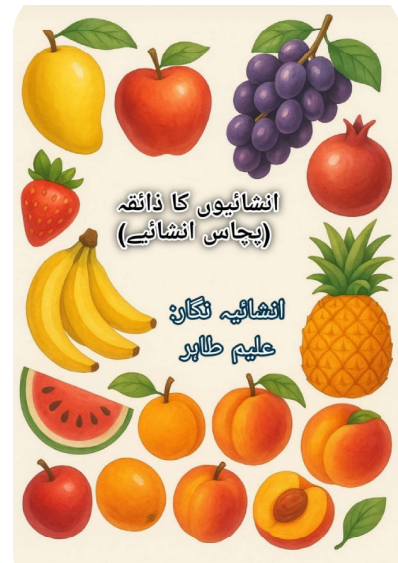
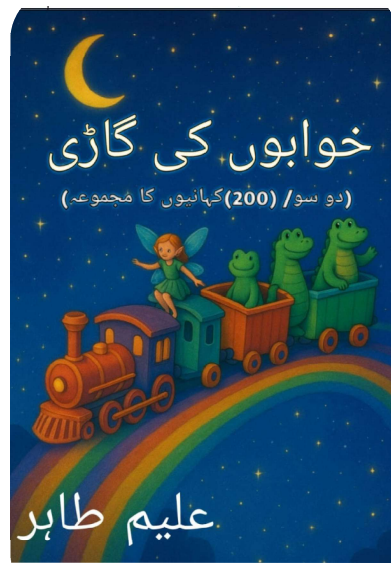
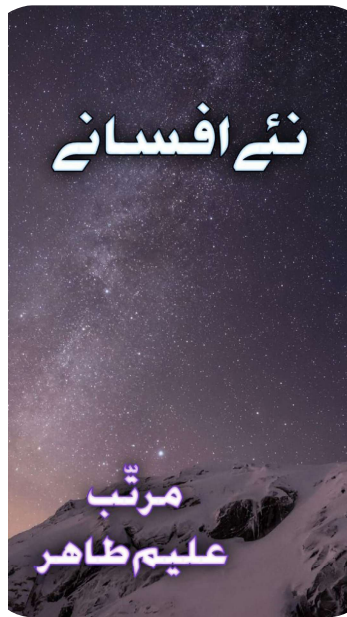
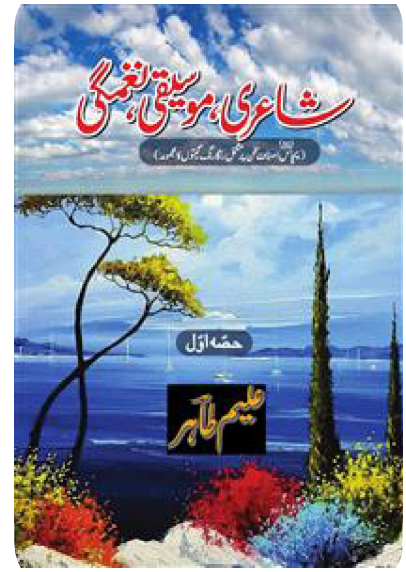
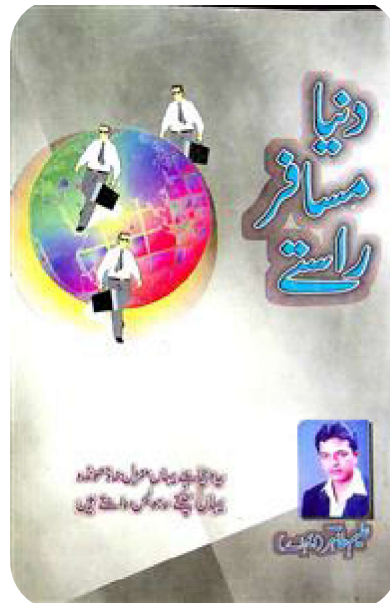
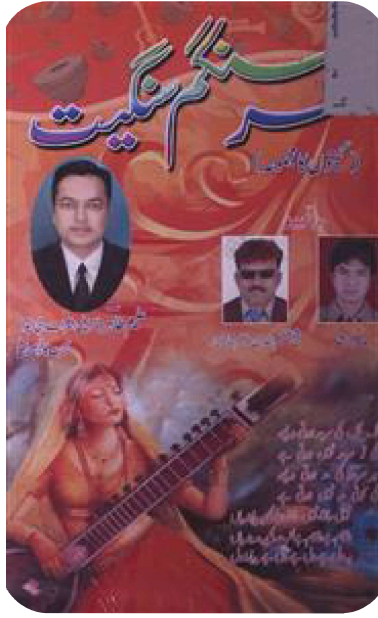
AleemTahir India Ka taaruf

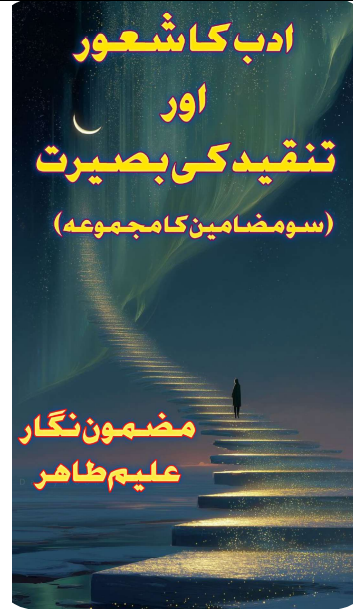
AleemTahir India ki zubani...

Email : aleemtahir12@gmail.com

Mob No : 9623327923











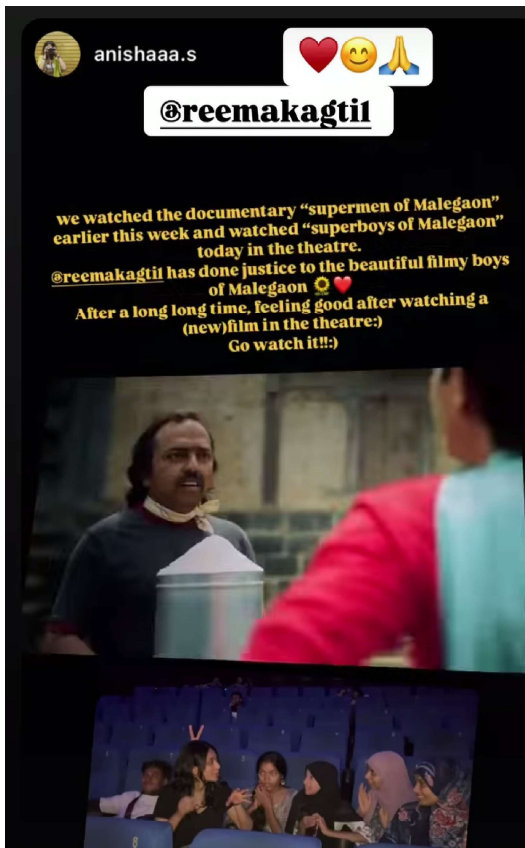














Novel *Ek Chai Do Cigarette*



Novel Nigar

Aleem Tahir